پلکوں کی دستک
نعتیہ دیوان
از
سید شاہ نصیر الدین بسمل ابوالعلائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پلکوں کی دستک

نعتیہ دیوان

از

سید شاہ نصیر الدین سبل ابوالعلائی

پلکوں کی دستک

نعتیہ دیوان

بار اول: ایک ہزار

سنہ اشاعت: ۱۴۰۸ھ م ۱۹۸۸ء

کتابت: مرزا اعظم علی بیگ

طباعت: رحیم پریس چھتہ بازار حیدرآباد اے پی

قیمت: ۲۰/- بیس روپیہ سکہ ہند

ملنے کے پتہ

۱- مصنف: نمبر مکان T. 2R/30 چندولال بارہ دری کالونی فون نمبر 524370

۲- اسٹوڈنٹس بک ڈپو چار مینار حیدرآباد | ۳- حسامی بک ڈپو مچھلی کمان حیدرآباد

۴- مینار بک ڈپو گلزار حوض حیدرآباد | ۵- الکتاب عابد روڈ حیدرآباد

مقدمہ

زیر نظر دیوان "پلکوں کی دستک" جناب نصیر الدین بسمل کے نعتیہ کلام کا مجموعہ ہے۔ دو سو چھبیس صفحات کے اس مجموعے میں دو سو نعتیں شامل ہیں۔
عشقِ رسولؐ کی دولت سے مالا مال بسمل نے اپنے قلبِ مضطر کا عکسِ جمیل قلب صفحۂ قرطاس پر رکھ دیا ہے۔ یہ نذرانۂ بسمل۔ اس عاشقِ رسولؐ کے قلبِ حزیں کا پرتو ہے۔ جس کی ہر سانس یا رسولؐ کی صدا سے خالی نہیں ہوتی گویا ؎ اس کا سینہ نہیں مدینہ ہے
جناب سید شاہ نصیر الدین بسمل یم۔اے، ایل۔ ایل بی (عثمانیہ) حیدرآباد کے علمی و ادبی حلقوں کی ایک معروف شخصیت ہیں۔ کئی ایک علمی و مذہبی انجمنوں سے انکی وابستگی ان کے ذوق و رجحان کی ترجمان ہے وہ معارف اسلامیہ ٹرسٹ، انجمن معین الملت کے معتمد اور حج آفیسرس اسوسی ایشن کے صدر ہیں۔ ہر علمی و مذہبی انجمن میں یہ بطور خاص مدعو کئے جاتے ہیں۔ اردو اور انگریزی زبان کے علاوہ فارسی اور عربی پر بھی انھیں عبور حاصل ہے۔ سلسلہ مشائخ کی نسبت سے ان کا رنگ بچپن ہی سے مذہب آمیز، طاہر اور صالح رہا ہے۔ اس رنگ نے جوانی میں انھیں تقوی کی منزلوں سے ہمکنار کیا۔ عشق رسولؐ کی سرفرازیوں نے انھیں کامل بنا دیا۔ یک گونہ بیخودی کی دولت وجہ وجود کائینات کے عشق کی مستی سے وحدت ذوقِ نظر پروان چڑھی تو دعا مانگی ؎ آپ ہی آئیں نظر دیکھوں جدھر یا مصطفےٰ (بسمل)
شاعری کا ذوق عنفوان شباب سے ہے اور نعت ہی سے اس کی ابتداء ہوئی۔ اگرچہ اب ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کرتے ہیں اور قادر الکلام ہیں "پلکوں کی دستک" ان کا پہلا دیوان ہے

ان کا دوسرا دیوان آواز کے لو سے منقبتوں کا مجموعہ ہے۔ تیسرا اور چوتھا دیوان غزلوں اور نظموں پر مشتمل ہے۔ جو کتابت و طباعت کے مراحل میں ہے۔

"پلکوں کی دستک" میں بسمل نے اپنی حیات کی ساری پونجی، عاشقانِ رسولؐ کی نذر کر دی ہے۔ کیوں کہ وہ جانتے ہیں ؎

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم ؎ چو غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

کسی غلام کی اس سے بڑھ کر کوئی اور خوش بختی نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنے آقا کی نسبت سے پہچانا جائے۔ موجب نازِ عارفاں سرکار دو جہاں صلعم ذکرِ معراج فرما رہے تھے۔ آقا صلعم اپنے غلام بلالؓ کی طرف پلٹے اور فرمایا بلالؓ میں نے تمہارے کھڑاوں کی آواز عرش پر سنی۔

کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

خدا نے موسیٰؑ کو طور پر جلوہ دکھایا۔ کوہ طور جل گیا موسیٰؑ بیہوش ہو گئے۔ خدا کو دیکھنے کی تمنا۔ اُمت کے اصرار پر پیدا ہوئی تھی کہ تم کہتے ہو کلیم اللہ ہو تو بتاؤ اللہ کیسا ہے۔ تمنا کی آگ خود افروختہ نہ تھی

آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ اے کلیم ؎ ایک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا

اللہ نور السموات والارض نے قاب قوسین پر اپنے حبیبؐ سے کلام فرمایا

(قوسین یعنی قرب محبوب و محب کی آخری منزلِ قربت)

وجود باقی تھا۔ کیوں کہ خود فرما دیا فخر موجوداتؐ نے "ہر چیز میرے نور سے بنی اور میں اللہ کے نور سے بنا"، گویا نور سے نور ملا تو نور، نور میں مدغم ہو گیا۔

حق تو یہ ہے کہ اللہ کے لا شریک ہونے کی گواہی محمدؐ صلعم کے رسول ہونے کی شہادت
کے شریک ہونے پر ہی مکمل ہوتی ہے ۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
"پلکوں کی دستک" کے ہر ہر لفظ میں پلکوں کی نمی کا احساس، بسملؔ کے قلب بسمل
کا آئینہ دار ہے۔

قرآن دل میں صاحب قرآں نظر میں ہے ۔ دارین کی حیات کا ساماں نظر میں ہے (بسملؔ)
بسملؔ کا عشق کچی آگ نہیں جس میں دھواں ہو، یہ پکا عشق ہے جس میں اشک رواں میں
ہے عین یقین کہ آنسوؤں کا عقدہ ۔ کھل جائیگا سب جو بند ہونگی آنکھیں
امید ہے کہ اُن کا کلام بہ طفیل سرکار دو جہاں دلوں میں ایمان کے دیئے روشن کریگا۔
اللہ بندے کے گمان کے ساتھ ہے۔ اس کے اور اس کے حبیبؐ کے چاہنے والے بسمل
کی یہ تمنا بھی پوری ہو گی کہ

حشر میں جائیگا بسملؔ وہ بھی ایسی شان سے
اشک آنکھوں میں لیئے ہاتھوں میں دامانِ رسولؐ (بسملؔ)

چیلہ پورہ - حیدرآباد - اے، پی
۲۹ - ۷ - ۱۹۸۸ء

نذیر الدین احمد
سوانح نگار قائد ملتؒ

پیش لفظ
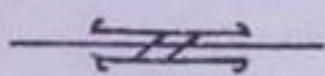
نبی کریم افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی نعت و مدح انبیاءؑ علیہ السلام سے لیکر اجنات نے تک بھی کی ہے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت عمرؓ (جن) کی نعتیں کتب میں محفوظ ہیں خود خلاقِ کائینات نے توریت، زبور، انجیل میں اپنے حبیبؐ کی نعت ارشاد فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں تو مصطفیٰ، مجتبیٰ، احمد، محمدؐ، یٰسین، طٰہٰ، کملی والے، چادر والے، نور، شاہد، بشیر و نذیر نبی امّی، معلم کتاب و حکمت، صاحبِ خُلقِ عظیم۔ صاحبِ قولِ فیصل سراپا ہدایت، سراپا رحمت عبدِ کامل، اور اسی طرح بے شمار محاسن و محامد بار بار کیئے گئے ہیں۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ قدسی صفات میں۔ حضرت ابو طالبؓ۔ حضرت حمزہؓ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابوسفیانؓ۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت عثمان غنیؓ۔ حضرت علی المرتضیٰؓ۔ حضرت حسان بن ثابتؓ۔ حضرت امام زین العابدینؓ۔ حضرت امام ابو حنیفہؓ۔ حضرت غوث اعظمؓ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ۔ حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ۔ حضرات جامیؒ۔ فردوسی۔ عراقی۔ سعدی و رومی اور بے حساب عاشقانِ رسولِ خدا نے عقیدت کے پھول نعت شریف کے عنوان سے نچھاور کیئے ہیں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہیگا۔ سچ تو یہ ہے کہ حمد و نعت کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا۔

بارگاہِ رسالت میں "پلکوں کی دستک" حقیر ترین نذرانہ پیش کرنے کی عزت حاصل کر رہا ہوں.
امیدوارِ کرم ہوں کہ اس کتاب کا ایک آدھ لفظ بھی پسند خاطر اقدس ہو جائے تو جہاں میری تخلیق کا مقصد پورا ہو جائے گا وہیں نعلینِ اقدس سے قربت بھی شائد میسر ہو جائے اور اس طرح دارین میں سرخ روئی نصیب ہو اور سند قبولیت حاصل ہو -

بچپن میں والدی و مرشدی مولانا الحاج حافظ سید احمد علی شاہ صاحب المعروف حضرت پیرجی صاحب ابوالعلائی نور اللہ مرقدہٗ کے ہمراہ نعت و منقبت کی محفلوں میں شرکت کے مواقع ملتے رہے - اور خود گھر میں سماع کی محفلیں برپا ہوتی رہیں - بہر حال ان محفلوں میں شرکت اور اُن کی برکت نے مجھ میں شعر گوئی کی صلاحیت پیدا کی اور تیس پینتیس سال کی یہ دماغی کاوشیں چار کتب کی صورت میں پیشِ ناظرین ہیں -

پلکوں کی دستک	حمد و نعت کا مجموعہ
آواز کے بوسے	منقبت و سلام کا مجموعہ
زنجیرِ آب	غزل و نظم کا مجموعہ
لفظ و معنیٰ	قطعات و رباعیات کا مجموعہ

کرم فرماؤں کا برس ہا برس سے اصرار تھا کہ میں اپنے کلام کو جو محفلوں - ریڈیو اور ٹی وی پر سنا جاتا رہا ہے کتابی صورت میں شائع کر دوں - یہ کام میرے لیئے اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے سبب بیحد دشوار تھا - دشوار اس وجہ سے بھی کہ مجھے صرف انتخابِ کلام شائع کرنا تھا - ورنہ پورا کلام شائع ہوتا تو کتابوں کی ضخامت میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا - اور ویسے بھی اپنے کلام کا آپ انتخاب کرنا بڑا مشکل کام ہے - رئیس الشعراء نجمی صنفِ رباعی حضرت ابوزاہد

سید یحییٰ حسینی قدرؔ عریضی رحمۃ اللہ علیہ نے میری گزارش پر اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور یہ سارا کلام حضرت کا منتخب کردہ ہے۔ کاش حضرت قدرؔ کی زندگی میں یہ کتب شائع ہو جاتیں اور وہ مسرت سے انھیں ملاحظہ فرما لیتے۔

ہر صفحہ پر ایک نیا کلام اور اشعار کی پابندی کی گئی ہے۔ جس وقت اس مجموعہ کی فہرست کلام مرتب کی گئی تو پتہ چلا کہ دو مختلف محفلوں میں ایک ہی طرح میں دو مختلف نعتیں ہو گئیں ہیں اور چونکہ ان کے مضامین علحدہ علحدہ ہیں اس لئے انھیں شامل دیوان کر لیا گیا۔

آخر میں میں ان عنایت فرماؤں کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس نعتیہ دیوان کی ترتیب و اشاعت میں میری ممکنہ مدد فرمائی ہے۔ برادر بزرگ الحاج قاضی صوفی سید شاہ اعظم علی صاحب اعظم اور رفیق دیرینہ مولوی نذیر الدین احمد صاحب (سابق میونسپل کونسلر و سوانح نگار قائد ملتؒ) کا میں بجد ممنون ہوں۔ ان حضرات نے اپنی گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود فاضلانہ مقدمات تحریر فرمائے میں برادر عرفانی الحاج محمد شفیع الدین صاحب مالک ایچ۔ ایس۔ پیپر مارٹ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انھوں نے از ابتداء تا انتہا میری رفاقت فرمائی۔ رحیم پریس چھتہ بازار کے دونوں مخلص برادران جناب مرزا اعظم علی بیگ صاحب و جناب مرزا افضل علی بیگ صاحب کا میں بے انتہا شکر گزار ہوں ان دونوں حضرات میں اول الذکر نے کتابت اور ثانی الذکر نے طباعت اپنے ذمہ لی اور اس طرح میری مشکل آسان ہو گئی۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء

۱۰ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ م ۲۵ جولائی ۱۹۸۸ء
حیدرآباد (اے پی)

یکے از کفش برداران آلِ محمد
سید شاہ نصیر الدین شملؔ ابو العلائی

امرِ واقعہ

میں اپنی خرابی صحت کے باعث کوئی طویل مقدمہ لکھنے کے موقف میں نہیں ہوں پھر بھی امرِ واقعہ کے طور پر چند سطور ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ صدیوں سے ماہرین علم وفن و شعر و سخن نے یہ محسوس کیا اور اس کا اظہار بھی کیا کہ شاعر پیدا ہوتا ہے بنتا نہیں۔ سید شاہ نصیر الدین سنبل ابوالعلائی سلسلہ ابوالعلائیہ کے نہ صرف چشم و چراغ ہیں بلکہ علم و ادب کے گہواروں میں انکی پرورش ہوئی ہے۔ پہلی مرتبہ جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو ان کا محفل سخن میں شرکت کرنے کا طریقہ اور دلچسپی۔ خصوصی طور پر کلام سنانے کا منفرد انداز اور جن مقامات پر داد دینی چاہیئے تھی اس شعور نے مجھے محسوس کرادیا کہ آئندہ یہ باشعور شاعر ہوں گے۔ وقت گواہ ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں سنبل صاحب نے مشاعروں کی ایسی محفلیں لوٹی ہیں۔ جن میں اور سینئر اساتذہ کے ساتھ میں بھی موجود ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ان کی بعض منقبتوں نے مجھے محفل کا رنگ دیکھ کر یہ مجبور کیا کہ میں آج عدیم الفرصتی کا عذر کر کے کچھ نہ پڑھوں۔ اب یہ اس منزل پر پہونچ چکے ہیں کہ محتاج تعارف نہیں ہیں اور سید شاہ نصیر الدین سنبل سے ہر ادیب و شاعر متاثر ہے۔ انھوں نے اپنی میلانِ طبع اور خاندانی خوش عقیدتی کی وجہہ سے میں نے محسوس کیا کہ ہمیشہ غزلیں کہتے بھی تو ان میں غیر دانستہ نعت و منقبت کا رنگ غالب ہو جاتا ہے۔

اب اللہ کا بہت بڑا فضل ہے کہ اس باصلاحیت اور پرگو شاعر کے چار مجموعے مرتب ہو کر اشاعت کی منزل سے قریب آگئے ہیں جن میں غزل۔ نعت۔ منقبت اور دیگر متفرقات سب ہی شامل ہیں۔

میری دل سے دعا ہے کہ اللہ ان کو دیر تک سلامت رکھے اور علم و ادب کی خدمت کا جذبہ عطا کرے

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

آمین

۲۵ جولائی ۱۹۸۸ء روز دوشنبہ
شاہ گنج حیدرآباد۔ اے پی

دعاگوہ
پیرزادہ سیف حموی الجیلانی

مبسملاً و محمداً لاً و مصلیاً و مسلماً

اظہارِ دل بزبانِ مژگاں

عربی لغت میں حمد اور نعت دونوں الفاظ کے معنی تعریف کے ہیں۔ لیکن ادبی اصطلاح میں رب العالمین جل جلالہٗ کی تعریف و کبریائی کے ذکر کو حمد اور رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف و مصطفائی کے بیان کو نعت کہتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ حمد اور نعت کا حق ہم سے کوئی بھی ادا نہیں کرسکتا درحقیقت خدا کی شایانِ شان حمد صرف لبِ مصطفیٰؐ سے ادا ہوسکتی ہے اور پیارے مصطفیٰؐ کی شایانِ شان نعت صرف خدا کے کلام میں ہی مل سکتی ہے۔ غالب نے بجا کہا ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم ؛ کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

لیکن حمد اور نعت کے مابین صوری و معنوی لحاظ سے بڑا لطیف ربط اور نازک رشتہ ہے۔ عارفانِ اہلِ نظم نے فرمایا ہے کہ بظاہر حضورؐ کے اسم گرامی "محمد" یا "احمد" دونوں میں الگ الگ انداز سے پڑے ہوئے محبوبیت کے پردۂ میم کو اٹھا دیا جائے تو صرف حمد ہی حمد باقی رہ جاتی ہے۔ معنوی لحاظ سے دیکھئے تو عربی قواعد کی رو سے حَمَّدَ یُحَمِّدُ تَحْمِیْداً باب تفعیل کا اسم مفعول "محمد" ہے جسکے معنی ہیں بہت زیادہ تعریف کیا ہوا۔ اسطرح حمد سے مراد خدا کی تعریف اور حمد سے ہی مشتق اسم پاکِ محمدؐ بھی ہے۔ اس حسن اتفاق پر صفی اورنگ آبادی نے خوب حسنِ تعلیل پیدا کیا ہے اپنے
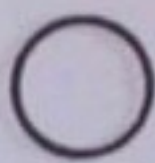
اس شعر میں ؎ کیا کہوں منھ سے کہ قرآں کا منھ ہے ورنہ ۔ ؛ ۔ حمد کا لفظ تو ہونا تھا محمدؐ کیلئے
بنظر غائر تصویر کی تعریف دراصل مصوّر ہی کی تعریف کے مترادف ہے کہ ایسی لاجواب تصویر اُس نے بنائی۔ بلا تمثیل
حضورؐ کے حُسنِ جمال اور فضل و کمال کی توصیف بھی درحقیقت خالق حقیقی کی ہی تعریف ہے کہ اس نے
اپنے حبیبؐ کو ساری خوبیوں اور رعنائیوں کا بے مثال مرقع اور بے نظیر شاہکار بنایا۔ خود جناب بسملؔ کا
یہ شعر اسکی ترجمانی کر رہا ہے ؎ ہے ربط و تعلق کچھ ایسا یہ مصدر و مشتق دونوں میں

ہر نعت نبیؐ کے پردہ میں اللہ کی مدحت ہوتی ہے

مفسرین کرام نے حضور کا اسم گرامی محمدؐ ہونے کا یہ سبب بتایا ہے کہ "لما حمد الاولون والآ
خرون" یعنی تمام اگلوں اور پچھلوں نے آپ کی مدح و نعت فرمائی جس کا سلسلہ ازل سے قائم ہے اور
ابد تک جاری رہیگا۔ تمام آسمانی کتب بھی حضورؐ کے ذکرِ جمیل سے مالامال ہیں۔ آنے والے جملہ انبیاء
و مرسلین میں سے ہر نبی آپ کی مدحت کا خطیب، ہر رسول آپ کی عظمت کا نقیب اور ہر پیغمبر آپ کی
الفت و محبت سے خوش نصیب ہے ؎ ندانم آں گل خنداں چہ رنگ و بو دارد ؛ کہ مرغ ہر چمنے آرزوئے او دارد
حضورؐ کے حسن و جمال، جود و نوال اور کمالِ بے مثال کا اظہار و بیان تقریر کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے یا تحریر
کی شکل میں بھی۔ نثر کے جامۂ زیبا میں بھی ہو سکتا ہے یا نظم کے پیراہنِ رنگین میں بھی۔ اگر ایمانی نظر اور دلِ در
عشق کی نگاہوں سے قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو راست یا بالواسطہ ہر ہر آیت، نعت نبیؐ کا ایک
خوشبودار حسین پھول اور پورا قرآن مجید گویا نعت شریف کے گلہائے رنگا رنگ سے مہکتا ہوا ایک خوش نظر

گلدستہ نظر آئیگا کہ بسم اللہ کی با، سے والناس کی سین تک کلام الٰہی کا ایک ایک نقطہ اور شوشہ حبیب کبریا کی شانِ رفیع و وقیع میں رطب اللسان ہے۔ نثر میں نعت کے اس عظیم شاہکار کے بعد صحابۂ کرام کا منظوم نعتیہ نذرانہ عقیدت ادبی دنیا میں تا قیامت تابانی و درخشانی کی کرنیں بکھیرتا رہیگا روضتہ الاحباب کے مطابق حضور کے خدام شعرا میں مردوں کی تعداد ایک سو ساٹھ اور عورتوں کی بارہ بتائی گئی ہے۔ گلشن رسولؐ میں حضرت حسان ابن ثابتؓ حضرت کعب بن مالکؓ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور حضرت کعب بن زہیرؓ بلبل نعت بنکر نغمہ سرائی کرتے تو حضورؐ خود اتنے خوش ہوتے کہ ایک بار کعب بن زہیرؓ کے نعتیہ قصیدہ پر بطور اظہار مسرت اپنی نورانی ردائے مبارک کا انھیں انعام عطا فرما دیا۔ حضرت حسانؓ کیلئے تو مسجد نبویؐ میں خصوصی منبر حضورؐ نے رکھوا دیا تھا جس پر کھڑے ہو کر وہ آپ کی مدحت بیان کرتے ایک موقع پر فرط مسرت میں (ان اللہ یوید حسانا بروح القدس۔ اللہ تعالیٰ حسان کی روح القدس سے تائید کرواتا ہے) کے خطاب سے نوازا۔ بڑے بڑے عارفین و بزرگان دین نے نعت میں سخن گستری و طبع آزمائی کی تو اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرتے ہوئے قلم رکھدیا۔ سلطنت شاعری کے مسلم الثبوت بادشاہ حضرت جامیؒ نے جب بارگاہ رسولؐ میں مدح و ثنا کا ہدیہ پیش کرنے کی ہمت کی تو اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے ۔ لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ ؛ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر حضورؐ کی شانِ اطہر میں قلب و روح کی گہرائیوں سے اپنی عقیدت کا نذرانہ پیش کرنا دراصل شاہ لولاک کے بے شمار بے پایاں احسانات کا ہدیۂ تشکر اور ہماری خوش نصیبی و فیروز بختی کا سامان کرنا ہے اور بس۔

برادر عزیز القدر الحاج مولوی سید شاہ نصیر الدین صاحب بسمل نے اس عاصی پر معاصی سے یہ پر خلوص خواہش فرمائی کہ حمد و نعت پر مشتمل موصوف کے زیر اشاعت کلام موسوم بہ "پلکوں کی دستک" پر بطور مقدمہ اپنے ناچیز تاثرات سپرد قرطاس کردوں۔ نعت شریف کے موضوع پر لب کشائی یا قلم تراشی میرے لئے "چھوٹا منھ بڑی بات" کے مصداق ہے لیکن دربار رسولؐ کے شاعر نے میرا حوصلہ بڑھایا۔

ماان مدحت محمداً بمقالتی ؛ لکن مدحت مقالتی بمحمد

یعنی میں اگرچہ کہ نبیؐ رحمت کی شان مدحت بیان نہ کر سکوں گا مگر حضورؐ کی مدحت کے الفاظ شامل ہو جانے سے میرا یہ مقالہ خود بخود لائق تعریف اور قابل قدر ضرور ہو جائے گا۔

زیر نظر نعتیہ مرقع کا نام خود بڑا انوکھا اور دلکش ہے کہ اس میں ادب LITERATURE کی ندرت اور جدت بھی ہے تو ادب RESPECT کا بھی پورا پورا قرینہ موجود ہے بلکہ معراج کی شب حبیب خدا کو خواب ناز سے جگانے کیلئے جبرئیلؑ نے جب اس "ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر" میں حاضری دی تو بحکم الٰہی اپنی ملکوتی آنکھوں کو پائے مصطفیٰ سے لگا دیا اس پاس تعظیم کو سیدھی سادھی اردو میں "پلکوں کی دستک" ہی کہا جا سکتا ہے۔ پھر کتاب کے اس پیارے نام کے بلحاظ ابجد اعداد حروف دیکھئے (۶۲۲) ہیں ان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اعداد (۷۸۶) جمع کرتے ہی کتاب کا سال اشاعت ۱۴۰۸ھ ہجری نکل آتا ہے۔ گویا نام میں حمد کے انوار بھی ہیں تو نعت کی تجلیات بھی۔ جس پر تدخلہ سے ایک قطعہ تاریخ کہا ہے۔

حمد اور نعتوں کے مجموعہ کا نام ؛ نادر و دلکش ہے اعظمؔ نیک فال
پڑھیے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ جا ملیے "پلکوں کی دستک" کا جو سال
۷۸۶ (۱۴۰۸ھ) ۶۲۲

بسمل صاحب کی وجاہت دینی وادبی حلقوں میں تعارف کی محتاج نہیں۔ ابوالعلائی سلسلہ کے سادات گھرانے کے چشم وچراغ ہیں۔ قال اللہ اور قال الرسول کے ماحول میں پروان چڑھے۔ عشق رسول اور حُبِّ اولیاء کا خمیر رگ وریشہ میں رکھتے ہیں۔ ساتھ ہی عصری اعلیٰ تعلیم سے آراستہ یم اے، یل یل۔ بی کی ڈگریوں کے حامل اور محکمہ برقی میں اعلیٰ عہدہ پر فائض ہیں۔ معتمد انجمن اسوسی ایشن۔ ڈٹرسٹ کے کلیدی عہدہ دار کی حیثیت سے علم وادب اور دین وملت کی بے لوث اور خاموش خدمت میں اگر گم اپنی آپ مثال ہیں۔ شعر وسخن کا بڑا استھرا مذاق رکھتے ہیں۔ تقریباً تمام اصناف سخن میں موصوف نے طبع آزمائی فرمائی ہے۔ پلکوں کی دستک میں ہی پورے دوسو حمد ونعت جمع ہو گئے ہیں تو پھر انشاء اللہ آئندہ شائع ہونے والے منقبتوں پر مشتمل "آواز کے بوسے" اور پھر غزلوں وغیرہ کی وسعت ووقعت کا اس سے خود اندازہ ہو جائے گا۔

"با خدا دیوانہ باش وبا محمدؐ ہوشیار" کے مصداق حمد گوئی کے مقابلہ میں نعت گوئی نہ صرف مشکل بلکہ انتہائی نازک ہے جس میں فن کی جملہ صلاحیتوں کے علاوہ ایک آشفتہ اور فریفتہ دل ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ بسمل صاحب فرماتے ہیں

بہت آسان ہے مدح وثنا باری تعالےٰ کی ؛ بہت مشکل ہے نعت مصطفےٰ اگر حوصلہ آئے

شاعری کے فنی مطالبات کی نگہداری اور پھر نعت سے عہدہ برآئی بسمل صاحب کے کلام میں جلوہ گر ہے کیونکہ موصوف جو کچھ کہتے ہیں ذوق واشتیاق اور محض جذبۂ صادق سے تڑپ کر کہتے ہیں خود بھی بسمل بنتے

ہیں اور ان کے کلام کی یہ صداقت و عقیدت ہے کہ سننے والے کو بھی بسمل بنا دیتی ہے۔ ادبی لحاظ سے الفاظ میں رکھ رکھاؤ تواتر اور الٹ پھیر پیدا کر کے کلام کو لطف اندوز بنا دیتے ہیں۔ زیر طبع کتاب کے آخری بہتر (۷۲) نعت ہائے شریف میں مسدس۔ مخمس۔ ذوو زنین۔ ذو بحرین شامل اور سب سے آخر میں سلام کا نذرانہ ہے۔ جن میں جا بجا مختلف صنائع معنوی جیسے مراعاۃ النظیر۔ عکس و طرد۔ لف و نشر طباق و تضاد۔ تبلیغ و تلمیح اور حسن تعلیل کے آبدار جواہر پارے جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ جن کا مشتے نمونہ چند اشعار ذیل میں مشاہدہ کئے جا سکتے ہیں۔

ترے جو خاص میکش ہیں سبھی سے مست رہتے ہیں ؎ کہ ساقی بھی ہے تو مئے بھی ہے تو اور میکدہ تو ہے

کبھی اسباب ہو کر بھی مقاصد میں ہے ناکامی ؎ کبھی بیچارگی میں غیب سے سامان ہوتے ہیں

اب مشیت کس کو سمجھوں کس کو مرضی آپ کی ؎ خود مشیت کی نظر ہے آپ پر یا مصطفےٰ

پھر دیدۂ شعور میں کوئی نہ جچ سکا ؎ ہے سب کو اب سلام تمھیں دیکھنے کے بعد

آنکھ کھلتے ہی اُن کو دیکھا ہے ؎ اس کو کہتے ہیں طالع بیدار

خصوصاً "اُس نے کہا" "میں نے کہا" والی حمد تو پڑھنے اور سننے والے کو ایک وجد آور کیفیت سے سرشار کر دیتی ہے۔ اپنے تخلص بسمل کا ذو معنی استعمال جا بجا موجود ہے۔ مثلاً

یوں نزع میں ہو پیش نظر آپ کا جمال ؎ قدموں پہ آپ کے رہے بسمل کا سر حضور

بسمل تڑپ ہے دل میں تصور میں ہیں حضور ؎ ہے درد دل میں درد کا درماں نظر میں ہے

المختصر ''پلکوں کی دستک''، شعر و ادب کی رعنائیوں سے آراستہ اور عشق خدا اور رسول خدا کی خوشبو سے مہکتا ہوا ایسا گلدستہ خوش نظر ہے کہ اسکے مطالعہ کے بعد کوئی بھی اپنی مشام جان و ایمان کو معطر اپنی بساط فکر و نظر کو منور کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

بسمل صاحب کی شخصیت میرے لیئے بھی اس طرح جانی پہچانی ہے کہ موصوف میرے چھوٹے برادر کے بچپن سے ہم جلیس اور ہم مکتب رہے ہیں۔ نیز موصوف کے والد مکرم حضرت حافظ سید احمد علی شاہ صاحب ابوالعلائی المعروف بہ پیر جی رحمۃ اللہ علیہ اکثر جب کبھی میرے والد ماجد حضرت سید الصوفیہ مفتی دکن و محدث سید شاہ احمد علی صوفی صفیؔ قادری قبلہ نور اللہ مرقدہٗ سے ملاقات فرماتے تو ان دونوں عاشقان رسول کے درمیان نیاز و محبت کے جذبات کا جو مظاہرہ اور علم و عرفان بھرے کلمات کا جو تبادلہ ہوتا تھا وہ آج تک میرے لیئے یادگار اور ناقابلِ فراموش ہے۔

امید کہ بسمل صاحب کا یہ گراں مایہ حمدیہ و نعتیہ کلام، اربابِ بصیرت میں قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ میری پُر خلوص دعا ہے کہ رب تبارک و تعالیٰ اس کتاب کو زبان و ادب کی بلند تخلیقات کو پسند کرنیوالے ہر خاص و عام حلقہ میں یکساں طور پر کیفؔ آور اور مقبول بنادے آمین فقط

خادم العلم والعلماء

کان اللہ لہٗ

قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی اعظمؔ القادری

تصوف منزل قریب ہائیکورٹ آندھراپردیش

المرقوم ۹ ذی الحجۃ الحرام شہ ۱۴۰۸ھ م ۲۴ جولائی شہ ۱۹۸۸ء بروز یکشنبہ

فہرست کلام

پلکوں کی دستک

کو

عاشقانِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے نام

معنون کرنیکی عزت حاصل کرتا ہوں.

سید شاہ نصیر الدین سنبل ابو العلائی

حمد
باری تعالیٰ شانہٗ

کھل نہیں سکتا مقامِ سرمدی تیرے بغیر ہو نہیں سکتا شعورِ بندگی تیرے بغیر

جل کہاں سکتی ہے شمعِ زندگی تیرے بغیر آ نہیں سکتی ہے اس میں روشنی تیرے بغیر

نازِ لیلیٰ عشقِ مجنوں کے پسِ پردہ ہے تو ان میں آئی ہے کہاں وابستگی تیرے بغیر

کارفرما تو بہر حالت ہے ممکن ہی نہیں آگہی تیرے بغیر اور بے خودی تیرے بغیر

آگ کے کیڑے کو جگنو کو نظامِ شمس کو کون دے سکتا ہے ایسی روشنی تیرے بغیر

بے غرض بے لوث اور بے نفس ہو سکتی نہیں دشمنی تیرے بغیر اور دوستی تیرے بغیر

انبیاء و مرسلین و اولیاء و اتقیاء کر سکا ان میں نہ کوئی خواجگی تیرے بغیر

رہروی کچھ اور ہے اور گمرہی کچھ اور ہے ہو نہیں سکتی کبھی منزل رسی تیرے بغیر

حسن خوبی بانکپن غمزہ ادا انداز و ناز ان میں آئی ہے کہاں شائستگی تیرے بغیر

باوجود اس کے ہے میرا دخل بھی ہر کام میں کر سکا ہوں میں نہ کوئی کام ہی تیرے بغیر

قلبِ بسمل ہو کہ وہ دیوانگی منصورؒ کی
کون دے سکتا ہے ان کو بے خودی تیرے بغیر

حقیقت کہہ رہی ہے لائقِ حمد و ثنا تو ہے
حقیقت میں مگر اسکی خبر تجھکو ہے کیا تو ہے

کبھی تدبیر کی ہر راہ میں منزل نما تو ہے
مگر تقدیر کے پردہ میں خود فرمانروا تو ہے

بظاہر کوئی بھی ارماں ہو لیکن مدعا تو ہے
مری ہر آرزو کا مستقل اک آسرا تو ہے

نہیں آتی قضا اُن کو جو تجھ پر مرنے والے ہیں
فنا تو ظاہری ہے اصل میں انکی بقا تو ہے

محبت میں انا الحق نے کیا منصورؔ کو رسوا
انا کا مستحق کوئی نہیں اصل انا تو ہے

تری چشمِ کرم میں دوست بھی ہیں اور دشمن بھی
بلا تخصیص دونوں کے لیے حاجت روا تو ہے

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
خرد کی جو بلندی بھی ہے اس سے ماوریٰ تو ہے

بظاہر دور ہے اتنا بہ باطن قرب ہے ایسا
ہر اک تارِ نفس سے جو نکلتی ہے صدا تو ہے

ترے جو خاص میکش ہیں اسی سے مست رہتے ہیں
کہ ساقی بھی ہے تو مے بھی ہے تو اور میکدہ تو ہے

جمالِ مصطفےٰؐ کے روپ میں بندوں سے ملنے کو
گماں ہوتا ہے پردہ سے نکل کر آ گیا تو ہے

نہیں پوشیدہ اے خلاق تجھ سے حال بسملؔ کا
سکوں بھی دیکھتا تو ہے تڑپ بھی دیکھتا تو ہے
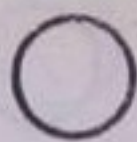
دلِ مبتلا کی پکار اللہ اللہ
قرارِ دلِ بے قرار اللہ اللہ

مرے حال کا پردہ دار اللہ اللہ
ہے تو ہی مرا غم گسار اللہ اللہ

ہے قربان ہفتاد مادر کی الفت
تجھے تجھ سے کتنا ہے پیار اللہ اللہ

ہر اک شئے میں تیرا ہی جلوہ عیاں ہے
یہ ذروں سے ہے آشکار اللہ اللہ

ہیں کونین کی رونقیں تجھ سے قائم
کرم کی ہے ہر سو بہار اللہ اللہ

یہی نام ہے مخزنِ جود و بخشش
کہے جا یہی بار بار اللہ اللہ

عمل کا مرے کچھ بھروسہ نہیں ہے
ترے فضل پر ہے مدار اللہ اللہ

اگر میرے عصیاں ہیں حد سے زیادہ
تری رحمتیں بے شمار اللہ اللہ

اسی کملی والے کے صدقہ میں یا رب
کرم کا ہوں امیدوار اللہ اللہ

میں بندہ ہوں تیرا اسی پر ہوں نازاں
مرا تو ہے پروردگار اللہ اللہ

توقع لئے ہے ترے در کا سائل
ترا بسملِ دل فگار اللہ اللہ

جہاں پر اک اشارے سے ترے طوفان برپا ہے
وہیں ساحل اسی کا ہر طرح سامان ہوتا ہے

نہیے قسمت کہ اک خاکی پہ یہ احسان ہوتا ہے
تری جلوہ نمائی کیلئے انسان پردہ ہے

خرد کے زور پر پہچاننا اسکو نہیں ممکن
جنونِ عشق جب حد سے بڑھے عرفان ہوتا ہے

ترا پیغام دعوت ہے کہ سبحان الذی اسریٰ
ہے تیری میزبانی عرش پر مہمان بندہ ہے

نہیں ہے اختیار اپنے نفس کی آمد و شد پر
ہیں جو کچھ بھی بظاہر ہوں وہ سب فیضان تیرا ہے

کسی انداز سے بھی جلوہ فرمائی رہے تیری
نظر جس کو ملی ہے وہ تجھے پہچان لیتا ہے

کبھی اسباب ہو کر بھی مقاصد میں ہے ناکامی
کبھی بیچارگی میں غیب سے سامان ہوتا ہے

خطاؤں پر عطائیں دیکھ کر کہنا پڑا آخر
عطا کے وقت تو سب سے نرالی شان والا ہے

جہاں تدبیر سے بھی عزم میں ہوتی ہے ناکامی
وہاں تجھ پر ترا منکر بھی خود ایمان لاتا ہے

نہیں ہے انحصار اس کا کوئی طوفان و ساحل پر
بچا لینا ڈبونا سب تجھے آسان ہوتا ہے

توجہ بے شعوروں پر نہیں ہے تیری اے مولا
جو ہو جائے ترا بسمل اسے حیران کرتا ہے

اُس نے کہا وحدت ہے کیا میں نے کہا چھپنا ترا
اُس نے کہا میری انا میں نے کہا جامہ ترا

اُس نے کہا سر میں ہے کیا میں نے کہا سودا ترا
اُس نے کہا کیا دل میں ہے میں نے کہا جلوہ ترا

اُس نے کہا میرا پتہ میں نے کہا تو ہی بتا
اُس نے کہا مشکل ہے کیا میں نے کہا رستہ ترا

اُس نے کہا حسرت ہے کیا میں نے کہا رویت تری
اُس نے کہا کیا چاہیئے میں نے کہا منشاء ترا

اُس نے کہا خاطی ہے کیوں میں نے کہا غلطی ہوئی
اُس نے کہا تو کون ہے میں نے کہا بندہ ترا

اُس نے کہا ہے چاند کیا میں نے کہا تیری جھلک
اُس نے کہا سورج ہے کیا میں نے کہا چہرا ترا

اُس نے کہا ہے موج کیا میں نے کہا تیری اروش
اُس نے کہا بہتا ہے کیا میں نے کہا دریا ترا

اُس نے کہا کرتا ہے کیا میں نے کہا تیری ثنا،
اُس نے کہا کھاتا ہے کیا میں نے کہا صدقہ ترا

اُس نے کہا عزم و عمل میں نے کہا ہیں لازمی
اُس نے کہا قسمت ہے کیا میں نے کہا منشاء ترا

اُس نے کہا ایماں ہے کیا میں نے کہا تجھ پر یقیں
اُس نے کہا کیا فرض ہے میں نے کہا سجدہ ترا

اُس نے کہا آ وجد میں میں نے کہا بسمل تو ہوں
اُس نے کہا لب پر ہے کیا میں نے کہا نغمہ ترا

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
نعت شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم

شانِ بخشش عجبے لطفِ فراواں عجبے
بر غلاماں کرمِ شاہِ رسولاں عجبے

دردمندے عجبے حاملِ درماں عجبے
مرضِ دل عجبے عیسئ دوراں عجبے

ہست کشتئ گنہ گار بہ آغوشِ پناہ
موجِ رحمت عجبے قلزمِ غفراں عجبے

چشمِ مشتاقِ مَن از دیدنِ او حیرانست
رُخِ تاباں عجبے گیسوئے پیچاں عجبے

گاہے پوشیدئی گاہے بنمائی خود را
ہر ادایت بخدا اے شہِ خوباں عجبے

سجدہ کردم بہ کفِ پائے شہنشاہِ جمال
سجدہ گاہم بہ ہمہ عالمِ اِمکاں عجبے

تو بہر یک نفسم پیشِ نظر می باشی
وارم اندر دلِ صد چاکِ خود ارماں عجبے

چشمِ بینا چو عطا کردۂ از لطف و کرم
ہست در ہر نظرم جلوۂ جاناں عجبے

میزباں میہماں در دائرہ چوں جمع شدند
منظرِ عرش شد از جلوہ درخشاں عجبے

ہست پیشِ نظرم حُسنِ حسینانِ جہاں
قطرۂ عشق بپا کردۂ طوفاں عجبے

صدقہ کردم دل و جاں بر شہِ خوباں بسملؔ
نیست اقدامِ تو اے بے دِل و بے جاں عجبے

زباں پہ میری محمد کا نام کیا کہنا
فضائیں بھیج رہی ہیں سلام کیا کہنا

کرم یہ اُن کا یہ میرا مقام کیا کہنا
سمجھ رہے ہیں وہ اپنا غلام کیا کہنا

ہے ارضِ طیبہ وہ دارالسلام کیا کہنا
تجلیاں ہیں جہاں صبح و شام کیا کہنا

انھیں سے اصل میں مربوط ہیں حدوث و قدم
مقامِ سیدِ عالی مقام کیا کہنا

ردا حضورؐ نے حسانؓ کو عطا کی ہے
عطائے اقدسِ خیر الانام کیا کہنا

بقدر ظرف کوئی بھی نہ رہ سکا محروم
نبیؐ کا ایسا ہے فیضانِ عام کیا کہنا

مِلا ہے صدقۂ نسبت گناہ گار کو بھی
ہے اس کے ہاتھوں میں کوثر کا جام کیا کہنا

خوشی آمدید کو ہے ہر فلک پہ اک نبی
تمہاری دید کا یہ اہتمام کیا کہنا

حضورؐ جس میں سما جائیں جس میں بس جائیں
پھر اُس نگاہ کا دل کا مقام کیا کہنا

فرشتے نعت کا ہر شعر لے کے جاتے ہیں
کہاں پہونچتا ہے اپنا کلام کیا کہنا

وہ سامنے ہوں مرے اور میں رہوں بسمل
جو زندگی کا ہو یوں اختتام کیا کہنا

ہو عطا وہ وحدتِ ذوقِ نظر یا مصطفےٰ
آپ ہی آئیں نظر دیکھوں جدھر یا مصطفےٰ

آپ ہی کو اپنا سب کچھ سونپ کر یا مصطفےٰ
فکرِ فردا سے ہوا ہوں بے خبر یا مصطفےٰ

نام اقدس کی دہائی نعرۂ تکبیر ہے
جس سے ہو جاتا ہے باطل بے اثر یا مصطفےٰ

آپ پر نظریں ہیں یا حسنِ ازل ہے سامنے
ہر نظر پر ہے یہ احساس نظر یا مصطفےٰ

ہے منوّر ذرہ ذرہ آپ ہی کے نور سے
آپ ہی کا عکس ہیں شمس و قمر یا مصطفےٰ

یوں ادا ہوتی ہے اکثر ہوش والوں کی نماز
سجدہ کعبہ کی طرف تم پر نظر یا مصطفےٰ

دست بستہ منتظر ہیں آج بھی لاکھوں غلام
جان و دل قربان کرنے آپ پر یا مصطفےٰ

اب مشیت کس کو سمجھوں کس کو مرضی آپ کی
خود مشیت کی نظر ہے آپ پر یا مصطفےٰ

ہے وہ دنیا کے لیئے اک رہبر فکر و نظر
تم نے دی جو دعوتِ فکر و نظر یا مصطفےٰ

عاصیوں کی دین و دنیا میں کوئی قیمت نہ تھی
یہ نہ بکتے گر تمہارے نام پر یا مصطفےٰ

دردِ الفت آپ کا جب سے ہے جزوِ زندگی
ہو گیا بسملؔ کا ہر غم معتبر یا مصطفےٰ
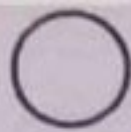
تمہارا یہ روئے مبیں یا محمد ہے تفسیر حق الیقیں یا محمد

دو عالم میں تم سا حسیں یا محمد خدا نے بنایا نہیں یا محمد

حسیں وہ بھی تم سا حسیں یا محمد نہیں یا محمد نہیں یا محمد

تم ہی کو ہیں زیبا یہ القاب سارے امین و متین و مبیں یا محمد

نہ ہوتا جو ان کو سہارا تمہارا کہاں جاتے سب بے نہیں یا محمد

جہاں جس گھڑی تم کو جس نے پکارا تم آئے مدد کو وہیں یا محمد

وہ ہے اہل دل کیلئے کعبۂ دل ہو تم جس مکاں کے مکیں یا محمد

تمہارے رخ پاک کی ہے تجلّی جو جلوہ ہے دل کے قریں یا محمد

سکون دل و جاں قرارِ دو عالم تمہیں یا محمد تمہیں یا محمد

تمہارے ہی قدموں سے ارضِ مدینہ بنی رشکِ خلدِ بریں یا محمد

ہے روزِ جزا ساتھ رکھو گے اپنے
ہے بسمل کو اس کا یقیں یا محمد

بدلا ہے یوں نظام تمہیں دیکھنے کے بعد
آقا بنے غلام تمہیں دیکھنے کے بعد

چشم دیدۂ شعور میں کوئی نہ جچ سکا
ہے سب کو اب سلام تمہیں دیکھنے کے بعد

جن و ملائکہ کی سمجھ میں بھی آگیا
انسان کا مقام تمہیں دیکھنے کے بعد

اللہ کا کلام دکھائی دیا ہمیں
اللہ کا کلام تمہیں دیکھنے کے بعد

انسان کی سمجھ میں نہ آیا تھا آگیا
خود اپنا احترام تمہیں دیکھنے کے بعد

کوئی نہ انبیاء کی نگاہوں میں جچ سکا
نبیوں کے اے امام تمہیں دیکھنے کے بعد

وہ نور جس سے نار بھی خود سرد پڑ گئی
دوزخ ہوئی حرام تمہیں دیکھنے کے بعد

عاصی پہونچ گئے ہیں مقام یقین پر
اے رحمتِ تمام تمہیں دیکھنے کے بعد

اپنی جبیں جھکا دی ہے شاہانِ وقت نے
اے شاہِ ذی نام تمہیں دیکھنے کے بعد

دشوار ہو گیا ہے حدوث و قدم کا فرق
کہتے ہیں خاص و عام تمہیں دیکھنے کے بعد

بسملؔ ہیں سب تمہارے تقرب کے واسطے
وہ خاص ہوں کے عام تمہیں دیکھنے کے بعد
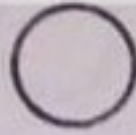
وہ نبوت کے فلک کا آفتاب آ ہی گیا
کُل نبیوں کے سوالوں کا جواب آ ہی گیا

یہ تو ممکن ہی نہ تھا آئے کوئی اسکا جواب
اسلئے وہ بن کے آپ اپنا جواب آ ہی گیا

جسم کو سایہ نہ تھا کیسے حائل کمر
یوں مجازی رنگ میں وہ بے نقاب آ ہی گیا

آپکے آنے سے انساں کو ملا اس کا مقام
آپ کیا آئے مکمل انقلاب آ ہی گیا

عرش و کرسی منزلِ قوسین و لوح و قلم
جس کے پرتو ہیں وہی عالی جناب آ ہی گیا

اب غلاموں کو قیامت تک نہیں فکرِ حساب
وہ جو لے کر ساتھ لطفِ بے حساب آ ہی گیا

چشمِ حق کے منتخب جتنے تھے سب آئے مگر
انبیا میں سارے ہو کر انتخاب آ ہی گیا

دستِ استبداد میں طاقت جو تھی وہ چھن گئی
عظمتِ انساں پہ اک تازہ شباب آ ہی گیا

لے رہے ہیں رات دن سب حسن کی جسکے زکوٰۃ
وہ رسالت کے فلک کا ماہتاب آ ہی گیا

بڑھ گئی ہے جس کی خاکِ پا سے توقیرِ حیات
وہ شہِ کونین وہ عظمت مآب آ ہی گیا

جو محمد کا وسیلہ دے کے بسمل ہو گیا
چشمِ رحمت کو بالآخر خود حجاب آ ہی گیا

ماورائے عقلِ انساں ہیں یہ کہنا کیا ہیں آپ
ہر مقامِ معرفت پر یا نبیؐ تنہا ہیں آپ

ہے شعورِ دید پر اس معرفت کا انحصار
ہر جگہ پنہاں ہیں آپ اور ہر جگہ پیدا ہیں آپ

ہیں شریعت کے تصور میں تجلیٔ خدا
اور طریقت کہہ رہی ہے خالقِ جلوہ ہیں آپ

کم نگاہی سے نگاہیں ہو گئیں محرومِ دید
ورنہ ہیں پردہ کے باہر اور پسِ پردہ ہیں آپ

دل کو کہتے ہیں خدائے پاک کا مسکن ہے یہ
دل یہ کہتا ہے کہ مجھ میں آپ ہی گویا ہیں آپ

مختلف راہیں شریعت اور طریقت کی نہیں
متصل جوان کو کر دیتا ہے وہ رستہ ہیں آپ

جس کی یکتائی مسلّم ذات جسکی بے مثال
کہہ رہا ہے وہ کلامِ پاک میں یکتا ہیں آپ

رحمۃ اللعٰلمیں اے ظلِّ ربُّ العٰلمیں
خود کو سایہ ہی نہیں سب کیلئے سایہ ہیں آپ

کر دیا ہے جس نے اسکو دو جہاں سے بے نیاز
بسملِ عاصی کے وہ ملجا ہیں وہ ماویٰ ہیں آپ

سرکار ہیں والا حشم جہرا تم بدرِ کرم
اے رحمتوں کے تاج ور ہو جائے اک چشمِ کرم

پامال دنیا نے کیا یا سیّدی کیجے کرم
کب تک سہیں جبر و ستم کب تک تڑپتے جائیں ہم

طیبہ کی خاک پاک ہے واللہ صد رشکِ ارم
میری جبیں کی سجدہ گہ مولا ترے نقشِ قدم

اللہ کے مظہر ہو تم بندوں کے بھی رہبر ہو تم
تم ہو بنائے دو جہاں سرکار وحدت کی قسم

اے خاتمِ پیغمبراں فخرِ رسولانِ سلف
صدقے میں تیرے بن گئی امت تری خیر الامم

سرکار کے انوار سے دونوں جہاں پُر نور ہیں
نعت شہ لولاک ہے۔ ہے ظلمتوں کا سر قلم

گھٹی میں ہے عشقِ نبیؐ آباد ہے میرا جہاں
آقا ہیں میری پشت پر مجھکو نہیں اب کوئی غم

اک آرزو باقی ہے اب اس قلبِ مضطر میں میرے
سرور کے پائے ناز پر نکلے الٰہی میرا دم

بسمل چلو چل کر وہیں قرباں کر دیں جان و دل
یادِ نبیؐ کی ہچکیاں آنے لگی ہیں دم بدم

لہرائے ہیں کیا دہر پہ گیسوئے محمدؐ
ہر مو سے جو آنے لگی خوشبوئے محمدؐ

عرفانِ اویسؓ قرنی سے ہوا ظاہر
"زہرہؓ" ہی کو ہے معرفتِ روئے محمدؐ

یہ سوچئیے اب کس کا رضا جو ہو مسلماں
جب خود ہو مشیت ہی رضا جوئے محمدؐ

اقطابِ جہاں اس کے قدم شوق سے چومیں
اللہ رے اعزازِ سگِ کوئے محمدؐ

ممکن ہو تو ہو جانے کو وابستۂ دامن
محشر میں سبھی کی ہے نظر سوئے محمدؐ

ہے مطمئن اس واسطے کُل امتِ عاصی
رحمت ہے تہہ سایۂ گیسوئے محمدؐ

ہیں شاہ دو عالم کے تصرف میں دو عالم
کونین کی ہر شئے پہ ہے قابوئے محمدؐ

لپٹی ہوئی ہے رحمتِ حق ان سے جو ہر دم
اس واسطے خم دار ہیں گیسوئے محمدؐ

اس راہ میں ہر گام پہ سجدہ ہے ضروری
اے طالب دیدار یہ ہے کوئے محمدؐ

ہے ذاتِ گرامی دلِ کونین کا مرکز
کونین کا رخ ہے بخدا سوئے محمدؐ

جو سرورِ کونین کی الفت میں ہو بسمل
اللہ دکھاتا ہے اُسے روئے محمد

دل میں ہے یاد آپ کی سرکارؐ — آپ ہیں میری زندگی سرکارؐ

شربت دید کا میں پیاسا ہوں — دور کر دیجے تشنگی سرکارؐ

آپ جب سامنے ہوں دم نکلے — آرزو ہے تو بس یہی سرکارؐ

حوصلہ سے سوا ملا سب کو — آپ کی بھی ہے کیا سخی سرکارؐ

پاس کچھ بھی نہیں ہے زادِ سفر — لاج رکھ لیجئے میری سرکارؐ

میرا کعبہ ہے میری جنت ہے — دین و ایماں ہیں آپ ہی سرکارؐ

میری بگڑی ہوئی جو قسمت تھی — اک اشارہ میں بن گئی سرکارؐ

وجہہ تخلیق کائینات بھی ہیں — سیدِ کُل ہیں آپ ہی سرکارؐ

مدعا میں نے اپنا عرض کیا — آگے جو آپ کی خوشی سرکارؐ

آپ سے ربط کی نشانی ہے — دردِ دل آنکھ کی نمی سرکارؐ

ساری دنیا انھیں کی ہے بسملؔ
سب کی کرتے ہیں دل دہی سرکارؐ

مشکل میں آپ ہی پہ ہے میری نظر حضورؐ
دکھلاؤں کس کو جا کے میں داغِ جگر حضورؐ
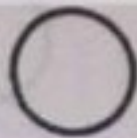
ہوتا ہے دل پہ عرش بریں کا گماں مجھے
جب سے ہوئے ہیں آپ یہاں جلوہ گر حضورؐ

یہ عظمت بشر ہے فرشتوں کو کب نصیب
قربان جائیے کہ ہیں خیر البشر حضورؐ

ارض و سماء پہ پڑتی ہے جس سمت بھی نظر
پیشِ نظر حضورؐ ہیں پیشِ نظر حضورؐ

ذروں میں بھی جو دیکھ سکوں آپ کا جمال
مجھ کو بھی ہو عطا وہ شعورِ نظر حضورؐ

دل جانتا ہے صرف۔ بیاں کی نہیں مجال
پھر چشم التفات ہو بار دگر حضورؐ

دشوار ہو گیا ہے منیّت کا امتیاز
قدرت بھی ہو گئی ہے اُدھر ہیں جدھر حضورؐ

اس پر بھی حقِ نذر ادا کچھ نہ ہو سکا
قربان آپ پر ہے مرا گھر کا گھر حضورؐ

سلماںؓ ہوا کوئی تو ابوذرؓ ہوا کوئی
جس کو ملا ہے آپ کا فیضِ نظر حضورؐ

طیبہ میں وہ تجلّیٔ ایمن ہوئی نصیب
مجھ کو نہیں رہی ہے خود اپنی خبر حضورؐ

یوں نزع میں ہو پیشِ نظر آپ کا جمال
قدموں پہ آپ کے رہے بسملؔ کا سر حضورؐ

ہے ازل ہی سے جو قائم افضل و کمتر کا فرق
تم میں اور ہم میں ہے آقا برتر و احقر کا فرق

ورنہ پہلے حق و باطل میں کہاں تھا امتیاز
آپ نے آکر بتایا ہم کو خیر و شر کا فرق

اِن کی خاطر عالمِ ہستی میں آئی کائنات
ہے یہ اوروں کے مقابل شاہِ بحر و بر کا فرق

اُس سے پوچھو جس جبیں کو ہے شعورِ بندگی
آستانِ غیر کا اور مصطفیٰؐ کے در کا فرق

مصطفیٰؐ کے حُسن نے بخشا نگاہوں کو شعور
حُسن خود بتلا رہا ہے حُسن کے پیکر کا فرق

یہ بظاہر حکمراں اور وہ دلوں پر حکمراں
یہ ہے شاہوں کا۔ غلامِ ساقیٔ کوثر کا فرق

جنکو دی اللہ نے نظریں دیکھ سکتے ہیں وہی
مصطفیٰؐ کے نقشِ پا کا اور مہ و اختر کا فرق

تم خدا کے نور سے ہو سب تمہارے نور سے
ہو گیا دشوار لیکن اصل اور مظہر کا فرق

کعبہ بھی دیکھا ہے میں نے گنبدِ خضرا کو بھی
ہے مری نظروں میں بسملؔ ایک اک منظر کا فرق

پرتوِ حسنِ ازل ہے رُخِ تابانِ رسول
شرحِ واللیل ہے گیسوئے پریشانِ رسول

وہ مضامین نئے اور ترنم دلکش
ڈھونڈ کر لاؤں کہاں سے جو ہوں شایانِ رسول

اُسکی قسمت پہ نہ کیوں حور و ملک رشک کریں
اوجِ قسمت جسے کر دے کبھی مہمانِ رسول

بوذرؓ و خالدؓ و سلمانؓ و زبیرؓ و طلحہؓ
یہی اصحاب ہیں گل ہائے گلستانِ رسول

عبدِ کامل کی یہ رفعت ہے یہ عظمت ہے یہ شان
میزباں عرش نشیں عرش ہے ایوانِ رسول

وہ ہیں مولائے جہاں اُنکا تو کہنا کیا ہے
حشر تک جاری ہے فیضانِ غلامانِ رسول

نسبتِ نقشِ کفِ پائے محمدؐ کی قسم
کتنے شاہوں کے ہیں سرتاج گدایانِ رسول

وقتِ بسمل شدنی اتنا کرم ہو یارب
ذکر ہو لب پہ رواں ہاتھ میں دامانِ رسول

میرا ایمان ہے ایقان ہے اس پر بسملؔ
دل وہ دل ہی نہیں جسمیں نہ ہو ارمانِ رسول

وہ مسیحِ زمانہ ہیں سرکار — جن کا سارا زمانہ ہے بیمار

جب سے دیکھا ہے گنبدِ خضراء — بڑھ گئی اور حسرتِ دیدار

اپنے قدموں میں یاد فرمانا — تمکو آسان ہے مرے سرکار

مجھکو طیبہ میں اُن کے روضہ کا — کاش مل جائے سایۂ دیوار

آنکھ کھلتے ہی اُن کو دیکھا ہے — اسکو کہتے ہیں طالعِ بیدار

دونوں قدموں میں دونوں عالم ہیں — اُن کی اس شان پہ خدائی نثار

جی رہا ہوں اسی توقع پر — میرے آقا سُنیں گے دل کی پکار

آرہی ہے مشامِ وحدتِ حق — آگیا ہے چمن میں جانِ بہار

مرحبا اے جمالِ پاک نبیؐ — چاند قرباں ہے تم پہ سو سو بار

بیکسوں کے وہی تو آقا ہیں — نام جن کا ہے احمدِ مختار

جس نے مجھکو بنا دیا بسمل
عشق میں ہوں اسی کے میں سرشار

اسکو ہوتی ہے ازل ہی سے عطا دولتِ دل
جس کو اللہ بناتا ہے نبیؐ کا بسمل

اُسکو دنیا سے ہے مطلب نہ تو عقبیٰ سے غرض
آپ حاصل ہیں تو ہے مقصد سائل حاصل

احترام نبوی بوذرؓ و سلماںؓ جانیں
"جن کے رتبے ہیں سوا انکو سوا ہے مشکل"

اِس طرف رحمتِ عالم تو اُدھر رحمتِ حق
دو کریموں نے کیا اور بھی عاصی کو خجل

چشم فاروقؓ میں ایماں کی ہے شرطِ آخر
جو محمدؐ کا ہوا ہے وہ خدا سے واصل

جس پہ کونین بہ ہر وقت ہے مصروفِ طواف
میرے سرکار کا روضہ ہے وہ کونین کا دل

کیا خرد سوچ سکے جب کہ نظر ہے عاجز
ہے وہ لاتدرکہ الابصار نبیؐ کی منزل

اِن کی بھی خاک کفِ پا نہیں ہونا آساں
جن کو سرکار مدینہ کی ہے نسبت حاصل

کچھ بھی حالات ہوں وہ یاد اگر فرمائیں
ہو نہیں سکتی مری راہ میں دنیا حائل

یہ حقیقت ہے نظر جا نہیں سکتی اُس جا
جس بلندی پہ غلاموں کی ہے اُنکے منزل

اپنے بسملؔ کو عطا کی ہے یہ دولت تم نے
خود وہ ناقص ہے مگر اُس کی ہے نسبت کامل
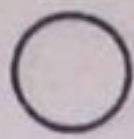
کیا مجھ سے بیاں ہو مرے سرکار کا عالم
مختار سمجھ سکتا ہے مختار کا عالم

ہے آپ پہ روشن دلِ بیمار کا عالم
اک عاجز و مفلس و گنہ گار کا عالم

اللہ سے واصل ہیں تو بندوں میں ہیں شامل
لا ریب یہ ہے سیدِ ابرار کا عالم

ہے جن کے تصور میں خدائی کی تجلّی
یہ ہے شہِ انوار کے انوار کا عالم

ہر لفظ زبانِ نبوی تابع قرآں
یہ ہے شہِ ابرار کی گفتار کا عالم

کانٹوں کو بھی جب پیار کی تلقین ہوئی ہے
ہے رحمتِ عالم کے یہ کردار کا عالم

فاقے ہیں کئی دن کے مگر دین ہے جاری
یہ سیدِ عالم کے ہے ایثار کا عالم

ہر سانس پہ اللہ سے بخشش کی دعائیں
مختاری میں بھی یہ رہا مختار کا عالم

اصحاب کے ہمراہ ملائک ہیں مودّب
اللہ رے سرکار کی سرکار کا عالم

اُس کی نگہِ لطف کی دنیا ہے طلبگار
اللہ غنی اُن کے طلبگار کا عالم

نعت شہ لولاک ہے بسمل کی زباں پر
دیکھے کوئی اس طالعِ بیدار کا عالم

بڑی دل ربا ہیں مدینے کی گلیاں
عجب پر ضیاء ہیں مدینے کی گلیاں

ہیں کملی کے آقا شہنشاہ عالم
بڑی پر عطا ہیں مدینے کی گلیاں

مرا کعبۂ جان و ایمان و دل ہیں
مرا مدعاء ہیں مدینے کی گلیاں

جہاں جلوہ فرما ہیں شاہِ رسالت
وہ جنت فضا ہیں مدینے کی گلیاں

بھٹکتا نہیں کوئی رہرو یہاں پر
کہ منزل نما ہیں مدینے کی گلیاں

نہ کیوں خاک اکسیر ہو اس جگہ کی
کہ درد آشنا ہیں مدینے کی گلیاں

یہاں نور ہی نور ہے ہر گلی میں
کہوں کیا میں کیا ہیں مدینے کی گلیاں

مدینے میں ہیں جلوہ فرما محمدؐ
اُنھیں پر فدا ہیں مدینے کی گلیاں

یہاں نقشِ پائے محمدؐ ہیں بسملؔ
کہ سجدوں کی جا ہیں مدینے کی گلیاں

نبیؐ کا حکم بھی شامل ہے احکاماتِ قدرت میں
یقیناً ہے قیام دو جہاں دونوں کی شرکت میں

خدا نے مرتبہ اعلیٰ بنایا سرورِ دیں کا
نبوت میں شریعت میں ہدایت میں طریقت میں

رسولِ ہاشمی کا کوئی ثانی ہو نہیں سکتا
سخاوت میں شجاعت میں صداقت میں شرافت میں

حریمِ ناز کے پردے اگر اٹھ جائیں گے اے دل
نظر آجائیں گے کثرت کے جلوے سرِّ وحدت میں

پکارا جس نے دل سے یا محمدؐ دستگیرِ کل
مدد کو آتے ہیں شاہِ زماں اُسکی مصیبت میں

خیالِ ساقیِ کوثر ہی ہر غم کا مداوا ہے
ہے نامِ پاک کونین ہی اسبابِ راحت میں

فضیلت ختم جن پر دو جہاں کی ہو گئی آخر
کبھی جلوت میں بندوں سے تو واصل رب سے خلوت میں

تہِ خورشید چھا جائے گی فوراً نور کی چادر
رسول اللہ جب آئیں گے میدانِ قیامت میں

زہے قسمت ہے بسملؔ خاکِ پائے احمدِ مرسلؐ
گذرتی اُس کی ہے صبح و مسا دامانِ رحمت میں

بدرِ لطف و عطا محمدؐ ہیں
مہرِ جود و سخا محمدؐ ہیں

عرش والا ہے یا محمدؐ ہیں
برملا ہر جگہ محمدؐ ہیں

میرا ہر آسرا محمدؐ ہیں
دردِ دل کی دوا محمدؐ ہیں

سرورِ انبیاء محمدؐ ہیں
مرکزِ اولیاء محمدؐ ہیں

کر دیا کائنات کو روشن
نورِ ارض و سما محمدؐ ہیں

اُس کی مشکل ہے اُس سے خود خائف
جس کے مشکل کشا محمدؐ ہیں

عاصیوں کی یہ خوش نصیبی ہے
رحمتِ کبریا محمدؐ ہیں

حُسن کی ابتدا ہیں شاہِ عرب
عشق کی انتہا محمدؐ ہیں

عقل حیراں ہے اس جگہ بسمل
راز قوسین کا محمدؐ ہیں

حبیبِ خدا پیشوائے دو عالم — شہِ انبیاء مقتدائے دو عالم

درودِ مقدس دوائے دو عالم — ہے نامِ محمدؐ شفائے دو عالم

تمہیں شاہ دیں ہو تمہیں شاہ دنیا — تمہیں ہو فقط رہنمائے دو عالم

تمہیں کو ملی حق سے معراج کی شب — تمہیں ہو تمہیں دلربائے دو عالم

تمہیں جس نے پایا خدا سے ہے واصل — تمہیں ہو حبیبِ خدائے دو عالم

اگر تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا — حقیقت میں تم ہو بنائے دو عالم

جو عشقِ نبی میں فنا ہو گیا ہے — اُسے مل گئی ہے بقائے دو عالم

درِ معطیِ خاص پر عاجزی سے — ہے دامن کشادہ گدائے دو عالم

خوشا عشق میرا کہ بسمل ہوا اُن کا
کہ جن سے ہوئی ابتدائے دو عالم

جو آپ کی نظر میں منظور ہو گئے ہیں
اللہ کی قسم وہ منصور ہو گئے ہیں

عشاق جو نبیؐ کے مہجور ہو گئے ہیں
دِل اُنکے آبلوں سے بھرپور ہو گئے ہیں

کس طرح پا سکیں گے وہ قربِ حق تعالیٰ
سرکار ذی حشم سے جو دور ہو گئے ہیں

توصیف اُسکی کیا ہو جو خود ہی مصطفیٰ ہو
ہم نعت پاک کہکر ماجور ہو گئے ہیں

اعجازِ خُلق دیکھو آقا کا۔ غیر تک بھی
مدح وثنا پہ اُن کی مجبور ہو گئے ہیں

عشق رسول کا حق کر سکتے کیا ادا وہ
فکر صحیح سے جو معذور ہو گئے ہیں

دل بھی ہمارے گھر بھی دیوار اور در بھی
سرکار کے کرم سے پُرنور ہو گئے ہیں

سیرِ ریاضِ جنت حاصل ہوئی ہے جن کو
پھولوں سے اُن کے دامن بھرپور ہو گئے ہیں

آقا کا پوچھنا کیا کتنے غلام اُنکے
افلاک پر بھی دیکھو مشہور ہو گئے ہیں

آنکھوں میں بس گئے ہیں سارہ نشین جن کی
انوار سے دل اُن کے خود طور ہو گئے ہیں

تفسیر ماعرفنا شاید یہی ہے بسمل
کونین مصطفیٰ میں مستور ہو گئے ہیں

یادِ نبیؐ میں کیا کہوں کیا کر رہا ہوں میں
اک دردِ لا دوا کی دوا کر رہا ہوں میں

اُن کے جو واسطے سے دعا کر رہا ہوں میں
معروضہ اپنا پیشِ خدا کر رہا ہوں میں

جو عمر بھر رسول پہ قربان ہو سکے
اک ایسی زندگی کی دعا کر رہا ہوں میں

پیدا کیا بنا کے مجھے اُن کا اُمتی
اک اک نفس پہ شکرِ خدا کر رہا ہوں میں

ایمان کا تقاضہ ہے حبِّ رسولِ پاک
جو کچھ ہے میرا اُن پہ فدا کر رہا ہوں میں

داغِ ولا سے قبر جو روشن ہوئی مری
پوچھا ملک نے کیسے ضیاء کر رہا ہوں میں

سنگِ درِ حضور پہ خم کر کے اپنا سر
یوں پیروی اہلِ صفا کر رہا ہوں میں

قائم یہ سُرخروئی رہے روزِ حشر بھی
خاکِ مدینہ تجھ سے مسا کر رہا ہوں میں

بسملؔ ہے صرف قایلِ نذرِ خدا یہی
مدحِ نبیؐ بہ حکمِ خدا کر رہا ہوں میں

جہاں نقشِ کفِ پائے شہِ کونین ابھرتے ہیں
وہاں اہلِ نظر کیوا سطے جلوے سنورتے ہیں

نبی کا نام لے کر جیتے رہتے ہیں کہ مرتے ہیں
عبادت یوں بھی ہوتی ہے عبادت یوں بھی کرتے ہیں

کسی طوفان میں بھی ''یا محمدؐ'' جن کے لب پر ہو
اسی اک اسمِ اعظم سے لبِ ساحل اترتے ہیں

شعورِ زندگی ان کا حیاتِ دائمی ان کی
وہی زندہ ہیں جو سرکار کی الفت میں مرتے ہیں

نہیں اس منزلِ پرواز پر صنفِ سخن کوئی
یہی وہ صنفِ شعری ہے جہاں مضموں ابھرتے ہیں

بنا لیتے ہیں کعبہ دل کو جو یادِ محمدؐ میں
وہی کچھ عاشقانِ حق میں اپنا نام کرتے ہیں

انھیں کا ذکر ہے جب تک تو ہیں انفاس بھی جاری
ہیں جن کے نام لیوا ہم انھیں کا دم بھی بھرتے ہیں

نہ عز و جاہِ دنیا پر نظر اپنی نہ عقبیٰ پر
تمہارے صرف قدموں ہی کی ہم نسبت پہ مرتے ہیں

نہیں یکساں ہر اک دل میں تڑپ عشقِ محمدؐ کی
حقیقی ہو تڑپ جن میں وہی بسملؔ ابھرتے ہیں
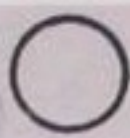
عرض ہے اتنی حضورِ احمد مختار میں
دیجئے اذنِ حضوری آپ کے دربار میں

یا رسول اللہ قرآں مکمل ہے عیاں
آپ کے افکار میں اور آپ کے کردار میں

حکم رب سے آئے جبریئل اور شاداں ہو گئے
دیکھکر توسین کا ایک جز حرا کے غار میں

ہے جمالِ پاک کے پرتو سے روشن دو جہاں
ہے خدا کا نور شامل آپ کے انوار میں

ساری دنیا یوں تو ہے توحید کی قائل مگر
شرط ہے ایمان کی بس آپکے اقرار میں

بیچنے لایا ہوں جان و دل خلوصِ عشق سے
یا رسول اللہ مدینہ کے بھرے بازار میں

رونقِ کونین ہے صدقہ جمالِ پاک کا
دو جہاں مستور ازل سے ہیں انھیں انوار میں

آپ آقاوں کے آقا ہم غلاموں کے غلام
فرق ہے سرکارؐ یہ مجبور میں مختار میں

یاد میں سرکار کی لکھتا ہوں جب نعت شریف
جان پڑ جاتی ہے بسملؔ خود مرے اشعار میں

میں فدائے شہِ ابرار ہوا خوب ہوا
بختِ خفتہ مرا بیدار ہوا خوب ہوا

دردِ منت کشِ اظہار ہوا خوب ہوا
میرا آقا مرا غم خوار ہوا خوب ہوا

میں جو سرکار کا بیمار ہوا خوب ہوا
شکر ہے مجھکو یہ آزار ہوا خوب ہوا

بخششیں اُمتِ عاصی کیلئے روزِ جزا
میرے آقا کا جو دربار ہوا خوب ہوا

زہے قسمت جو کہیں بک نہ سکے اُن کا بھی
شاہِ کونین خریدار ہوا خوب ہوا

پڑگئی جس پہ شہنشاہِ دو عالم کی نظر
بخدا واقفِ اسرار ہوا خوب ہوا

اپنے سائل کو طلب سے جو سوا دیتے ہیں
یہ سخاوت کا جو معیار ہوا خوب ہوا

یوں تو ہونا تھا بہر حال کسی پر قرباں
میں فدائے شہِ انوار ہوا خوب ہوا

تھا کچھ ایسا شہِ خوباں کا تصور بسملؔ
اپنی صورت سے بھی بیزار ہوا خوب ہوا

ہم کہاں دولت و زر جاہ و حشم رکھتے ہیں
صرف اک اُن کی غلامی کا بھرم رکھتے ہیں

کب وہ ایمان میں ایمان کا دم رکھتے ہیں
جو محبت شہِ کونین سے کم رکھتے ہیں

کرتی رہتی ہے نظر گنبدِ خضرا کا طواف
اپنی آنکھوں میں ہمیشہ یہ حرم رکھتے ہیں

جو بھی سُن لیتے ہیں نام آپ کا ایک بار حضورؐ
وہ بھی امیدِ کرم شاہِ اُمم رکھتے ہیں

اہلِ نسبت کیلئے ہے وہ جگہ کعبۂ دل
جس جگہ بھی مرے سرکار قدم رکھتے ہیں

شبِ معراج وہ منزل ہے کہ نعلین کیسا تھا
شاہِ دیں عرشِ معلیٰ پہ قدم رکھتے ہیں

دولتِ عشقِ نبی ہے جنھیں حاصل وہ لوگ
اپنے ہمراہ سفر میں یہ رقم رکھتے ہیں

جن کے پھولوں پہ فدا رہتی ہے ہر وقت بہار
دل میں ہم اپنے وہ گلزارِ ارم رکھتے ہیں

جن کو آقا سے ہے ورثہ میں غلامی کا شرف
ایسے بسملؔ ہی تڑپنے کا بھرم رکھتے ہیں

جس نے بھی سمجھا کہ وہ جلوہ خدا کا دیکھا
اُس نے دراصل محمدؐ ہی کا جلوہ دیکھا

بس وہیں رکھ دی جبیں اپنی نظر والوں نے
میرے آقا کا جہاں نقشِ کفِ پا دیکھا

میری سوئی ہوئی تقدیر جبھی جاگ اٹھی
جس گھڑی میری طرف آپ نے آقا دیکھا

ہر ادا جس کی ہے تقدیرِ الٰہی کی نوید
ساری کونین میں اک ایسا بھی بندہ دیکھا

یا "محمدؐ" کا جو اک نعرہ لگایا دل نے
فرش تا عرش اُجالا ہی اُجالا دیکھا

وہ ملائک ہوں کہ انسان ہوں یا ذاتِ خدا
جس کو بھی دیکھا ترا چاہنے والا دیکھا

ساتھ سائے کے عوض امت عاصی ہی رہی
اس سے ہٹ کر نہ کوئی آپکا سایہ دیکھا

شافعِ روزِ جزا کا تھا تصور سب کو
انبیاء نے بھی تو خود آپ کا رستہ دیکھا

صرف تھی آپ کی وہ ذات گرامی جسمیں
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا دیکھا

ہر مصیبت میں ہر الجھن میں ہر اک آفت میں
کام جو آیا وہ اک نام تمہارا دیکھا

کیا جچے اس کی نگاہوں میں فضائے جنت
جس نے بسملؔ کبھی گلزارِ مدینہ دیکھا

انوارِ نبیؐ کا ہے عجب دل پہ اثر آج
اوروں کی کہاں مجھ کو نہیں اپنی خبر آج

قسمت میں ہے شاید شبِ ہجراں کی سحر آج
سنتا ہوں بلائیں گے شہِ جن و بشر آج

میں آپ کے قدموں پہ جو سر رکھ کے بِکا ہوں
معیار سے قیمت کے ہے اونچا مرا سر آج

ایسے کہ نہ آقا کو بھی احساس ہو اِسکا
قرباں میں ہو جاؤں بہ اندازِ دگر آج

ہے آپ کی اک چشمِ کرم کا یہ تصدّق
اک بندۂ پُر عیب بنا اہلِ ہنر آج

اس طرح لگی ہیں مری دروازے سے آنکھیں
جیسے کہ ہے آنے کو یہاں رشکِ قمر آج

آنکھوں میں مری خاکِ مدینہ ہے جبھی تو
ہر سمت جو حسنِ ازل آتا ہے نظر آج

دنیا ہے مخالف مگر اک نامِ محمدؐ
ہے اُمتِ عاصی کیلئے سینہ سپر آج

کیا حال مرا عشقِ محمدؐ میں ہے بسمل
دکھلاؤں گا اِس کا میں زمانہ کو اثر آج

اہلِ ظاہر کی نظر میں تو مدینہ ہوگا — اہلِ باطن کیلئے کعبہ کا کعبہ ہوگا

میرے آقا کی طرح کوئی نہ آقا ہوگا — اُن کا ثانی نہ تھا اب تک نہ تو پیدا ہوگا

میرا قبلہ مرا کعبہ ترا روضہ ہوگا — میرا ملجاء، مرا ماویٰ مرا مولا ہوگا

وہ نظر آئیں تو ایمان بھی تازہ ہوگا — آرزو نکلے گی ارمان بھی پورا ہوگا

میری بخشش تو کجا سب کیلئے کافی ہے — رحمتِ حق کا اگر ایک اشارا ہوگا

بے ارادہ جہاں جھک جائے زمانے کی جبیں — اُس جگہ آپ کا ہی نقشِ کفِ پا ہوگا

گر مخالف ہو زمانہ تو مجھے خوف نہیں — کیسے ممکن ہے غلام آپ کا رسوا ہوگا

عمر بھر رکھی نظر میں نے مدینہ کی طرف — بعد مرنے کے بھی رُخ سوئے مدینہ ہوگا

شرط یہ ہے کہ اُنھیں اپنا بنا کر دیکھیں — فکرِ امروز نہ اندیشۂ فردا ہوگا

مجھکو مِل جائے گا دیدارِ مبارک کا شرف — میرا ارمان اگر آپ کا منشاء ہوگا

یاد فرمائیں گے جس وقت مدینہ میں حضورؐ
تو یہ بسملؔ سگِ سلطانِ مدینہ ہوگا

عرش کے دروازۂ روشن پہ پردہ چھوڑ کر
آنے والا آگیا دنیا میں سایہ چھوڑ کر

دونوں عالم چل دیئے خود اُسکو تنہا چھوڑ کر
کیا ملا کس کو محمدؐ کا وسیلہ چھوڑ کر

ہم تمہارے ہیں تمہارے ہی رہیں گے تا ابد
جا نہیں سکتے تمہارا آستانہ چھوڑ کر

اُس کو شاید راہ جنت کی نظر آئی نہیں
کس طرف زاہد چلا راہِ مدینہ چھوڑ کر

یوں درِ دنیا پہ آخر سر جھکانا تا بہ کے
آستانِ مصطفٰےؐ پر سر جھکانا چھوڑ کر

ان کے قدموں میں جبیں اور انکے قدموں میں ہیں
اب تمنا کیا کریں ایسی تمنا چھوڑ کر

چارہ سازی ہو نہیں سکتی کبھی زاہد تری
کوئے طیبہ میں محبت کا مداوا چھوڑ کر

دیں نہ گر ہم کو ٹھہرنے کی اجازت خود حضورؐ
کیا کریں آنا ہی پڑتا ہے مدینہ چھوڑ کر

جب بڑھادے یاد آقا کی تڑپنے میں مزا
کیوں سکوں میں پاؤں اے بسمل تڑپنا چھوڑ کر

یا رسولِ عربی نذرِ عقیدت کے سوا
مشغلہ کوئی نہیں آپکی مدحت کے سوا

زیب دیتی ہے کہاں دوسری شئے یا شہِ دیں
آپ کے سر کو فقط تاجِ نبوت کے سوا

ذرہ ذرہ سے عیاں جلوۂ آقا ہے مگر
دیکھتے سب ہیں کہاں صاحبِ نسبت کے سوا

روشنی ہو گی کہاں شمعِ رسالت کے بغیر
جلوہ معدوم ہے مرآتِ نبوت کے سوا

میرے سرکار غلاموں کو یہاں ہو کہ وہاں
کچھ نہیں چاہیے اک چشمِ عنایت کے سوا

پاس میرے نہیں کچھ زہد و دری احسنِ عمل
میرے مولا تیرے محبوب کی الفت کے سوا

انبیاء میں بھی تو قد اُن کا نمایاں ہی رہا
سب کو سایہ ہی رہا اُن کی ہی قامت کے سوا

اشک دھو دیتے ہیں عصیاں کی سیاہی فوراً
ہاتھ آتا نہیں گوہر یہ ندامت کے سوا

حشر میں رہ نہیں سکتی کوئی نسبت باقی
حسبِ ارشاد۔ حضورؐ آپ کی نسبت کے سوا

مطمئن کرنے ذرا آپ ہی فرما دیجے
کیا کہیں آپ کو قوسین میں وحدت کے سوا

لوٹ قدموں پہ نبیؐ کے ہے یہ راحتِ بسملؔ
راحتیں ہیچ ہیں سب قرب کی راحت کے سوا

میں بندۂ عاجز ہوں وہ ہیں صاحبِ لولاک
قربان ہے اُن پہ یہ مری قوتِ ادراک

اللہ رے فیضانِ ثنائے شہِ لولاک
لب پاک، زباں پاک، نظر پاک ہے دل پاک

اصحاب کو آداب سکھائے گئے لیکن
"لاترفعوا" کو آج بھلا بیٹھے ہیں بے باک

گستاخ زباں کھینچ لی جائے گی تمہاری
انجام سرِ حشر تمہارا ہے الم ناک

ہوتے نہ شہِ دیں تو نہ ہوتی یہ خدائی
حق بات کے اظہار میں حق گو کو نہیں باک

وہ مصدرِ اخلاق و ہدایات و مروت
اوصاف کی جسکے دلِ کونین پہ ہے دھاک

سر رکھ کے درِ پاک پہ یہ سوچ رہا ہوں
قوسین کی قربت ہے کہ یہ قربتِ افلاک

اس دور میں بھی بولہب ابھرے ہیں الٰہی
محبوب کا جو بھی ترے دشمن ہے اُسے تاک

سمجھوں گا ٹھکانے لگی مٹی میری اے دل
ملجائے مدینہ کی زمیں میں جو مری خاک

سرکار کے ہر قول پہ ہوتا ہے تصدق
ہر صاحبِ ہوش اور ہر اک صاحبِ ادراک

میں نعتِ نبی کہتے ہوئے ہو گیا بسمل
الفاظ کا دل شق ہے قلم کا ہے جگر چاک

مدینہ کے سرکار آئے جہاں میں | دو عالم کے مختار آئے جہاں میں
یتیموں کے مولا غلاموں کے آقا | غریبوں کے غم خوار آئے جہاں میں
وہ جس ذات پر خود ہی خالق ہے نازاں | خدائی کے شاہکار آئے جہاں میں
خدا کے سوا کچھ کسی سے نہ مانگا | خوشا ایسے خوددار آئے جہاں میں
وہ نورِ ازل ہیں وہ نورِ ابد ہیں | مجسّم وہ انوار آئے جہاں میں
خدا نے جنہیں عشقِ احمدؐ دیا ہے | بڑے مست و سرشار آئے جہاں میں
منظم کیا دین و دنیا کو یکساں | خدائی کے معمار آئے جہاں میں
گنہگار بک جاؤ فوراً خوشی سے | کہ اپنے خریدار آئے جہاں میں

رسالت کی نعمت لٹانے کو بسملؔ
رسولوں کے سردار آئے جہاں میں
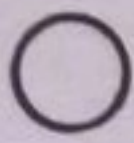
کس جائے تیرا نورِ مقدس عیاں نہیں
اے مظہرِ اتم ترا جلوہ کہاں نہیں

دونوں قدم پہ تیرے کروں دو جہاں نثار
میری نظر میں اور تو کوئی جہاں نہیں

یہ رحمتِ تمام کی تسخیرِ عام ہے
سب مہرباں ہیں کوئی بھی نامہرباں نہیں

سنگِ درِ نبی پہ جبینِ فلک ہے خم
اس سے بلند اور کوئی آستاں نہیں

تخلیقِ کائنات کا منشاء حضورؐ ہیں
قرآن کی زباں ہے یہ میری زباں نہیں

عشقِ شہِ انام کی لذت نہ پوچھیے
یہ درد وہ ہے جس میں مجالِ فغاں نہیں

ہر ناگہاں بلا ہوئی رد ہے یہ تجربہ
کیسے کہوں کہ تیرا کرم ناگہاں نہیں

کلمہ کی معرفت سے یہ اسرار کھل گئے
اثباتِ نور اُن کا بقیدِ زماں نہیں

ترے کرم نے دل کو مدینہ بنا دیا
اب کیسے کہہ سکوں کہ مدینہ یہاں نہیں

حُبِّ نبی کی آگ سلگتی ہے قلب میں
روشن یہ وہ چراغ ہے جس میں دھواں نہیں

بسملؔ غمِ حبیب کا اللہ ہے طبیب
خوش بخت ہوں کہ غم بھی مرا رائیگاں نہیں

شاہ دیں اُن کی نظر ہے صرف تم پر دیکھنا　　سوئے مشتاقاں ذرا اے بندہ پرور دیکھنا

ہجر میں جو ماہئی بے آب کی حالت میں ہے　　اسکو طیبہ پھر مرے آقا بُلا کر دیکھنا

اچھے اچھوں کو بھی مشکل سے مِلا ہے یہ شرف　　در پہ سر آقا کے رکھنا پھر مقدّر دیکھنا

گر حجابِ عبدیت حائل نہ ہو ممکن نہیں　　اُس مجسم نور کو پردے کے باہر دیکھنا

دامنِ خیر الوریٰ میں سارا محشر چھپ گیا　　اپنی اب وسعت کو اے دامانِ محشر دیکھنا

عاصیوں کی لاج محشر میں تمہارے ہاتھ ہے　　شافعِ روزِ جزا، محبوبِ داور دیکھنا

جو ازل سے آپ کی آنکھوں سے پیتے آئے ہیں　　اُن کی جانب صاحبِ تسنیم و کوثر دیکھنا

جزوِ قرآں بن گئی ہے عزو شانِ مصطفےٰ　　دیکھنا ہے گر اسے قرآں کے اندر دیکھنا

نورِ بسمل چھا گیا ہے جس کا سارے حشر پر
جلوہ گر ہے کون یہ اللہ اکبر دیکھنا

آج مجھکو مدح کرنی ہے بہ عنوانِ رسول
یا الٰہی ہوں عطا الفاظ شایانِ رسول

سوچتا ہوں کیا یہ قربانی ہے شایانِ رسول
میں، مرا گھر اور مرے ماں باپ قربانِ رسول

ذاتِ اقدس میں نہاں وحدت بھی ہے کثرت بھی ہے
معرفت کی آخری منزل ہے عرفانِ رسول

حضرت زاہد یہ منزل آپ کے بس کی نہیں
عاصیوں کے دل سے پوچھو لطفِ فیضانِ رسول

ان کے ٹکڑوں پہ ہمیشہ سے پلی ہے کائنات
ہے خدا رزاق اور مخلوق مہمانِ رسول

ہو اگر قہر و غضب کی ان سے فرمائش کبھی
بس یہیں پہ ختم ہو جائے گا امکانِ رسول

اس سے حضرات صحابہ کی فضیلت ہے عیاں
ان کے ہاتھوں میں رہا ہے راست دامانِ رسول

ہے زمیں سے عرش تک معراج کا خاص اہتمام
اللہ اللہ کس کو اور کتنا ہے ارمانِ رسول

ٹھوکروں میں ہے انھیں کے کائناتِ جزو کُل
اصل میں ساری خدائی ہے بہ امکانِ رسول

حشر میں جائیگا بسمل وہ بھی ایسی شان سے
اشک آنکھوں میں لیئے ہاتھوں میں دامانِ رسول

محمد مصطفٰیؐ بے ساختہ جب یاد آتے ہیں
دلِ عشاق میں کتنے ہی جلوے جگمگاتے ہیں

یہ وہ در ہے جہاں سب ہی مرادیں اپنی پاتے ہیں
یہاں سب جاتے والے بھر کے جھولی اپنی آتے ہیں

مری قسمت جگاتے ہیں مری بگڑی بناتے ہیں
کرم ہی اُن کا شیوا ہے کرم فرمائے جاتے ہیں

وہ دانائے سُبل مولائے کُل ہیں اُن کا کیا کہنا
غلام اُن کے کئی ایسے ہیں جو مُردے جِلاتے ہیں

اغثنی یا رسول اللہ ۔ اغثنی یا رسول اللہ
یہ کہنا کام آتا ہے قدم جب ڈگمگاتے ہیں

مدد کا وقت ہے آقا کرم کی اک نظر کیجیے
کہ دشمن امت مرحوم کو آنکھیں دکھاتے ہیں

لیے پھرتے ہیں آنکھوں میں جمالِ گنبدِ خضراء
اور اپنے دل کو اُن کی یاد کا کعبہ بناتے ہیں

جہاں ہوتا ہے ذکرِ پاک اُنکا۔ نور ہوتا ہے
سُنا ہے اُس جگہ سرکار خود تشریف لاتے ہیں

خدا رزاق ہے مخلوق ساری اُنکی مہماں ہے
جمالِ پاک کا صدقہ تو ہم دن رات کھاتے ہیں

کبھی جو سوچتا ہوں دور ہوں میں ارضِ طیبہ سے
یہ لمحے دم بہ دم دل پر مرے بجلی گراتے ہیں

ابھی حاضر ہوا۔ کہتے ہوئے جاؤں مدینہ کو
کوئی کہدے جو اے سنبل تجھے آقا بلاتے ہیں

نعت گوئی قبول ہے کہ نہیں — رحمتوں کا نزول ہے کہ نہیں

دلِ پُر داغ عشقِ احمدؐ میں — باغِ جنت کا پھول ہے کہ نہیں

مصطفےٰؐ کے سوا وجودِ غیر — دلِ ناداں فضول ہے کہ نہیں

کبھی قرآن پڑھ کے سوچتا ہوں — یہ بھی مدحِ رسول ہے کہ نہیں

دلِ مومن میں جو تجلّی ہے — وہ جمالِ رسول ہے کہ نہیں

سوچتا ہوں یہ لے کے خاکِ شفا — اُن کے قدموں کی دھول ہے کہ نہیں

غازۂ حسنِ کائنات جو ہے — خاکِ پائے رسول ہے کہ نہیں

جس کو چاہیں اُسی پہ قرباں ہوں — عشق کا یہ اصول ہے کہ نہیں

ان کو بھی اک بشر سمجھ لینا — بے شعوروں کی بھول ہے کہ نہیں

یا نبیؐ جان و دل ہیں نذر مگر — ڈر رہا ہوں قبول ہے کہ نہیں

ہر تڑپ پوچھتی ہے بسمل سے
لذتِ غم قبول ہے کہ نہیں

سب وصف ہیں رحمت کے انیس الغرباء میں — یعنی شہِ لولاک محبُ الفقراء میں

وہ کعبۂ مقصود ہیں اور قبلۂ حاجات — اور برزخِ کبریٰ بھی ہیں بندے میں خدا میں

مَل لیتے ہیں خود شمس و قمر چہروں پہ اپنے — وہ نور ہے سرکار کی خاکِ کفِ پا میں

وہ رحمتِ عالم ہیں دو عالم کے سخی ہیں — ممکن ہی نہیں کوئی کمی شانِ عطا میں

بیگانۂ عرفانِ حقیقت کو خبر کیا — کس کی ہے ضیا، جلوۂ محبوبِ خدا میں

آقائے مدینہ کی نوازش کا اثر ہے — شاہوں کا ہے انداز ہر اک اُن کے گدا میں

ہے فوقیت ارمان کو دیدارِ نبی کے — ارمان ہیں یوں تو بہت آغوشِ دِلا میں

سُن لیتے ہیں پھر بھی اُسے سرکارِ دو عالم — آواز نہیں ہوتی ہے گو دل کی صدا میں

بسمل درِ محبوبؐ کے سجدوں کا اثر ہے
ہے گوہرِ مقصود مرے دستِ دعا میں

سراج السالکیں دیکھو مراد العاشقین دیکھو
غلاموں کی طرف محبوبِ رب العالمیں دیکھو

درِ آقا کی دوری سے میں ہوں تنا حزیں دیکھو
مرا بھیگا ہوا دامن مری تر آستیں دیکھو

رُخِ پُر نور، گیسوئے معنبر، ریشِ نورانی
حقیقت میں یہی ہیں شرحِ قرآں مُبیں دیکھو

عیونِ دل کو کھولو بند کر لو ظاہری آنکھیں
دکھا دیگا نبیؐ کا رُخ تمہیں عین الیقیں دیکھو

جمالِ مصطفےٰؐ دراصل ہے شاہکار قدرت کا
خدا نے پھر نہیں پیدا کیا ایسا حسیں دیکھو

فلک کو اُسکی رفعت پر نہ کیوں پھر رشک آئیگا
زمیں پر جلوہ فرما ہیں شہ سدرہ نشیں دیکھو

گنہ گارو چلے آؤ یہی ہے آخری موقعہ
لبِ کوثر کھڑے ہیں اب شفیع المذنبیں دیکھو

رہے گی اولیاء سے شمعِ پاکِ مصطفےٰؐ روشن
زمیں کے چپہ چپہ پر ہیں اُن کے نائبیں دیکھو

میں عاصی پُر معاصی بندۂ پُر عیب ہوں بسمل
مگر اُن کے کرم کا پھر بھی ہے دل کو یقیں دیکھو

محمد مصطفٰےؐ کی ہر ادا ہے دلربایانہ
خدا بھی جن کا شیدا ہے۔ ہے عالم جن کا دیوانہ

دو عالم کل کا کل سرکار کا ادنیٰ ہے نذرانہ
پسند آئی شہنشاہی میں بھی شانِ گدایانہ

وہ ہیں کونین کے سلطان بھی محبوب بھی رب کے
خدا نے جن کے سر پر خود رکھا ہے تاجِ شاہانہ

حقیقت کیا کوئی سمجھے گا سرکار دو عالم کی
شہنشاہوں کی صورت دوش پر کملی گدایانہ

گنہ گارو نہ گھبراؤ تصور سے قیامت کے
بدستِ ساقیٔ کوثر ملے گا تم کو پیمانہ

فقط اک سیدِ کونین ہیں اس شان کے مالک
فضا جن کی محبانہ روش جن کی کریمانہ

شہنشاہوں کا والی اور سلطانوں کا سلطاں ہے
رہی تا عمر طرزِ زندگی جس کی فقیرانہ

خدائی جس کے قبضے میں خدائے پاک نے دیدی
چٹائی اُس کا بستر پھوس کی چھت کا ہے کاشانہ

مبارک ہو تجھے بسملؔ یہ تیرا جذبۂ صادق
جو شمعِ پاکِ احمدؐ پر فدا ہے بن کے پروانہ

ارمانِ دلی ہے یہی سرکارِ گدا کا
مِل جائے پتہ آپ کے نقشِ کفِ پا کا

دامن رہے جس ہاتھ میں محبوبِ خدا کا
اندیشہ نہیں اسکو ذرا روزِ جزا کا

اے فرش نشیں، نورِ مجسم، شہ طیبہ
ممنون ہے عرشِ بریں تیرے کفِ پا کا

سائل کو تہی دست وہ رہنے نہیں دیتے
اعجاز یہ ہے خسروِ عالم کی عطا کا

پوچھے کوئی یہ رازِ اویسؓ قرنی سے
فیضان جو ملتا ہے محمدؐ کی ولا کا

حسانؓ ہیں منبر پہ تو ہیں فرش پہ آقاؐ
رتبہ یہ عجب رتبہ ہے اک مدح سرا کا

اک اسمِ محمدؐ میں سماجاتے ہیں کونین
یہ مرتبہ ہے صاحبِ لولاک لما کا

ہر سمت نظر آنے لگی حق کی تجلّی
آیا ہے تصور جو کبھی غارِ حرا کا

کس شان سے اک شمع کے پروانے ہیں چاروں
انداز ہی کچھ اور ہے چاروں کی ادا کا

کیوں کر نہ وہ کونین میں ہو شاہِ دو عالم
جو خلق کا محبوب ہو محبوب خدا کا

بسملؔ کی جو بالیں پہ ہیں آقا دمِ آخر
موت آئی ہے لیتے ہوئے پیغام بقا کا

کثرت میں یہ وحدت بخدا دیکھ رہا ہوں
ہر شئے کو محمدؐ میں فنا دیکھ رہا ہوں

محشر میں محمدؐ کی عطاء دیکھ رہا ہوں
کیا شئے ہے شفاعت بخدا دیکھ رہا ہوں

چلتی ہے ہر اک سانس بہ ایمائے محمدؐ
قسمت سے یہ معیارِ ولا دیکھ رہا ہوں

ہر روز نئے ڈھنگ سے ہیں میری خطائیں
ہر روز نئی شانِ عطا دیکھ رہا ہوں

قدموں سے ملی جسکے دو عالم کو تجلّیؔ
میں اسکے کفِ پا کی ضیاء دیکھ رہا ہوں

یہ ربطِ غلامیِ محمدؐ کا اثر ہے
ہر عزم کو راضی برضا دیکھ رہا ہوں

آراستہ قدموں سے زمیں بھی ہے فلک بھی
معیار مگر دل میں جدا دیکھ رہا ہوں

حسانؓ کو ملتی ہے ردائے شہ لولاکؐ
مداح کی قسمت میں ہے کیا دیکھ رہا ہوں

آنکھوں میں زیارت کا اثر اب بھی ہے شاید
معمورِ تجلّی جو فضا دیکھ رہا ہوں

خود گنبدِ خضرا میں بھی چھوٹی نہ رفاقت
یہ شیوۂ اربابِ وفا دیکھ رہا ہوں

بسملؔ ہے عجب نورِ محمدؐ کا تصور
اپنے کو خود اپنے سے جدا دیکھ رہا ہوں

مجسّم نورِ مطلق ہو جہاں خود پیرِ میخانہ
نہ کیوں پھر حُسن کی تنویر ہو تنویرِ میخانہ

جہاں ہو اولیاء کے ہاتھ میں توقیرِ میخانہ
کرامات اُن کی بن جاتی ہیں خود تشہیرِ میخانہ

جسے دیکھو لیئے جام آ رہا ہے ایک دم گر کر
تمہارے نام سے ایسی ہوئی تشہیرِ میخانہ

جدا ہے آرزو سب کی الگ ہے مدعا سب کا
مگر سب کے دلوں میں ہے بڑی توقیرِ میخانہ

مرا ساقی مجھے خود اپنے ہاتھوں سے پلاتا ہے
تصور کھینچتا ہے اس طرح تصویرِ میخانہ

ہے ممنونِ کرم ہر رند تیری خندہ روئی کا
ترے اخلاق سے ساقی بڑھی توقیرِ میخانہ

محمدؐ کے غلاموں نے دکھا کر اوجِ مستی کا
ملا دی عرش کی زنجیر سے زنجیرِ میخانہ

وفورِ کیف میں ہر رند کرتا ہے طواف اُس کا
بڑا فیاض ہے بذل و عطا میں پیرِ میخانہ

جو سمجھا پیرِ میخانہ کو سب کچھ ہو گیا بسملؔ
یہی ہے کُلِّ ایماں اور یہی تفسیرِ میخانہ

اے مرے جذبِ دل اے مری آرزو
نعت کہنے سے پہلے ہی کر لے وضو

رکھ کے پیشِ نظر حکمِ "لاتقنطو"
اک گنہ گار رحمت کے ہے روبرو

مختصر آرزو مختصر گفتگو
دم نکل جائے سرکار کے روبرو

اُسکے محبوب آپ اُس کے مطلوب ہیں
حکم جس نے دیا سب کو لاترفعو

فرش والے تو اُن کے ضیاء گیر ہیں
عرش والا ہے اُن کے فقط ہوبہو

آرزو دیدِ سلطانِ کونین کی
آرزو ہے وہ سلطانِ کُل آرزو

گُل کو نکہت دی گیسو کی جن کے ہوا
مشک سے بہتر اُن کے پسینہ کی بو

قربِ قوسین میں ربطِ نورین میں
یا نبی تو ہی تو یا نبی تو ہی تو

دیکھو کردار حضرت بلالؓ و اویسؓ
دیکھنا ہو جو عشقِ نبی کا نمو

وحدت احمد میں بھی ہے احد میں بھی ہے
لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ

آرزوئے نبیؐ جستجوئے نبیؐ
پھرتی ہے لے کے بسمل تجھے کو بکو

ہے میرے روئیں روئیں پہ احسانِ مصطفیٰؐ
ہر سانس ہر نظر مری قربانِ مصطفیٰؐ

گھر گھر میں ضوفشاں ہے جو ایمان کا چراغ
فیضانِ مصطفیٰؐ ہے یہ فیضانِ مصطفیٰؐ

مدحِ رسولؐ اور کریں ہم، مجال کیا
قرآن کی زبان ہے شایانِ مصطفیٰؐ

پھولوں میں غرق پودے ہیں اصحابؓ آل کے
ہے جنت البقیع خیابانِ مصطفیٰؐ

بھجوائی جبرئیل سے قندیل عرش کی
اللہ نے برائے شبستانِ مصطفیٰؐ

قوسین کا وصال ہے کس شان کا وصال
"نورین" مل کے بن گئے اک جانِ مصطفیٰؐ

دامن تھے اُن کے خالی دل اُنکے تھے گو غنی
اصحابِ صفہ سب تھے غریبانِ مصطفیٰؐ

جس سے مشامِ جانِ دو عالم ہے فیض یاب
مہکا ہوا ہے ایسا گلستانِ مصطفیٰؐ

تقدیر اُن کی جن کو بلایا حضورؐ نے
اُن کے نصیب جو ہوئے مہمانِ مصطفیٰؐ

جبرئیل بھی بغیر اجازت نہ آسکیں
اللہ رے شان و عظمتِ ایوانِ مصطفیٰؐ

بسملؔ عجب ہے راز فقیری میں مستتر
ہیں شاہ گر غلامِ غلامانِ مصطفیٰؐ

نگاہوں میں اگر دیدار کا لکھ کر یقیں دیکھو
نظر آجائیں گے سرکار تم کو تم کہیں دیکھو

جبھی تو آسماں کے سب ستارے پڑ گئے مدھم
نبوت کے فلک پر آ گیا ماہِ مبیں دیکھو

وہ کہنے کو بشر ہیں پر صفت فوق البشر کی ہے
خرد سے ماورا ہیں لامکاں کے بھی مکیں دیکھو

تجلی نورِ مطلق کی اگر تم دیکھنا چاہو
نظر والو رسول اللہ کا روئے مبیں دیکھو

کبھی طائف کی گلیوں میں کبھی تو فتح مکہ پر
مقامِ اوجِ شانِ رحمۃ للعلمیں دیکھو

یہی عرفانِ کامل ہے یہی قرآن کہتا ہے
رسول اللہ تمہاری ہیں رگِ جاں سے قریں دیکھو

شہنشاہ دو عالم ہیں مکیں گنبدِ خضرا
کہ جن کے در کی دربانی پہ ہیں روح الامیں دیکھو

تجلّی ہر دلِ مومن کی نورِ مصطفیٰ سے ہے
وہی ہیں اللہ اللہ خاتم دل کے نگیں دیکھو

اٹھاؤ فائدہ بسمل محبت کی نوازش سے
دکھاتا ہے رخِ سرکار اگر عین الیقیں دیکھو

دو عالم کا سلطان الحمدللہ
مرے گھر ہے مہمان الحمدللہ

تمہارا ہے فیضان الحمدللہ
بنے ہم جو انسان الحمدللہ

غلامانِ سرکارِ کون و مکاں کے
ہیں دشمن پریشان الحمدللہ

رُخِ مصطفےٰ پہ ہیں جب سے نگاہیں
نظر میں ہے قرآن الحمدللہ

اِدھر لب پہ آتے ہی نامِ محمدؐ
ہوئی مشکل آسان الحمدللہ

تصدق میں ہو جاوں قدموں پہ اُنکے
ہے دل میں یہ ارمان الحمدللہ

ولائے محمدؐ ہی زادِ سفر ہے
ملا ہے یہ سامان الحمدللہ

ہوا عشقِ سرورؐ سے جب ربطِ کامل
زباں پہ ہے ہر آن الحمدللہ

زمانے میں گُل ہائے نعتِ نبیؐ سے
بھرا ہے گلستان الحمدللہ

مدینہ کو جانے کا دریائے دل ہیں
ہے ہر وقت طوفان الحمدللہ

غلاموں کو بسملؔ نہیں خوفِ طوفاں
ہے آقا نگہبان الحمدللہ

مختار پہ ہیں بے کس و ناچار کی نظریں
اور اُس کی طرف احمدِ مختار کی نظریں

کس ظرف کی ہیں کتنے ہیں معیار کی نظریں
وہ دیکھتے ہیں طالبِ دیدار کی نظریں

قوسین سے بھی آگے ہیں سرکارؐ کی نظریں
کس اوج پہ ہیں محرمِ اسرار کی نظریں

تری نگہہ مست کے ساغر کی طرف ہیں
اے ساقی کوثر ترے مے خوار کی نظریں

اغیار میں بھی سیرت اقدس کی طرف ہی
جاتی ہیں ہر اک صاحبِ کردار کی نظریں

سرکارؐ کے بعد اسلیئے ہے اِن کی فضیلت
سرکارؐ پہ ہر وقت رہیں چار کی نظریں

ہو کر بھی عمرؓ تیغ بکف لرزہ براندام
کیا تیغ اثر تھیں مرے سرکارؐ کی نظریں

جو رحمتِ عالم ہے مسیحائے دو عالم
ہیں اسکی طرف بسملِ بیمار کی نظریں

دے دیں اسے حضورؐ اگر بال و پر ابھی
بسملؔ دکھا دے اپنی تڑپ کا اثر ابھی

جن پر پڑی نہیں نگہۂ فیض اثر ابھی
وہ بولہب حضورؐ سے ہیں بے خبر ابھی

"من نوری"، کہنے والے نے دی دعوتِ نظر
لیکن نہیں ہے ہم میں شعورِ نظر ابھی

کرنا طوافِ گنبدِ خضرا ہے حشر تک
گردش میں ہی رہیں گے یہ شمس و قمر ابھی

رہ کر بھی دور خود کو مدینہ میں پا سکوں
حاصل نہیں ہوئی ہے اویسی نظر ابھی

عاصی کو ہے یقین بچا لیں گے خود حضورؐ
ایقانِ زہد ہو نہ سکا معتبر ابھی

حُسنِ ازل نے دیکھا ہے جس طرح آپ کو
پہونچی نہیں وہاں پہ کسی کی نظر ابھی

جبرئیلؑ کی رسائی تو سدرہ پہ ختم ہے
آقا کو میرے ہونا ہے نزدیک تر ابھی

بسملؔ تری تڑپ کا ملے گا صلہ ضرور
کرنے پڑیں گے طیبہ کے تجھکو سفر ابھی

ہیں گنبدِ خضرا میں جو معمارِ مدینہ	کہتا ہے زمانہ انھیں سرکارِ مدینہ
للہ دکھا دیجئے انوارِ مدینہ	قدموں میں جگہ دیجئے سرکارِ مدینہ
سائل کی تمھیں لاج تو رکھنی ہی پڑے گی	سرکارِ مدینہ مِرے سرکارِ مدینہ
یہ دردِ محبت جو ہے فیضانِ نبیؐ ہے	معمورِ محبت ہے گرفتارِ مدینہ
اب ضبط کی ہے تاب نہ ہے صبر کا یارا	لو جلد خبر احمدِ مختارِ مدینہ
گلزارِ ارم حضرت زاہد کی نظر میں	اور میرے تصور میں ہے گلزارِ مدینہ
قدموں کا ہے سرکارِ دو عالم کے یہ صدقہ	انوار سے پُر ہیں در و دیوارِ مدینہ
بکتے ہیں گنہگار انھیں لیتے ہیں محمدؐ	اس شان کا بازار ہے بازارِ مدینہ

سرکار بھی خود جلوہ نگن اُن میں ہیں بسملؔ
اصحاب سے بھرپور ہے دربارِ مدینہ

جانِ بہار روحِ حسینانِ کائنات
قرباں ازل سے تم پہ ہے خوبانِ کائنات

روزِ ازل سے اس پہ ہے ایقانِ کائنات
تم جانِ کائنات ہو جانانِ کائنات

پرتو ہیں سب کے سب اُسی نورِ ظہور کے
یہ پھول یہ کلی یہ گلستانِ کائنات

ہر نقشِ پا حضورؐ کا راہِ نیاز میں
ہے اہلِ دل کی منزلِ عرفانِ کائنات

جز اُس کے اور غم کا مداوا نہیں کوئی
حُبِّ نبیؐ ہے اصل میں درمانِ کائنات

مشکل میں کائنات ہے لیجے خبر حضورؐ
ہے کون آپ کے سوا پُرسانِ کائنات

نورِ خدا بہ شکلِ بشر جلوہ گر ہوا
محکم ہوا تاکہ اور بھی ایقانِ کائنات

ہیں جلوہ ہائے گنبدِ خضرا کے عکس گیر
نظارہ ہائے حُسنِ فراوانِ کائنات

دل میں ہے اپنے شمعِ رسالت کی روشنی
جچتے نہیں نظر میں چراغانِ کائنات

سرکارؐ کی طرف سے نگاہیں جو پھیر لیں
اُلجھا ہوا ہے کانٹوں میں دامانِ کائنات

بسملؔ کو خسروانِ جہاں سے غرض نہیں
وہ اُن کا ہے گدا جو ہیں سلطانِ کائنات
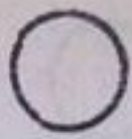
روداد غمِ ہجر سنانے کیلئے جا　　سرکار کو سب حال بتانے کیلئے جا

قسمت کے نوشتہ کو مٹانے کیلئے جا　　بگڑی ہوئی تقدیر بنانے کیلئے جا

جانا ہے جو تجھکو تو نہ آنے کیلئے جا　　دنیا ہی وہیں اپنی بسانے کیلئے جا

کون اُن سے زیادہ تری فریاد سنے گا　　زنجیرِ درِ عرش ہلانے کیلئے جا

کعبہ دل مسلم تو ہوا کرتا ہے لیکن　　اب اس کو مدینہ بھی بنانے کیلئے جا

تو اُن کا ہے خود اہلِ مدینہ بھی سمجھ لیں　　یہ نازِ غلامی بھی دکھانے کیلئے جا

دوری میں بھی پایا جو اویسِ قرنیؓ نے　　اُس گوہرِ مقصود کو پانے کیلئے جا

موجود مدینے میں ہے خاکِ قدمِ پاک　　اُس خاک کو پلکوں سے اُٹھانے کیلئے جا

حسانؓ کی پھر روح صدا دیتی ہے **بسمل**
سرکار کو پھر نعت سنانے کیلئے جا

جلوہ گر ہیں کثرت میں اور صفات وحدت کی
کون ہیں پسِ پردہ بات ہے یہ خلوت کی

ہو گرہ نہ مستحکم جبکہ ربط و نسبت کی
شرح کر سکے کیوں کر کوئی دردِ الفت کی

شمعِ نورِ احمدؐ سے پھر بھی دل منور ہیں
گرچہ ہے زمانے میں تیرگی قیامت کی

سیرتِ نبیؐ کیا ہے اک کتابِ روشن ہے
رہنمائی ہوتی ہے جس سے علم و حکمت کی

رحمتِ دو عالم ہیں اور روزِ محشر ہے
سب کو فکر ہے اپنی اِن کو اپنی امت کی

عشقِ مصطفائیؐ میں کائنات ہے پنہاں
دیکھنے کے قابل ہیں وسعتیں محبت کی

وصف ہی کچھ ایسے ہیں لفظ مل نہیں سکتے
کیا بشر سے ممکن ہے۔ جب خدا نے مدحت کی

اس مقامِ رفعت کو کوئی چھو نہیں سکتا
انتہائے عظمت ہے ابتدا نبوت کی

قاب قوسین او ادنیٰ سے عیاں ہے اے انساں
یہ مقامِ وصلت ہے یہ جگہ ہے حیرت کی

میری التجا سن کر رحم مجھ پہ فرما کر
آپ آئے بالیں پر کس قدر عنایت کی

جاں دی ہے قدموں پر آج اُن کے بسملؔ نے
راہ اس طرح آساں ہو گئی محبت کی

جسے آپ سے محبت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی
کبھی حق سے اسکو قربت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی

یہ دیارِ مصطفےٰؐ ہے یہ ہے عاشقوں کی بستی
کسی غیر کو اجازت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی

یہ مقامِ قربِ حق ہے شہ دیں کبھی کسی کو
بجز آپ کے فضیلت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی

لیا بخششوں کا ذمہ ہر اک اُمتی کا شہ نے
کسی اور کی یہ ہمت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی

جو رسولِ ہاشمی کی ہوئے عظمتوں کے منکر
تو خدا کی اُن پہ رحمت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی

جو کرو تو ذکر اُن کا جو سنو تو بات اُن کی
بجز اس کے دل کو راحت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی

جسے دیکھو آپ ہی کا کلمہ وہ پڑھ رہا ہے
حضور آپ سی حکومت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی

کہ آواز اپنی اونچی کرے شاہ دیں کے آگے
کسی شخص کو یہ جرأت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی

وہ ہیں خاتمِ نبوت تو پھر اُن کے بعد بسملؔ
کسی اور کی ضرورت نہ ہوئی نہ ہے نہ ہوگی

حق ہی جانے کہ کیا ہے ہمارا نبیؐ — دیکھنے کو ہے بندہ ہمارا نبیؐ

وہ جو دستورِ اکمل ہے سب کیلئے — ہے وہ قرآن والا ہمارا نبیؐ

بے نیازِ غمِ دو جہاں ہم ہوئے — حق تعالیٰ ہمارا ہمارا نبیؐ

ہاتھ اُس کے ہیں اور دین اللہ کی — ہے سخاوت کا دریا ہمارا نبیؐ

انبیاء چاہتے ہیں بنیں اُمتی — ایسا رکھتا ہے رتبہ ہمارا نبیؐ

نورہی نور ہے عرش سے فرش تک — ہے دلوں کا اُجالا ہمارا نبیؐ

صرف واقف ہے اس سے دلِ بیکساں — ہے مکمل سہارا ہمارا نبیؐ

جس کا ثانی نہیں جس کا سایہ نہیں — نورِ مطلق ہے ایسا ہمارا نبیؐ

جس کا عرفان انساں کے بس میں نہیں — فہمِ انساں سے بالا ہمارا نبیؐ

فقر و فاقہ میں قدموں پہ کونین ہیں — ایسا ہے شاہ والا ہمارا نبیؐ

اُن کے بسمل جدھر بھی گئے حشر میں
سب کے لب پہ تھا نعرہ ہمارا نبیؐ

کیا شان ہے یہ صلِّ علیٰ دیکھ رہا ہوں
میں جلوۂ محبوبِ خدا دیکھ رہا ہوں

ہنگامۂ محشر ہے بپا دیکھ رہا ہوں
اور رحمتِ عالم کی ادا دیکھ رہا ہوں

سنگِ درِ سرکار ہے اور اُن کی جبیں ہے
یہ شیوۂ اربابِ وفا دیکھ رہا ہوں

ہوتی ہے عطا اُن کو ردائے شہِ لولاکؐ
حسانؓ کی مدحت کا صلہ دیکھ رہا ہوں

جب سے مری آنکھوں میں ہیں انوارِ مدینہ
انوار سے معمور فضاء دیکھ رہا ہوں

ہو بے خودیٔ شوق کہ ادراک کی منزل
سب ذاتِ محمدؐ میں فنا دیکھ رہا ہوں

مانا کہ مجسّم ہوں گنہ گار و خطا کار
پھر بھی میں عطا دَر پہ عطا دیکھ رہا ہوں

وہ اسمِ گرامی کہ جو ہے عرش پہ کندہ
وہ دل پہ مرے نقش ہوا دیکھ رہا ہوں

عرفانِ مشیت نہ رہا اب کوئی مشکل
ہر سانس پہ میں اُن کی رضا دیکھ رہا ہوں

وہ عرشِ بریں پر ہیں کبھی فرشِ زمیں پر
میں جن کو مرے دل میں چھپا دیکھ رہا ہوں

قدموں پہ جو سرکارؐ کے بسملؔ کی جبیں ہے
یارب یہ کوئی خواب ہے یا دیکھ رہا ہوں

فیضانِ غلامی کا اثر کام تو آیا
سجدے کو درِ شاہ پہ سر کام تو آیا

خود بن گیا ہے راہ نما شوقِ زیارت
میرے لئے یہ میرا خضر کام تو آیا

الحاد کے بھی دور میں ایماں ہے سلامت
اللہ کے محبوب کا در کام تو آیا

ہر ذرہ میں انوارِ محمد نظر آئے
یہ ذوق یہ معیارِ نظر کام تو آیا

سر جھک نہ سکا مصلحتِ وقت کے آگے
موروثی غلامی کا اثر کام تو آیا

دامن میں مجھے رحمتِ عالم نے چھپایا
محشر میں مرا دیدۂ تر کام تو آیا

اللہ نے دکھلا دی ہمیں جنتِ ارضی
اس طرح مدینہ کا سفر کام تو آیا

تھا نزع کے عالم میں بھی نام ان کا زباں پر
گو حال برا تھا یہ مگر کام تو آیا

خود عشقِ نبی زادِ سفر بن گیا بسملؔ
یہ زادِ سفر بہرِ سفر کام تو آیا

ولا کا اُن کی ہے طوفاں چلے چلو تو سہی
کریں گے نذر دل و جاں چلے چلو تو سہی

ریاضِ خلد کا منظر ہیں دیکھ لو تم بھی
یہاں کے خار و بیاباں چلے چلو تو سہی

متاعِ موسیٰ عمراں و یوسف کنعاں
یہاں ہیں شاہِ رسولاں چلے چلو تو سہی

زمانہ بھر میں اُجالوں کو ڈھونڈنے والو
وہاں ہے شمعِ فروزاں چلے چلو تو سہی

فقط لطافتِ نوری کا ہو گماں جس پر
یہاں ہے ایسا اک انساں چلے چلو تو سہی

درِ حضورؐ پہ تقدیر آزما لینا
وہ خود بنائیں گے مہماں چلے چلو تو سہی

انھیں کے در کی گدائی ہے اصلِ سلطانی
تمہیں بلاتے ہیں سلطاں چلے چلو تو سہی

کمالِ حسنِ ازل کی ہے بولتی تصویر
جمالِ فخرِ رسولاں چلے چلو تو سہی

اگر حبیبِ خدا ہی کو سونپ دو کشتی
خدا بنے گا نگہباں چلے چلو تو سہی

ملے گا حق بھی یہیں اور کلامِ حق بھی یہیں
بذاتِ خود ہیں یہ قرآں چلے چلو تو سہی

نظر ہے خیرہ جگر پارہ قلب ہے بسمل
لیئے ہوئے یہی ساماں چلے چلو تو سہی

بہ ہر ذرہ نورِ نبیؐ دیکھتا ہوں | جدھر دیکھتا ہوں وہی دیکھتا ہوں

بہ فیضِ خیالِ نبیؐ دیکھتا ہوں | ہر اک سانس پر آگہی دیکھتا ہوں

بہ فیضانِ نسبت رگ و پئے میں اپنے | محمدؐ کی جلوہ گری دیکھتا ہوں

ہر اک شئے ہے جب نور ہی سے تمہارے | وہی نور اپنے میں بھی دیکھتا ہوں

ہے حسرت انھیں قرب سے دیکھنے کی | مگر اپنا معیار بھی دیکھتا ہوں

محمدؐ کے عرفان کی ہے وہ منزل | خرد کی جہاں عاجزی دیکھتا ہوں

نبیؐ کی محبت کا عالم نہ پوچھو | ہر اک سانس پر زندگی دیکھتا ہوں

عطائے محمدؐ کا کیا پوچھنا ہے | میں دامن میں اپنے کمی دیکھتا ہوں

نگاہوں کی معراج اُن کا نظارہ | نظارے کا انجام بھی دیکھتا ہوں

کبھی یاد آتے ہیں آپ اس طرح بھی | کہ میں خود کو بھی اجنبی دیکھتا ہوں

محمدؐ کے قدموں میں ہو جاؤں بسمل
کب آئے گی ایسی گھڑی دیکھتا ہوں

رحمتِ کبریا اے کہ صلِّ علیٰ مجتبیٰ بھی وہی مصطفیٰ بھی وہی

کنت کنزاً سے یہ صاف ظاہر ہوا ابتدا بھی وہی انتہا بھی وہی

اولیاء، اصفیا، اذکیا، اتقیا یعنی اہلِ فنا اور اہلِ بقا

وہ حبیبِ خدا وہ شہِ انبیاء پیشوا بھی وہی مقتدا بھی وہی

اوَن منّی کی آنے لگی ہے صدا اُس کی منزل نہیں سدرۃ المنتہیٰ

رتبۂ قاب قوسین اُس کو ملا حق رسا بھی وہی حق نما بھی وہی

قلبِ مومن میں بھی ہے وہ جلوہ نما اسکے ہر دردو غم کی وہی ہے دوا

نام اس کا ہے سب سے بڑا آسرا مقصدِ دل وہی مدعا بھی وہی

میرا ملجا، و ماویٰ و مولا وہی میرا قبلہ وہی میرا کعبہ وہی

جو ہے پردے میں خود کو چھپایا ہوا آئینہ گر وہی آئینہ بھی وہی

جس جگہ اُس کا نقشِ کفِ پا ملا۔ اولیاء اتقیاء کا وہ کعبہ بنا

اس سے ہٹ کر نہ منزل کوئی پا سکا رہنما بھی وہی راستہ بھی وہی

بخششیں اُس کی کونین میں عام ہیں اُسکے مشہور نو د یہ دو نام ہیں

اسکے فیضان کا کچھ ٹھکانہ نہیں میرا ہمدم وہی ہمنوا بھی وہی

اسکے اوصاف پاکیزہ اوصاف ہیں معجزے اسکے جتنے ہیں سب صادق ہیں

اُسکو رب نے نبوت کا خاتم کیا شاہ بھی ہے وہی در گدا بھی وہی

جسکے قدموں کے نیچے ہیں ارض و سماء اُسکی رفعت کا واللہ کیا پوچھنا

ہر نفس جس کا بسمل ہے اک معجزہ ہے وری بھی وہی ماوری بھی وہی

کُل انبیاءؑ نے مِل کے نبوت سمیٹ لی
اور اک مرے حضورؐ نے رحمت سمیٹ لی

اللہ نے حبیبؐ کی معراج کے لیئے
ساعت جو روک دی تو مسافت سمیٹ لی

صفّہ نشیں صحابہؓ نے اپنے قلوب میں
سرکارِ دو جہاںؐ کی محبت سمیٹ لی

بے سایہ قد کے نور مجسّم نے وقت پر
کثرت سمیٹ لی کبھی وحدت سمیٹ لی

سرکارِ دو جہاںؐ کا تصرف تو دیکھئے
پھیلا کے اپنے ہاتھ کو قدرت سمیٹ لی

اُمت کے عالموں نے شریعت کو چُن لیا
اُمت کے اولیاءؒ نے طریقت سمیٹ لی

خاتم نے انبیا کے دکھایا یہ معجزہ
آخر میں آئے اور نبوت سمیٹ لی

تکمیلِ کارِ ختمِ فضیلت کے واسطے
حسنینِؓ مصطفٰےؐ نے شہادت سمیٹ لی

اصحاب نے رسول کے کونین کے عوض
قربِ حبیبِؐ پاک کی جنت سمیٹ لی

اُمت کے عاصیوں کو بچانے بروزِ حشر
کملی میں کملی والے نے اُمت سمیٹ لی

اپنے نصیب اپنے مقدر کی بات ہے
بسملؔ نے نعت گوئی کی عزت سمیٹ لی

مثالی ہے یہ بے مثالی تری
رسولِ خدا ذات عالی تری

حسینوں میں صورت نرالی تری
ہے سیرت بڑی نور والی تری

تو مولائے کُل ہے تو ملجائے کُل
نہ کیوں ہو یہ دنیا سوالی تری

سپر ہے جلالِ خدا کے لیئے
بہر حال شانِ جمالی تری

ہے تو انبیاء میں بھی یوں منفرد
کوئی بات ربّ نے نہ ٹالی تری

وہی ربّ کا منشاء جو منشاء ترا
پسندِ خدا ہم خیالی تری

حقیقت میں چلمن ہے وہ نور کی
ہے ظاہر میں روضہ کی جالی تری

حبیبِ خدا اے فصیح البیاں
ہے ہر بات قرآن والی تری

جھکا تیرے آگے زمانے کا سر
ہوئی عام جب خوش خصالی تری

گنہ گار ہوں یہ یقیں ہے مجھے
چھپا لے گی یہ کملی کالی تری

ہے بسمل یہ اُمّی لقب کا کرم
خدا نے جو عزت نبھالی تری

خود خدا کو بھی پیار تم سے ہے　　حُسن کا ہر وقار تم سے ہے

تم سے قائم ہے گردشِ دوراں　　اس جہاں کو قرار تم سے ہے

باعثِ کن فکاں ہو مولا تم　　سب یہ نقش و نگار تم سے ہے

ابتدا، تم ہو انتہا تم ہو　　شانِ حق آشکار تم سے ہے

رونق فرش بھی خدا کی قسم　　عرش کے تاجدار تم سے ہے

سوز ہجراں کا اُن کے کیا کہنا　　جن کا صبر و قرار تم سے ہے

مہرِ تاباں بھی بدر کامل بھی　　یا نبیؐ جلوہ بار تم سے ہے

مظہرِ ذاتِ کبریا تم ہو　　شانِ پروردگار تم سے ہے

رفعتِ دہر و عظمت انساں　　شاہِ گردوں وقار تم سے ہے

حق و باطل کے معرکوں میں حضورؐ　　عزم بھی استوار تم سے ہے

ہے بس ایماں اسی پہ بسمل کا
بسملوں کا قرار تم سے ہے

فلک بولا کہ وہ بدر الدجیٰ الشمس الضحیٰ آئے
زمیں بولی کہ وہ نور الہدیٰ خیر الوریٰ آئے

مبارک ہو جہاں میں رحمتوں کی انتہا آئے
مبارک ہو جہاں کو مرکزِ فیض و عطا آئے

خدا کے سامنے جب عاشقانِ مصطفےٰ آئے
ملائک دیکھکر پڑھتے ہوئے صلِّ علیٰ آئے

نہ صورت میں کوئی ثانی نہ سیرت میں کوئی ثانی
مجسّم نور بن کر مظہرِ نورِ خدا آئے

بہت آسان ہے مدح و ثناء باری تعالیٰ کی
بہت مشکل ہے نعت مصطفےٰ گر حوصلہ آئے

کبھی انسان ہیں کامل کبھی توسین میں شامل
کبھی عرش بریں پر بنکے محبوب خدا آئے

خلیل اللہ بھی آئے کلیم اللہ بھی آئے
محمد مصطفےٰ بن کر حبیبِ کبریا آئے

الٰہی آخری یہ آرزو کر دے میری پوری
زباں پر ہو نبیؐ کا نام اور میری قضاء آئے

محمد احمد و محمود و حامد صاحبِ قرآں
بہ شکل ابن مریم چارہ سازِ بے نوا آئے

شہ لولاک ختم المرسلیں اللہ کا پرتو
خدائی میں خدا کا نور آیا آپ کیا آئے

محبت اپنی قسمت پر ہے نازاں اسلئے بسمؔل
محبت کا مری سرکار بن کر آسرا آئے
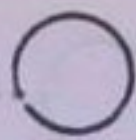
مولا نے مرے میری تقدیر جگا دی ہے
پاس اپنے بلایا ہے قدموں میں جگہ دی ہے

فاران کی چوٹی سے جب تم نے صدا دی ہے
بھٹکی ہوئی دنیا کو اک راہ دکھا دی ہے

شاہوں کے تکبر کی دیوار گرا دی ہے
آقا نے غلاموں کی توقیر بڑھا دی ہے

کیا اور صلہ ہوگا حسانؓ کی مدحت کا
کونین کے آقاؐ نے خود اپنی ردا دی ہے

یہ قرب کا عالم ہے قوسین کی منزل پر
گویا بشریّت کی ہر قید اٹھا دی ہے

مخلوق مسخّر ہے خالق بھی ہے شیدائی
آقاؐ کو مرے حق نے کچھ ایسی ادا دی ہے

تنزیہہ کا جلوہ ہے تشبیہہ کا آئینہ
یا پردۂ حیرت پر تصویر بنا دی ہے

ان کے غم فرخت میں اشکوں کا جو طوفاں تھا
وہ دولتِ غم ہم نے پلکوں پہ سجا دی ہے

معلوم نہیں ہم کو کب جلوہ دکھائیں گے
ہم نے درِ دولت کی زنجیر ہلا دی ہے

پہونچا دو وہاں مجھکو میں اُن کا ہوں دیوانہ
یہ نزع کے عالم میں بسمل نے صدا دی ہے

امداد کو آئے ہیں گرتے کو سنبھالے ہیں
سرکار کو جب اُن کے بسمل نے صدا دی ہے

محسوس نہیں ہونے پاتا اور اوج پہ قسمت ہوتی ہے
کرتے ہیں کرم آقا یوں بھی ایسی بھی عنایت ہوتی ہے

اک وقت نبیؐ کی الفت میں اس رنگ پہ نسبت ہوتی ہے
ہر سانس پہ یاد آتے ہیں نبیؐ ہر سانس عبادت ہوتی ہے

دراصل نبیؐ کی الفت میں کونین کی دولت ہوتی ہے
اس غم کی بدولت ہی حاصل معراجِ محبت ہوتی ہے

ہر طالبِ حسنِ ازل کیلئے یہ موجب حیرت ہوتی ہے
صورت میں رسول اکرمؐ کی اللہ کی رویت ہوتی ہے

مائل بہ کرم جب اُسکی طرف اللہ کی رحمت ہوتی ہے
اُس وقت زبانِ عاصی پر سرکارؐ کی مدحت ہوتی ہے

ہے ایک اویسؓ مستانہ اور ایک بلالؓ دیوانہ
دراصل یہی کچھ جانتے ہیں کیا چیز محبت ہوتی ہے

ہے ربط و تعلق کچھ ایسا یہ مصدر و مشتق دونوں میں
ہر نعت نبیؐ کے پردہ میں اللہ کی مدحت ہوتی ہے

یہ نعت نبیؐ ہے اے غافل اک لفظ بھی لکھنا ہے مشکل
کھلتی ہے زبانِ مدح و ثنا جب اُنکی اجازت ہوتی ہے

سرکار نظر آجائیں کبھی مقصد ہے یہی بینائی کا
جو آنکھ نہ اُنکو دیکھ سکے محرومِ بصارت ہوتی ہے

کونین تصدق کرکے بھی حق جسکا ادا ہو سکتا نہیں
اُس خسروِ خوباں کے آگے کیا دل کی حقیقت ہوتی ہے

اک ہاتھ میں دامانِ نسبت اک ہاتھ میں دامانِ رحمت
زاہد سے زیادہ اے بسمؔل عاصی میں فراست ہوتی ہے

یوں ہوتا ہوں شامل بہ فدایانِ محمدؐ
ہر سانس کو کرتا ہوں میں قربانِ محمدؐ

کونین میں موجود ہے اِسواسطے رونق
کونین پہ ہے سایۂ دامانِ محمدؐ

جو بیچ میں ہے روضہ کے اور منبرِ شہؐ کے
یہ بھی تو ہے چھوٹا سا خیابانِ محمدؐ

ایقان یہی رکھتا ہے ہر اہلِ بصیرت
ہے عرش زمیں اصل میں ایوانِ محمدؐ

تا حشر یہ فیضانِ نبیؐ جاری رہے گا
سلطان گر اب بھی ہیں گدایانِ محمدؐ

طیبہ میں جو مر جاتا ہے اس ہند سے جاکر
ہو جاتا ہے وہ دائمی مہمانِ محمدؐ

غربت میں امیری میں نبوت میں کرم میں
ہر شان محمدؐ کی ہے شایانِ محمدؐ

قربت سے نبیؐ کی جو میسر ہیں بہت خوش
رہتے ہوئے صفہ میں غریبانِ محمدؐ

بسملؔ ہے اِسیواسطے ہر حال میں شاداں
کرتے ہیں کرم اُس پہ محبّانِ محمدؐ

نہ جائیگا کبھی دل سے مرے خیالِ رسولؐ
کہ رنگ لایا ہے اب عشق لازوالِ رسولؐ

خدا نے اُن کو ازل ہی سے بے مثال کیا
نہ لاسکے گا ابد تک کوئی مثالِ رسولؐ

چراغِ عشقِ نبیؐ دل میں ہے ترے روشن
نثار میں تیرے اے طالبِ وصالِ رسولؐ

خدا کرے کہ میں بن جاؤں خاکِ کوئے حبیبؐ
بڑا ہی صاحبِ قسمت ہے پائمالِ رسولؐ

جمایا میں نے تصور جو نورِ مطلق کا
نظر میں کھنچ کے مری آگیا جمالِ رسولؐ

رہیگا فیضِ نبیؐ اُن سے حشر تک جاری
بڑے مقام کے ہیں صاحبانِ حالِ رسولؐ

وہ نورِ پاک جو تکمیل عبدیت کے لئے
بشر کے روپ میں آیا یہ ہے کمالِ رسولؐ

نہ بجھ سکیں گے یہ روشن چراغ نسبت کے
یہی تو اصل میں ہے لطفِ بے مثالِ رسولؐ

ہمیں تو کافی ہے قرآن وسنت حضرت
اور اُس کے بعد ہیں بسملؔ ہمیں یہ آلِ رسولؐ

کرم فرمائی سے حُبِّ نبیؐ کی
سند مجھ کو ملے حق آگہی کی

نبیؐ یاد آتے جائیں ہر نفس پر
یہی ہے آرزو اب زندگی کی

جو گھبرا کر پکارا "یا محمدؐ"
مرے مالک نے میری دلدہی کی

ہے یہ کردار کا آقا کے صدقہ
غلاموں میں روش آئی خودی کی

جہاں میں ظلمتیں چھائی ہوئی تھیں
تمہیں نے آکے ہر سو روشنی کی

چراغِ اولیاء ہر سو ہے روشن
یہ سب ہے مہربانی آپ ہی کی

چٹائی پر ہیں آقا جلوہ فرما
عجب معراج ہے یہ سادگی کی

کرم فرمائیے یا شاہِ بطحیٰؐ
مجسم ہوں میں صورت بیکسی کی

غلامی پر نہ کیوں اترائے **بسمل**
سند یہ دی ہوئی ہے آپ ہی کی

منکرِ مصطفٰے پڑھ استغفار
وَقِنا رَبَّنا عذابَ النّار

پڑھ رہا ہوں وہ مطلعِ انوار
نورِ مطلق کا عکس ہیں سرکار

روشنی میں ہیں جس کی کُل اشعار
آگئی ہے تجلیوں کی بہار

یہ مری جان اور یہ گھربار
سب کا سب نذرِ احمدِ مختار

یاد پھر آرہے ہیں نورِ اتم
بڑھ گیا دل میں پھر تڑپ کا وقار

جس کو کہیئے بنائے دینِ مبیں
ہے وہ دراصل آپ کا اقرار

اُن کو پھر ڈھونڈتی ہے خود جنت
جن کو قسمت سے مِل گئے سرکار

پاسِ انفاس کا وسیلہ ہے
آپ کے نام پاک کی تکرار

ہجر میں اُن کی یاد موجبِ زیست
بے قراری بنی ہے وجہہ قرار

عبدیت ہے برائے نام جہاں
ایسی منزل پہ آپ ہیں سرکار

ہر مقامِ سجود پر بسمل
روبرو ہیں مرے مرے سرکار

ذکرِ احمدؐ میں دل انوار سے بھر جاتے ہیں
انھیں اذکار سے خود بخت سنور جاتے ہیں

اُبھر آتے ہیں جہاں نقشِ کفِ پائے رسولؐ
حشر تک اُس جگہ انوار بکھر جاتے ہیں

اہلِ دل اہلِ نظر سب درِ انور پہ مدام
جب بھی جاتے ہیں بہ اندازِ دِگر جاتے ہیں

قبر میں اپنی۔ چراغوں کی ضرورت کیلئے
ساتھ ہم اپنے لیئے داغِ جگر جاتے ہیں

منبعِ نور ہیں سرکارِ رسولِ عربیؐ
روشنی لینے کو یہ شمس و قمر جاتے ہیں

جس سے ملتے ہیں بنا دیتے ہیں دیوانہ اُسے
یا نبیؐ آپ کے دیوانے جدھر جاتے ہیں

عشقِ سرورؐ کی تجلی کو لیئے ہم ہر جا
ظلمتِ دہر میں بے خوف و خطر جاتے ہیں

جو بھی اخلاص سے جاتے ہیں درِ آقا پر
ایک ہی سجدے میں بخت اُنکے سنورتے ہیں

عاشقانِ نبویؐ کا ہے یہ عالم بسمل
گرتے ہیں قدموں پہ اور گرتے ہی مر جاتے ہیں

کوئی ہو ثانی خیر الوریٰ نہیں ممکن
ہو مصطفیٰ کوئی پھر دوسرا نہیں ممکن

خدا نے آپ کو سرکارؐ بے مثال کیا
زمیں پہ آئے کوئی آپ سا نہیں ممکن

سوائے رویتِ روئے رسولِ اکرمؐ کے
مریضِ عشقِ نبیؐ کی دوا نہیں ممکن

جمالِ پاک کو بے اذن اُنکے دیکھ سکوں
نظر سکا ہو یہ مری حوصلہ نہیں ممکن

رسولؐ خوش نہ ہوں جب تک ہماری سیرت سے
قسم خدا کی خدا کی رضا نہیں ممکن

سکونِ قلب و نظر ہو کہ ہو سکونِ حیات
بجز دیارِ رسولؐ خدا نہیں ممکن

شفیعِ حشر ہیں دونوں جہاں میں پشت پناہ
غلام اُن کا ہو بے آسرا نہیں ممکن

سمجھ لے خوب شعور و خرد۔ رضائے خدا
بجز متابعتِ مصطفیٰؐ نہیں ممکن

محمدؐ عربیؐ کے سوا کسی کو بھی
کہ جانا پل میں جبھی لوٹنا نہیں ممکن

اگر خدا مجھے سو جاں دے نثار کروں
مرے حضور محبت میں کیا نہیں ممکن

تڑپ رہا ہے یہی سوچتا ہوا بسملؔ
ہو اس سے حقِ غلامی ادا نہیں ممکن

آپ کو آزما لیا کتنے ہی حادثات نے
کلمہ بالآخر آپ کا پڑھ لیا مشکلات نے

عشق کی خودسری گئی آپ کے آگے جھک گیا
ایسا حسین بنا دیا آپ کو حسنِ ذات نے

ہم نے تلاش کر لیے نقشِ قدم حضورؐ کے
حد سے بڑھائے جب قدم کشمکشِ حیات نے

کہتے ہیں جسکو حسنِ ذات آپ اسی کے عکس ہیں
ہم کو دکھایا آپ کے آئینہ صفات نے

اس کی نگاہِ لطف پر اہلِ جہاں کی ہے نظر
جس پہ نگاہِ لطف کی ان کی نوازشات نے

بن کے حجابِ حسنِ ذات آپ ہیں درمیاں حضورؐ
قید۔ نظر کو کر دیا قیدِ تعینات نے

جب کے طلوع ہو گیا غارِ حرا سے آفتاب
مقصد کائنات کو پا لیا کائنات نے

اپنی خصوصیات سے درسِ حیاتِ حق دیا
اسکے ہر ایک روز نے اسکی ہر ایک رات نے

بسملِ خانہ زاد کی آہ نے جب اثر کیا
دل میں قیام کر لیا اس کے نبی کی ذات نے

ہر ایک پر کرمِ بے حساب اُنھیں کا ہے
جہاں میں رحمتِ عالم خطاب اُنھیں کا ہے

زباں پہ نامِ محمدؐ ہے آنکھ میں آنسو
عطا کیا ہوا یہ اضطراب اُنھیں کا ہے

ہر ایک شئے کی ہے تخلیق نور سے اُنکے
گلوں کے رُخ پہ یہ رنگیں شباب اُنھیں کا ہے

اسی لیئے تو وہ اک علم کا مدینہ ہیں
خطاب صاحبِ اُمّ الکتاب اُنھیں کا ہے

خدا سے مانگیں نبیؐ کا جو واسطہ دے کر
ہر ایک لفظِ دعا مستجاب اُنھیں کا ہے

نگاہِ رحمتِ حق میں ہیں وہ رؤف و رحیم
جبھی تو رحمتِ عالم خطاب اُنھیں کا ہے

کچھ ایسی رحمتِ باری کو لاج ہے اِن کی
کرم میں دخل بروزِ حساب اُنھیں کا ہے

سند خود اس کے لیئے کُلّنا محمدؐ ہے
کہ اس گھرانے میں ہر آفتاب اُنھیں کا ہے

زبانِ حق یہ کہے اِنَّکَ بِاَعیُنِنَا
بس اس مقام پہ اک انتخاب اُنھیں کا ہے

کہاں سے نورِ حقیقت کی تاب ہم لاتے
جو درمیاں ہے وہ سارا حجاب اُنھیں کا ہے

ازل سے تجھکو جو اپنا بنا لیا بسملؔ
زہے نصیب کہ یہ انتخاب اُنھیں کا ہے
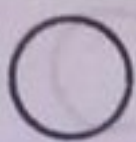
کتنے پردوں میں ہے نورِ احمدؐ اور پھر کوئی پردہ نہیں ہے
صرف اہلِ نظر پر ہے منکشف عام نظروں نے دیکھا نہیں ہے
جن کے سایہ کو سایہ نہیں ہے اور کم کو بھی ٹپکا نہیں ہے
اس لطافت پہ دل کہہ رہا ہے اس لطافت میں کیا کیا نہیں ہے
فکرِ دنیا و عقبیٰ سے غافل آستانِ محمدؐ کا سائل
صرف چشمِ کرم کا ہے قائل اور کوئی تمنا نہیں ہے
کیوں نہ ہو وہ کسی کی بھی محفل غیر ممکن ہے بہلے مرا دل
پھر نہیں خلد بھی میری منزل راہ میں گر مدینہ نہیں ہے
اُس کے دستِ تصرف میں دنیا اُس کی چشمِ بصیرت میں عقبیٰ
جس پہ احسان ہو مصطفےٰؐ کا اُس کے قبضہ میں پھر کیا نہیں ہے
عبدیت کا ہو تم وہ سراپا کبریائی کا ہو جس پہ دھوکا
یوں تو لاکھوں کو حق نے بنایا پھر بھی تم سا بنایا نہیں ہے
روشنی قلب میں ہے اِسی سے روشنی قبر میں ہے اِسی کی
اک بجز داغِ عشقِ محمدؐ پاس کوئی وثیقہ نہیں ہے
سجدہ اور نقشِ پائے نبیؐ پر کیسی منزل ہے اللہ اکبر
اس پہ بھی گر نہ بدلے مقدر بندگی کا سلیقہ نہیں ہے
دستِ بسملؔ میں کتنوں کے دامن سلسلہ دار ہیں مرتضےٰؑ تک
یونہی پہونچے گا یہ مصطفےٰؐ تک یہ کہیں بے وسیلہ نہیں ہے

ربطِ مصطفائیؐ بھی کچھ عجیب ہوتا ہے
جو غریب ہو سب میں وہ قریب ہوتا ہے

گلشنِ محمدؐ کا عندلیب ہوتا ہے
نعت کہنے والے کا یہ نصیب ہوتا ہے

کیفِ بزم ہی جب تو کچھ عجیب ہوتا ہے
ہے حبیبؐ کی محفل خود حبیبؐ ہوتا ہے

فخرِ عرش کو بھی ہو جسکی کفش بوسی کا
ہر بشر کو یہ رتبہ کب نصیب ہوتا ہے

دردِ عشقِ احمدؐ میں بارہا یہی دیکھا
درد دینے والا ہی خود طبیب ہوتا ہے

روح کیا ملائک بھی کرتے ہیں طواف اُس کا
میرے کعبۂ دل میں جب حبیبؐ ہوتا ہے

دیکھتا ہے جو اُن کو منزلِ بشر ہی پر
بولہب کی منزل سے وہ قریب ہوتا ہے

کیا زباں ہماری ہے ہم جو دیں صدا اُنکو
جن کے واسطے قرآں خود نقیب ہوتا ہے

اُن کی یاد میں بسملؔ جب کبھی تڑپتا ہوں
قلب کی زباں پر بھی یا حبیبؐ ہوتا ہے
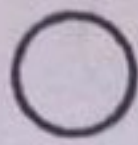
وہ ذاتِ پاک جو بندہ ہے اور مولا بھی
لگی ہیں اُس کی ہے دنیا بھی اور عقبیٰ بھی

ہے جس کا نام مدینہ بھی اور طیبہ بھی
وہی تو ہے مرا قبلہ بھی اور کعبہ بھی

اسی مقام پہ مربوط ہیں حدوث و قدم
وہی ہیں برزخِ صغریٰ بھی اور کبریٰ بھی

وہ نام پاک جو خود انبیاء کے کام آیا
وہی ہے سب کا وسیلہ بھی اور سہارا بھی

یہ وصفِ خاص تو بس آپ ہی کا حصّہ ہے
حضورؐ آپ ہیں جلوہ بھی اور پردہ بھی

جسے نصیب ہو اُسکے نصیب کیا کہنا
درِ حبیبؐ پہ جینا بھی اور مرنا بھی

جمالِ پاک کا اپنے اے دو جہاں کے سخی
ہمیں تو دیجئے صدقہ بھی اور اُتارا بھی

مُراد پا لیا بھی ہے اور مُراد پائے گا
درِ حضورؐ سے اپنا بھی اور پرایا بھی

گواہی اسکی تو کلمہ سے ہے عیاں بسملؔ
مرے حضورؐ ہیں زندہ بھی اور گویا بھی

قوسین کی منزل پہ نوریں کی یکجائی
رعنائی بہ نظارہ ۔ نظارہ بہ رعنائی

کافر ہو کہ مسلم ہو یا گبر کہ عیسائی
دربار میں آقا کے سب کی ہوئی شنوائی

توحید رسالت کا مفہوم یہ ہے شاید
اللہ و محمدؐ کی مربوط ہے یکتائی

اللہ غنی دیکھو نقشِ کفِ پا ان کا
عشاق کی نظروں میں ہیں مرکزِ بینائی

ظلمت گہِ عالم میں فاران کی چوٹی سے
اک ماہِ مبیں چمکا اک برق سی لہرائی

ماضی ہو کہ مستقبل ہے پیشِ نظر ہر دم
اللہ نے نبیؐ کو دی وہ قوتِ بینائی

اعجاز یہ مختص ہے ذاتِ شہِ والا تک
خالق بھی ہے شیدائی مخلوق بھی شیدائی

غزوات میں فاقوں میں ایثار میں غربت میں
عالم سے نرالی ہے آقا کی شکیبائی

مخلوق خدا پیاسی ہے دید کی صدیوں سے
للہ ادھر بھی ہو یک جلوہ بہ رعنائی

اقطاب کے جھکتے ہیں اس واسطے سر اس جا
سرکار غلاموں کی کرتے ہیں پذیرائی

لپٹا ہوا بیہم ہے سرکار کے قدموں سے
دیکھو تو ذرا بسملؔ دیوانہ کی دانائی
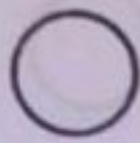
یا نبیؐ ہے ہر ادا عینِ مشیت آپ کی
ہے پسند اللہ کی قدرت کو عادت آپ کی

نارِ دوزخ سے بچایا آپ نے ہمکو حضورؐ
دولتِ ایماں ملی ہم کو بدولت آپ کی

آپ کے قدموں سے وابستہ ہوئے نعلین تو
لے گئی ہے عرش تک انکو بھی نسبت آپ کی

اُس پہ اب یا سیّدی ہو جائے اک چشمِ کرم
ہے پریشاں حال آقا آج اُمت آپ کی

منزلت میں اُنکے پایہ کا نہیں ہے کوئی بھی
خوش نصیبی سے ملی جن کو رفاقت آپ کی

آپ آنکھوں میں خدا کی رہنے والے ہیں حضورؐ
ماورائے عقلِ انساں ہے فضیلت آپ کی

رابطہ ہیں آپ ازل سے خالق و مخلوق میں
کون ہے ایسا نہیں جسکو ضرورت آپ کی

جز و نور اللہ کا ہیں آپ ازل سے تا ابد
ابتدا سے انتہا تک ہے رسالت آپ کی

ہے یہ ارماں آپ کے قدموں میں مل جائے جگہ
میری جنت ہے مرے سرکار قربت آپ کی

آ کے قدموں پر کروں قرباں متاعِ جان و دل
خوش نصیبی سے جو مل جائے اجازت آپ کی

یا رسول اللہ بسمل پر کرم فرمایئے
کہہ رہی ہے اور بسمل اسکو فرقت آپ کی

قلب کو روشنی ملی قلب کی واردات سے
پہونچا درِ حضور پر فیضِ تصورات سے

جن کے جمالِ پاک نے عرش کو جگمگا دیا
کتنوں کے دل ہیں پُرضیاء اُنکی تجلیات سے

شمس و قمر شجر حجر جن و بشر یہ بحر و بر
سب کو ملی ہے زندگی سرچشمۂ حیات سے

اپنے تو جاں نثار ہیں غیر بھی سرفراز ہیں
رحمتِ عالمیں لقب تیری نوازشات سے

ذکرِ جمیلِ مصطفےٰ وجہِ سکونِ دل ہوا
گذرے ہیں ہنستے بولتے سیلِ حوادثات سے

حق کو بلند کر دیا آپ کے خلق نے حضورؐ
دین کو روشنی ملی آپ کے کُل صفات سے

بارگہ الست میں ناز و نیازِ خاص ہیں
ذاتِ نبیؐ ہے ماوریٰ حدِ تعینات سے

اک میں تو کیا جہان کی بخشش کا آسرا بنے
سرکار دیکھ لیں اگر اک چشمِ التفات سے

بسملِ زارِ چشمِ دل جب کھلی یہ عیاں ہوا
ربط ہے کائنات کا سرورِ کائنات سے

آپ کو دیکھ کے قرآن سمجھ میں آیا
آپ ہیں مرکزِ ایمان سمجھ میں آیا

رونقِ دل کا جب عنوان سمجھ میں آیا
درد خود ہے مرا درمان سمجھ میں آیا

حرمتِ نقشِ کفِ پائے محمدؐ کی قسم
اب مجھے سجدوں کا عرفان سمجھ میں آیا

کوئی بوذرؓ ہوا اور کوئی اویسؓ قرنی
عشقِ احمدؐ کا یہ فیضان سمجھ میں آیا

سوئے طیبہ ہو نظر یاد نبیؐ نزع کے وقت
اپنی بخشش کا یہ سامان سمجھ میں آیا

شبِ معراج میں قوسین کا یک جا ہونا
آپ کی شان کے شایان سمجھ میں آیا

سخت سے سخت تھا ہر مرحلۂ عشقِ نبیؐ
اول اول بہت آسان سمجھ میں آیا

بس گئی میری ہر اک سانس میں جب یادِ نبیؐ
قلب میں ہے کوئی مہمان سمجھ میں آیا

یادِ سرکار کی ہے دل کی ہر اک جنبش میں
بسملؔ اب مقصدِ ارمان سمجھ میں آیا

اُس نورِ مجسم کے پرتو جب عرش بریں تک پہونچے ہیں
لوٹے ہیں تجلی بن بن کر تب فرشِ زمیں تک پہونچے ہیں

یہ اُن کی نظر کا ہے فیضاں یہ اُن کی نظر کی مستی ہے
سب میرے تصور کے نقشے جو حدِّ یقیں تک پہونچے ہیں

میں سجدوں پہ سجدے کرتا ہوں اور دل کی مرادیں پاتا ہوں
تاثیر ہے اُن ارمانوں کی جو دل کے مکیں تک پہونچے ہیں

اُس نقشِ کفِ پا کے ذرے جو کعبۂ مقصد ہیں دل کے
سجدوں کی تڑپ لے کر ہی اُٹھے اور میری جبیں تک پہونچے ہیں

ایماں کی وہ آخر منزل ہے عرفان کی وہ آخر منزل ہے
اخلاص سے پُر جو مرے سجدے خاتم کے نگیں تک پہونچے ہیں

اُس پاک محبت کے قرباں ہم جس کے سہارے جیتے ہیں
یہ بھی ہے عنایت نسبت کی فیضانِ یقیں تک پہونچے ہیں

آسان نہیں جانا سب کا عرفان کی منزلِ آخر تک
تھی دل کی تڑپ جن کی جتنی وہ لوگ وہیں تک پہونچے ہیں

جب فضلِ معاون ہوتا ہے ہوتی ہے رسائی منزل تک
قسمت میں پہونچنا تھا جن کی پائے شہِ دیں تک پہونچے ہیں

اللہ کی پہچاں آساں ہے مشکل ہے محمدؐ کا عرفاں
کامل ہیں وہی انساں بسملؔ جو ماہ مبیں تک پہونچے ہیں

میرے سرور محمدِ عربی　　جگ کے رہبر محمدِ عربی

شاہِ خاور محمدِ عربی　　بدرِ انور محمدِ عربی

نورِ ایزد ہیں شاہِ کون و مکاں　　حق کے مظہر محمدِ عربی

رحمتِ حق ہیں رحمتِ عالم　　فضلِ داور محمدِ عربی

وصفِ عالی ہے مدحتِ یزداں　　اے پیمبر محمدِ عربی

تم پہ ظاہر ہے تم پہ ظاہر ہے　　حالِ مضطر محمدِ عربی

اشک کب تک بہائے فرقت میں　　دیدۂ تر محمدِ عربی

سارے سلطان سر جھکاتے ہیں　　تیرے در پر محمدِ عربی

میں ازل سے ہوں آپ کا بسملؔ

ہے لبوں پر محمدِ عربی

دلِ انبیاء کا سرور آپ ہیں
رسولوں کی آنکھوں کا نور آپ ہیں

غلط ہے یہ کہنا کہ دور آپ ہیں
قریبِ رگِ جاں حضور آپ ہیں

ہے ہر سطر قرآں کی خود گواہ
حقیقت میں کتنے غیور آپ ہیں

نہیں دو جہاں میں مثال آپکی
خود اپنا ہی نور و ظہور آپ ہیں

ہوا "مَا عَرَفنَا" سے ظاہر یہی
محمدؐ سراپا شعور آپ ہیں

یہی ربط حق میں ہے اور آپ ہیں
جہاں حق وہاں پر ضرور آپ ہیں

نبیوں نے کی آپ کی اقتداء
نبیوں کے قائد ضرور آپ ہیں

کسی جا ہے ہیں انبیاء کے امام
کسی جا تجلّیِ طور آپ ہیں

بہ باطن ہیں بسملؔ کے دل میں نہاں
بظاہر نہایت ہی دور آپ ہیں

حق تعالیٰ کے شاہکار آجایئے دونوں عالم کے سرکارؐ آجایئے
بے کسوں کے مددگار آجایئے ہم غریبوں کے غمخوار آجایئے

اے شہِ برق رفتار آجایئے اے شہِ فیض آثار آجایئے
آنا لازم ہے سرکار آجایئے کم سے کم ایک ہی بار آجایئے

خوب ہے گرم بازار آجایئے لے کے رحمت کے دینار آجایئے
بک رہے ہیں گنہگار آجایئے آپ ہی ہیں خریدار آجایئے

یا قسیم الکرم یا جمیلَ الشیم یا وسیعَ الھمم یا شفیع الاُمم
شاہِ لوح و قلم حسن نورِ اتم سب ہیں مشتاق دیدار آجایئے

زلف والیل ہے رُخ ہے شمس الضحیٰ دست اقدس ہے دراصل دستِ خدا
ہاتھ پھیلا کے ٹھیرے ہیں سب بینوا دونوں عالم کے مختارؐ آجایئے

اشک جاری ہیں اور دے رہے ہیں صدا آپ داتا ہیں ہم آپکے ہیں گدا
ہم کو کیجئے ملاحت کا صدقہ عطا آپکے ہیں نمک خوار آجایئے

آسمان نبوت کے بدر مبیں ذکر ہے آپ کا وجہہ فیض و یقیں
پھر اندھیرے میں اب آگئی ہے زمیں پھر سے پھیلانے انوار آجایئے

وا ہیں اب تک تو آنکھیں طلبگار کی اب ضرورت ہے آقا کے دیدار کی
آرزو آخری ہے یہ بیمار کی دم لبوں پر ہے سرکارؐ آجایئے

کب تک آہیں بھرے کب تک آنسو پیئے اور کب تک تڑپتا ہوا یہ جیئے
آپ کے روئے پرنور کو دیکھنے کب سے بسمل ہے سرکارؐ آجایئے

ارضِ طیبہ سے آگیا کوئی
میرے من میں کہ سما گیا کوئی

جلوے اپنے دکھا کے عالم کو
ذوقِ جلوہ بڑھا گیا کوئی

دی جگہ عاصیوں کو دامن میں
رحمت اپنی دکھا گیا کوئی

نقشِ باطل مٹے زمانے کے
رنگِ حق یوں جما گیا کوئی

اپنے پروانے تاکہ آئیں قریب
شمع اپنی جلا گیا کوئی

حکمرانی دلوں پہ کی ایسی
سب کو اپنا بنا گیا کوئی

حق کا رستہ دکھا کے دنیا کو
ذوقِ وحدت بڑھا گیا کوئی

تشنگانِ جمال کو اپنے
آبِ کوثر پلا گیا کوئی

اپنی کملی کا ڈال کر سایہ
سب کے عصیاں چھپا گیا کوئی

اپنے کردار کی فضیلت سے
دونوں عالم پہ چھا گیا کوئی

کر کے بسملؔ کو سب سے بیگانہ
اپنا بسمل بنا گیا کوئی

خانۂ دل کو کوئی کعبہ بنائے تو سہی
اِس کو پھر یادِ محمدؐ سے سجائے تو سہی

خود کو آدابِ وفا پہلے سکھائے تو سہی
قابلِ عشقِ نبیؐ دل کو بنائے تو سہی

اس سے پہلے ہو یہاں جانِ بہاراں کا ورود
دل کو پھولوں سے محبت کے سجائے تو سہی

خود کی ہستی پہ بھی آقا کا گماں ہونے لگے
اپنی آنکھوں پہ جو پردے ہیں اٹھائے تو سہی

دل میں ہے کینہ تو پھر کیسے مدینہ وہ بنے
اس کو پہلے کوئی آئینہ بنائے تو سہی

عرش نے جن کے قدم چومے بصد عجز و نیاز
نقشِ پا اُن کا جبیں سائی کو پائے تو سہی

ذرہ ذرہ میں ہیں انوارِ محمدؐ پنہاں
آنکھ میں دید کا معیار یہ آئے تو سہی

وہ تو بے مثل ہیں خود اُن کے غلاموں کی نظیر
اچھے اچھوں سے کوئی ڈھونڈ کے لائے تو سہی

کم سے کم ہونے لگے اپنی ہی ہستی کی نفی
خود کو آقا میں کوئی اتنا سمائے تو سہی

اور کچھ بھی نہ نظر آئے تو غم کوئی نہیں
کم سے کم نزع میں آقا نظر آئے تو سہی

جس کی آنکھوں میں ہو بسملؔ شہِ طیبہ کا جمال
کوئی دنیا میں نظر اُس سے ملائے تو سہی
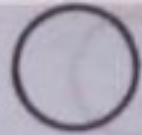
آپ ہیں بولتا قرآن رسولِ عربی
آپ پہ لایا ہوں ایمان رسولِ عربی

میرا دل اور مری جان رسولِ عربی
دونوں ہیں آپ پہ قربان رسولِ عربی

دیکھکر شکل محمدؐ میں خود اپنے جلوے
عرش والا بھی تو حیران رسولِ عربی

چشمِ رحمت کی ضرورت ہے رسولِ اکرم
سارا عالم ہے پریشان رسولِ عربی

دم نکل جائے مرا آپ کی چوکھٹ پہ حضورؐ
لو لگی ہے یہی ارمان رسولِ عربی

مدحتیں آپ کی ہر دم ہیں زبانِ حق پر
آپ کی شان ہے وہ شان رسولِ عربی

نام پاک آپ کا آیا ہے جو لب پر میرے
موت بھی ہو گئی آسان رسولِ عربی

اولیاء سارے ہیں سرکار ولایت کے مطیع
سارے نبیوں کے ہیں سلطان رسولِ عربی

تہی دامن درِ اقدس پہ چلا آیا ہے
بسملِ بے سر و سامان رسولِ عربی

کمالِ سیرتِ خیرالوریٰ کی بات کرو
جمالِ پاکِ رسولِ خدا کی بات کرو

خیالِ شمس پہ شمس الضحیٰ کی بات کرو
جو دیکھو بدر تو بدرالدجیٰ کی بات کرو

رضائے حق کو حقیقت میں ڈھونڈنے والو
یہ ذکرِ خیر ہے خیرالوریٰ کی بات کرو

وہ جس سے دیدہ و دل میں ہو روشنی پیدا
تم ایسے مظہرِ نورِ خدا کی بات کرو

"بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست"
خدا کے ساتھ رسولِ خدا کی بات کرو

خدا کے بعد محمدؐ ہیں ناخدائے جہاں
نہ بھول کر بھی کسی ناخدا کی بات کرو

قریب آنہ سکے گی کبھی کوئی مشکل
ہر ایک سانس پہ مشکل کشا کی بات کرو

خدا نے رحمتِ عالم کیا ہے خود جس کو
اُسی کریم کے لطف و عطا کی بات کرو

نہیں ہے کوئی تمہارا شفیع جن کے سوا
یہ کیا غضب ہے کہ تم ماسویٰ کی بات کرو

زباں و دل کی طہارت ہے نامِ پاک اُن کا
زباں کھُلے تو فقط مصطفےٰ کی بات کرو

خیالِ روزِ جزا میں ہوا جو میں بسمل
ندا یہ آئی شفیع الوریٰ کی بات کرو

احسان تمہارا یوں مجھ پر سلطانوں کے سلطاں ہو جائے
احساس تمہاری قربت کا نزدیکِ رگِ جاں ہو جائے

گر خانۂ دل میں شاہِ عرب تقدیر سے مہماں ہو جائے
اک بے خبرِ نورِ مطلق سرچشمۂ عرفاں ہو جائے

یہ مہر و مہ و انجم کیا ہیں ہم رتبۂ خاکِ پا بھی نہیں
تاثیر سے قدموں کی تیرے ہر ذرہ درخشاں ہو جائے

کہتے ہیں سبھی مدحت تیری ہوں فرش نشیں یا عرش نشیں
ذرّوں کو زباں گر مل جائے ہر ذرہ ثناء خواں ہو جائے

رسوائے زمانہ پر بھی اگر ہو جائے تمہاری ایک نظر
حیرت میں زمانہ رہ جائے وہ صاحبِ دوراں ہو جائے

یہ شرط ہے اپنی کشتی کو آقا کے حوالے ہم کر دیں
طوفان بھی ایسی حالت میں کشتی کا نگہباں ہو جائے

ہو جس کی زباں پہ نام ترا اور روح نکل جائے تن سے
اس شان سے مرنے والے پہ خود زیست بھی نازاں ہو جائے

اے کاش کبھی آئے جو ذرا طیبہ کی ہوا کا اک جھونکا
سرکارؐ کے دیوانوں کے لئے تسکین کا ساماں ہو جائے

رحمت کے خزانے سے اپنے دیتے ہیں وہ اتنا اے بسمل
کوتاہیِ داماں سے اپنی سائل ہی پشیماں ہو جائے

زباں میری محمدؐ کا بیاں ہے
خدا خود آج میرا ہم زباں ہے

جو حنا کی ہو اُسے قیدِ مکاں ہے
یہ بندشِ نورِ کامل کو کہاں ہے

نظر میں پست اسوقت آسماں ہے
نگاہوں میں نبیؐ کا آستاں ہے

پرے حسدِ تصور سے خزاں ہے
مدینہ کے چمن میں آشیاں ہے

خدا بھی ہے مرے سرکارؐ بھی ہیں
نہ جانے کون کس کا رازداں ہے

جہاں جھک جائے خود فرقِ اطاعت
یقیناً وہ نبیؐ کا آستاں ہے

جہاں ہر شئے میں ہیں انوارِ احمدؐ
وہاں اہل نظر کا امتحاں ہے

یقینی ہو گئی ہے رحمتِ حق
محمدؐ کا وسیلہ درمیاں ہے

ہے جس کی یاد وجہہِ بے قراری
اُسی کا ذکر بھی آرامِ جاں ہے

غلاموں کے لیئے ذاتِ گرامی
کرم کا ایک بحرِ بے کراں ہے

طفیلِ حضرتِ حسّانؓ بسملؔ
یہ عاصی بھی نبیؐ کا مدح خواں ہے

ہماری سرخ روئی اصل میں خونِ وفا سے ہے
ہمارا دل جو روشن ہے محمدؐ کی ولا سے ہے

جو ہیں وابستۂ دامن وظیفہ ہے یہی اُن کا
کہ رشتہ گوشتِ دل کا یا محمدؐ کی صدا سے ہے

پڑھی قرآں میں تفصیل جنت کی تو یہ سمجھا
فضائے خلد کو نسبت مدینہ کی فضا سے ہے

ہر اک ذی روح کے سینہ میں دل رکھا گیا لیکن
دل مومن جو ہے روشن محمدؐ کی ولا سے ہے

یہ نورِ اولیں بھی ہیں رسولِ آخری بھی ہیں
ہوا لا دل کی منزل کا تعلق انتہا سے ہے

ازل سے اشرف المخلوق ہم ہیں انکے صدقے میں
بشر کو یہ شرف حاصل محمد مصطفٰےؐ سے ہے

محمدؐ ہی کے پرتو سے درخشاں چاند تارے ہیں
منور ہے جو سورج وہ محمدؐ کی ضیا سے ہے

خدا کا شکر ہے ربطِ خصوصی عشقِ صادق میں
محمد مصطفٰے اصّلِ علیٰ روحی فدا سے ہے

بنایا ہے جبھی تو حق نے اُن کو راز داں بسمل
کہ لطف آشنائی بس محمدؐ آشنا سے ہے

صاف ہے تحریر یہ قوسین کے انوار میں
اذنِ اللہ ضم ہے اذنِ احمدِ مختار میں

یا محمدؐ یا محمدؐ ہے مرے وردِ زباں
کچھ عجب لذت ہے نامِ پاک کی تکرار میں

جب نظر کی سیرتِ اقدس پہ یہ عقدہ کھلا
بولتا قرآن ہے خود آپؐ کے کردار میں

عرض کرنے ہی سے پہلے سوچ لے عرضی گذار
ہو نہ کچھ سوئے ادب اپنے لبِ اظہار میں

خوبیاں اوروں میں جو ہیں انکا مجموعہ ہیں آپؐ
جمع کر دیں حق نے ساری خوبیاں سرکارؐ میں

آپ سر تا پا ہیں ایسا۔ حق کا آئینہ حضورؐ
حق کا ہے دیدار گویا آپ کے دیدار میں

یہ سکونِ قلب جنت میں بھی مل سکتا نہیں
یوں ہوا محسوس اُن کے سایۂ دیوار میں

دامنِ نسبت نہ چھوٹے کیسے ہی حالات ہوں
کام اسی سے بنتے ہیں ہر منزلِ دشوار میں

اُن کے رتبے ہیں سوا ہے بات ہی اُن کی جُدا
وہ جو بسمل ہو گئے عشقِ شہِ ابرار میں

ناز نیکی پہ نہ کچھ فخرِ عبادت مجھکو
آپ چاہیں گے تو مل جائیگی جنّت مجھکو

آپ کیا ہیں یہ سمجھ لوں بھی تو کہنا ہے محال
روکتا رہتا ہے قانونِ شریعت مجھکو

جسمِ اطہر کو نہ سایہ نہ کمر کو پٹکا
نظر آنے لگی اللہ کی قدرت مجھکو

اُس طرف ذات گرامی سے لطائف کا ظہور
اور اِدھر شانِ بشر ہے یہی حیرت مجھکو

فرش سے عرش کی رفعت کو دکھا سکتی ہے
میرے سرکار کی اک چشمِ عنایت مجھکو

پائے اقدس پہ جبیں دل میں خیالِ کعبہ
ربط و نسبت نے عطا کی یہ عبادت مجھکو

ذرّہ ذرّہ میں ہیں انوارِ محمدؐ پنہاں
نظر آتی ہے یہ اعجاز کی کثرت مجھکو

بختِ عکاشہؓ کی رفعت کا ہوا اندازہ
یاد آیا ہے جو یہ نازِ جسارت مجھکو

عرش نے جس کے قدم چومے یقیں ہے اس کا
ان کے دربار میں پہونچائیگی نسبت مجھکو

کر رہا ہوں مرے آقا کا تصور میں طواف
حج میں حاصل ہوئی اسطرح زیارت مجھکو

کس طرح ہوتا ہوں بسملؔ یہ دکھادوں اکبار
میرے آقاؐ سے جو مل جائے اجازت مجھکو
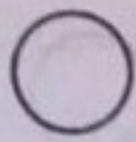
لباسِ بشر میں حقیقت کا پیکر حقیقت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
یہ عرفان بھی جو ہوا مجھکو حاصل وہ دولت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ہر اک سانس پر مستقل یاد آنا عنایت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
یہ دل کی لگن اور آنکھوں کی بارش عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

مدینہ دیارِ حبیب خدا ہے فلک سرنگوں ہے زمیں پر یہاں کی
یہاں کا ہے ہر ذرّہ رحمت بداماں یہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

فقط قرب قوسین ہے ایسی منزل جہاں عبد و رب کی ہے پہچان مشکل
شریعت یہیں ہے طریقت سے واصل حقیقت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

محمدؐ پہ صدقے شعورِ قیادت محمدؐ پہ قربان ہے ہر فراست
حدیبیہ کی صلحِ فتحِ مبیں میں سیاست نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

بیک وقت مخلوق و خالق سے واصل بیک وقت دونوں سے ہے ربط کامل
ہے کثرت میں وحدت ہے وحدت میں کثرت یہ حیرت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

نہیں یاد سے اُن کی اک لمحہ غافل مرے پاسِ انفاس میں ہیں وہ شامل
جو اک اضطرابِ مسلسل ہے بسملؔ وہ نسبت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

جب سے ہے وہ حسنِ متجلّیٰ مرے آگے
ہر وقت ہے تنویرِ منزّا مرے آگے

سلطانِ مدینہ کا ہے جلوہ مرے آگے
یا حُسنِ ازل کا ہے تماشا مرے آگے

رہتے ہیں مری جھولی میں ٹکڑے ترے در کے
اب ہیچ ہے ہر نعمتِ عظمیٰ مرے آگے

واللیل تصور میں ہے والشمس ہے دل میں
ہے شام و سحر اُن کا سراپا مرے آگے

سرکارِ مدینہ کا ہے اعلان سرِ حشر
"ہو سکتا نہیں کوئی بھی رسوا مرے آگے"

اُس پر ہے نظر جس کی دو عالم پہ نظر ہے
جادو کہاں چلتا ہے کسی کا مرے آگے

ہر گام پہ میرے لیئے ہم صورتِ رہبر
ہر وقت رہا آپ کا سایہ مرے آگے

ہر وقت مرے خانۂ دل میں جو مکیں ہے
ہر دم ہے وہی صاحبِ خانہ مرے آگے

میں اُن کا جو بسمل ہوں نوشتہ ہے ازل کا
آیا مری تقدیر کا لکھا مرے آگے

ہے نعت مبارک وردِ زباں اور کیفِ دو عالم طاری ہے
ہر نعتِ نبیؐ کا اک مصرعہ لاکھوں غزلوں پر بھاری ہے

سرکارِ مدینہ کی حق کو ہر ایک ادا جو پیاری ہے
اس امرِ حقیقت پر واللہ ہر لفظِ قرآں قاری ہے

اخلاص سے طیبہ جانے کی اب زوروں پر تیاری ہے
آقا کا اشارہ خادم کو بے شک حکم ربانی ہے

پھولوں کی طرح کھل جاتے ہیں سب داغ فراقِ سرورؐ میں
گلزار ہیں قلبِ عاشق کے فیضان کی یہ گل کاری ہے

وہ نورِ قدم اے صلِّ علیٰ ہے ارض و سما ہیں جس کی ضیاء
اپنا سا بشر جو اُن کو کہے وہ عقل سے بالکل عاری ہے

آنکھوں سے ربط و نسبت کی دیکھو تو عیاں ہو جائے گا
فیضانِ محمدؐ جاری تھا فیضانِ محمدؐ جاری ہے

ہر موڑ پہ دیں و دنیا کی رہبر ہیں نبیؐ کے نقشِ قدم
سرکار کی نسبت سے ہٹ کر ہر نقشِ عمل دیواری ہے

ایقان پہ قبضہ ہے اس کا ایماں میں حرارت ہے اس کی
عشقِ انا من نور اللہ کی دل میں جو دبی چنگاری ہے

مختاری آقا کا عالم کیا پوچھتے ہو کوتاہ نظرو
"قم" کہہ کے اٹھاتے ہیں مردے خدام کی یہ مختاری ہے

میدانِ حشر میں جانے کا دیدار کے قابل ہے منظر
سرکارِ دو عالم آگے ہیں اور پیچھے اُمت ساری ہے

دیوانہ نبیؐ کا ہے بسمل آتے ہیں تصور میں جو نبیؐ
گر جاتا ہے فوراً قدموں پر دیوانے کی یہ ہشیاری ہے

تو ہے جب اِن کا خریدار مدینہ والے
کیوں نہ بک جائیں گنہ گار مدینہ والے

اے شہِ دیں شہِ ابرار مدینہ والے
آپ ہیں رحمتِ غفار مدینہ والے

میرے آقا مرے سرکار مدینہ والے
تم پہ قربان ہوں سو بار مدینہ والے

دیر و کعبہ سے جدا ہے مری منزل اس وقت
تیری الفت میں ہوں سرشار مدینہ والے

تو دوا ہے مری اور تو ہی شفا ہے مری
میں فقط ہوں ترا بیمار مدینہ والے

کھینچ کر لائی ہے تقدیر درِ اقدس پر
ہوں میں صدقے کا طلبگار مدینہ والے

تیری رحمت کے بھروسہ پہ گنہ گار آیا
تیری مرضی مرے سرکار مدینہ والے

دونوں عالم کے عوض تیری گدائی لے لوں
تو ہے کونین کا مختار مدینہ والے

منہ چھپائے ہوئے آیا ہے رہے لاج اِس کی
تیرا بسملؔ ہے گنہ گار مدینہ والے

دامن پہ اشکِ ہجرِ نبیؐ ہیں پڑے ہوئے
موتی ٹکے ہوئے ہیں کہ ہیرے جڑے ہوئے

کیا کیجیے زباں پہ شریعت کی مہر ہے
ہیں ورنہ لفظِ مدح تو لب پہ اڑے ہوئے

وہ رحمتِ تمام ہیں آقائے نامدار
تیور نہ دشمنوں پہ بھی جن کے کڑے ہوئے

صدیوں سے یہ ہوا ہے کہ لے کر تمہارا نام
جو بھی گرے ہوئے تھے وہ اُٹھ کر کھڑے ہوئے

اپنا سا اک بشر جو سمجھ لیں حضورؐ کو
عقل و خرد پہ اُن کی ہے پتھر پڑے ہوئے

تشہیرِ اسمِ پاک محمدؐ کہاں نہیں
افلاک پر ہیں نام کے جھنڈے گڑے ہوئے

دورانِ نعت گوئی یہ فیضان بھی ہوا
اشعار آیتوں سے ہیں جیسے لڑے ہوئے

اے کاش قبلِ مرگ یہ منظر دکھائی دے
بالیں پہ میری صاحبِ عالم کھڑے ہوئے

ہو جن کو باغبانِ مدینہ سے انحراف
گلشن کی ہیں زکوٰۃ یہ تنکے جھڑے ہوئے

اپنا شمار کیا ہے کہ اقطاب و اولیاء
ہیں آستاں پہ صورتِ سائل کھڑے ہوئے

بسملؔ چلو تمہارے بھی حصہ کا جام ہے
سرکار آج ہیں لبِ کوثر کھڑے ہوئے
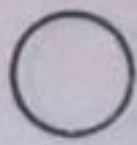
نبیؐ کا نام جب میں نے لیا ہے
مرا منھ موتیوں سے بھر گیا ہے

جو رُخ مجموعہ سو خورشید کا ہے
اُسے دیکھے یہ کس کا حوصلہ ہے

زبانِ پاک سے حق بولتا ہے
نبیؐ کا دست ہی دست خدا ہے

مجھے ایقان اِس کا ہو گیا ہے
مرا جو کچھ ہے وہ سب آپؐ کا ہے

قسم اللہ کی دونوں جہاں میں
رسول اللہ کا ہی آسرا ہے

ہیں مہر و ماہ جس کے زیرِ فرماں
وہی شمس الضحیٰ بدرالدجیٰ ہے

اُنھیں کے نام کا سکّہ چلے گا
ازل سے یہ خدا کا فیصلہ ہے

اُنھیں جس نام سے چاہو پکارو
نیازِ عشق میں سب کچھ روا ہے

نمی آنکھوں کی اور یہ دل کی دھڑکن
عطا ہے میرے آقا کی عطا ہے

نہیں ہے اور اصنافِ سخن میں
جو نعت پاک کہنے میں مزا ہے

نصیب اُس کے ہیں جس کا نام بسملؔ
محمدؐ کے غلاموں میں لکھا ہے

جن کی آنکھوں میں نمی پاؤں میں چھالے ہونگے
میرے سرکار کے وہ چاہنے والے ہونگے

جنکے سینوں میں مدینہ کے اُجالے ہونگے
اُنکے ہی ہاتھوں میں جنت کے قبالے ہونگے

جن کے دیدار کے مشتاق ہیں اہلِ محشر
وہ رسولِ عربی گیسوں والے ہونگے

نورِ مطلق کی ہے تفسیر نبیؐ کی صورت
سیرتِ پاک میں قرآں کے حوالے ہونگے

رہ گئے ہوں گے جو طیبہ میں یہاں سے جاکر
خوب ارمانِ دلی اپنے نکالے ہونگے

ہجر شہؐ میں مری فریاد کی ہوگی یہ روش
آگے آہیں مری پیچھے مرے نالے ہونگے

اُن کی توصیف میں تحریر کی کیا جراءت ہو
مدح میں جن کی جہاں بھر کے رسالے ہونگے

وہ جو ہو جاتے ناموس نبیؐ پر قرباں
اُن کے قربان میں وہ کیسے جیالے ہونگے

انبیاء ہوں گے جو معراج کی شب صف بستہ
پیشوائی کو فرشتوں کے رسالے ہونگے

تشنہ لب عاشقِ سرکار کے روزِ محشر
منتظر کوثر و تسنیم کے پیالے ہونگے

جن کے ہاتھوں میں ہیں دنیا کے خزانے بسمل
دین کی اُن کے تو انداز نرالے ہونگے

لقائے مصطفےٰ کی بات کیجے ضیائے مصطفےٰ کی بات کیجے

خدا سے مانگ کر الفاظِ مدحت ثنائے مصطفےٰ کی بات کیجے

شہنشاہوں کا چھوڑو ذکر پہلے گدائے مصطفےٰ کی بات کیجے

لوائے الحمد کو ہاتھوں میں لیکر لوائے مصطفےٰ کی بات کیجے

رضا یابی اگر رب کی ہے مقصود رضائے مصطفےٰ کی بات کیجے

دو عالم کی وہ دے سکتے ہیں ہر شئے عطائے مصطفےٰ کی بات کیجے

اویسی گفتگو کرنے سے پہلے قبائے مصطفےٰ کی بات کیجے

اگر ہیں گوش دل سننے کے قابل صدائے مصطفےٰ کی بات کیجے

چھپالیں گے نبیؐ امت کو اس میں ردائے مصطفےٰ کی بات کیجے

مریضِ عشق ہو جائے گا اچھا دوائے مصطفےٰ کی بات کیجے

کسی سے بات جو بھی کیجے بسمل
ولائے مصطفےٰ کی بات کیجے

خدائی جس کے قدموں پر فدا ہے
وہی انساں امام الانبیاء ہے

ہے طیبہ مسکنِ شاہ رسولاں
وہی تو کعبۂ اہلِ صفا ہے

جنابِ رحمۃ اللعٰلمین کا
قدِ بے سایہ ظلِّ کبریا ہے

محمدؐ کا ہے ایسا آستانہ
جہاں سر سے بھی پہلے دل جھکا ہے

یہی ہے ماعرفنا کا خلاصہ
خدا کا راستہ تم سے ملا ہے

نہیں ہے اور کچھ میری تمنا
مرے سرکار بس شوقِ لقا ہے

کہیں منھ پھیر لیں مجھ سے نہ آقا
یہی تو دل کو اک کھٹکا لگا ہے

قدم کی عرش تک آواز آئی
اک ایسا بھی غلام مصطفےٰ ہے

معاون بیکسوں کا مفلسوں کا
بتاؤ تو کوئی اُن کے سوا ہے

غلام اُن کے سمجھ سے جب ہیں باہر
تو اُس آقا کا پھر کیا پوچھنا ہے

اجی سرکار ازل ہی سے یہ بسملؔ
تمہارا ہے برا ہے یا بھلا ہے

سید الکونین کی میلاد ہے ہر طرف شورِ مبارک باد ہے

اے مرے فریاد رس فریاد ہے عشق دے اپنا کہ دل ناشاد ہے

شاہ یادوں کی اُنھیں کی یاد ہے وہ سلامت ہیں تو گھر آباد ہے

دھن میں جو اُن کی ہے وہ آباد ہے جو اُنھیں بھولا ہے وہ برباد ہے

جسکو کہتے ہیں کرم سرکار کا اصل میں وہ غیب کی امداد ہے

"اِنَّنِی فِی بَحْرِ غَمٍ مُغْرَقٍ" یا محمد حاجتِ امداد ہے

آپ ہی کی پیروی ہے حق رسی حق تعالیٰ کا یہی ارشاد ہے

جو سمجھتے ہیں اُنھیں مطلق بشر بولہب اُن کا قدیم استاد ہے

رحمۃ للعلمین کے فیض سے آنکھ روشن اور دل آباد ہے

کیا بتائیں گے وہ خود اپنا پتہ جن کو کوئے مصطفیٰ ہی یاد ہے

جب سے پابندِ غلامی ہو گیا
اُن کا بسمل ہر طرح آزاد ہے

باخبر ہیں اہل دل جینے کے اس معیار سے
ہے بقائے دل وِلائے احمدِ مختار سے

دین دنیا میں کبھی پھیلا نہیں تلوار سے
اس کو پھیلایا نبیؐ نے خوبیٔ کردار سے

بند ہیں آنکھیں سُرورِ لذتِ دیدار سے
دِل مُنوّر ہے ضیائے احمدِ مختار سے

اصل میں تم کیا ہو کوئی اس سے واقف ہی نہیں
سب نے دیکھا تم کو اپنی دید کے معیار سے

قصرِ دیں کی آپ کو تعمیر جو سونپی گئی
بڑھ گئی شانِ عمارت عظمتِ معمار سے

جن کی نظروں میں ہے ہر دم نقشِ پائے مصطفیٰ
ہر قوم آگے ہے اُن کا وقت کی رفتار سے

دل کی ہر دھڑکن میں رہ کر آنکھ سے پردہ ہے کیوں
پوچھ لینا چاہتا ہوں ایک دن سرکار سے

اللہ اللہ کی صدائیں جذب اُس میں ہو گئیں
یا محمد یا محمد جب کہا تکرار سے

لَا اِلٰہ کہہ کر نفی تو ہو گئی ہر چیز کی
ہے مگر تکمیلِ ایماں آپ کے اقرار سے

تشنہ کام اپنوں کو رکھنا ان کی عادت ہی نہیں
ساقیٔ کوثر ہیں واقف اپنے ہر میخوار سے

اور رشتۂ فضل مکاں ہے دولتِ نسبت ہے اور
دور بسمل رہ نہیں سکتا کبھی دربار سے

اسقدر تو ایماں کی آگہی ضروری ہے
جز نبیؐ کی الفت کے زندگی ادھوری ہے

اُن کے نور کا پرتو روشنی دو عالم کی
خود بھی نور پیکر ہیں آستاں بھی نوری ہے

قرب سے بھی سنتے ہیں دور سے بھی سنتے ہیں
گوشِ مصطفائیؐ میں قرب ہے نہ دوری ہے

ہے مقام خاص انکا شہ نشین وحدت میں
منتہائے سدرہ تو منزلِ عبوری ہے

رونقیں یہ سب انکی جوتیوں کا صدقہ ہے
مصطفیٰؐ کے قدموں میں کائنات ساری ہے

ہے نقوشِ نعلینی جس جگہ محمدؐ کے
اُس جگہ کا ہر ذرہ جلوہ گاہِ طوری ہے

میرے دل پہ قابض ہے الفت شہ یثرب
دل پہ قابض اے زاہد تیرے حُسنِ حوری ہے

یا نبیؐ کرم کیجے آپ کا یہ شیدائی
فطرتاً ہے شرمندہ عادتاً قصوری ہے

اُن پہ صدقہ ہونے کو چاہیئے قرینہ بھی
ٹھیر اے دل بسمل کیسی ناصبوری ہے

جو محمدؐ کو اپنا بناتے نہیں
وہ خدا سے بھی کچھ لینے پاتے نہیں

قلبِ جاری مقدر میں اُنکے کہاں
ہر نفس تم سے جو لو لگاتے نہیں

ارضِ طیبہ کے ذرّوں میں ہے جو چمک
مہر و انجم بھی یوں جگمگاتے نہیں

ملتے ہی مصطفیٰؐ سے نظر کیا ہوا
اپنی تیغ اب عمرؓ کیوں اُٹھاتے نہیں

جلوۂ مصطفیٰؐ کا پرستار ہوں
عام جلوے نظر میں سماتے نہیں

جن کی جھولی میں ٹکڑے ہیں سرکارؐ کے
ایسے سائل کسی در پہ جاتے نہیں

راہِ طیبہ پہ جو چلتے ہیں شوق سے
پاؤں اُن کے کبھی ڈگمگاتے نہیں

وضعدارانِ ہجرِ شہِ انبیاءؐ
اشک پیتے ہیں آنسو بہاتے نہیں

حاضری کیلئے پھر یہ بے چین ہے
اپنے بسملؔ کو پھر کیوں بلاتے نہیں

ساری دنیا کے جاہ و حشم یا نبیؐ — آپ کی خاکِ پا سے بھی کم یا نبیؐ

سوئے طیبہ رکھوں جب قدم یا نبیؐ — لب پہ میرے رہے دم بدم یا نبیؐ

تم ہو مہرِ عرب تم ہو بدرِ عجم — سر سے پا تم ہو نورِ قدم یا نبیؐ

تم دو عالم کے مالک ہو مختار ہو — ہیں تمہارے عرب اور عجم یا نبیؐ

آپ ہی لاج رکھیں گے دارین میں — ہم کو ہے بس اسی کا بھرم یا نبیؐ

سب کی جھولی ازل ہی سے بھرتی گئی — کب کسی کو دیا تم نے کم یا نبیؐ

مدح کا حق نہ پھر بھی ادا ہو سکا — تھک گئے سارے اہلِ قلم یا نبیؐ

اب تو للہ جلوہ دکھا دیجئے — آ گیا کھنچ کے آنکھوں میں دم یا نبیؐ

دہر کی سازشیں چاہے کتنی بھی ہوں — آپ ہیں پاسبانِ حرم یا نبیؐ

لوگ مجھ کو سمجھنے لگیں آپ کا — کیجئے اتنا کرم کم سے کم یا نبیؐ

قرب دامن سے ہے دور قدموں سے ہوں
ہے تمہارے یہ بسملؔ کو غم یا نبیؐ

ہر اک پھول میں تازگی دیکھتا ہوں
بہارِ دیارِ نبیؐ دیکھتا ہوں

نگاہوں نے ساقی کی ایسا پلایا
ہر اک چیز میں بیخودی دیکھتا ہوں

ہے آنکھوں کے اشکوں کی یہ مہربانی
جو اس دل کی کھیتی ہری دیکھتا ہوں

جھکا ہے زمانے کا سر جس کے آگے
وہاں حق کی جلوہ گری دیکھتا ہوں

ہے صدقہ یہ الفخرُ و فقری کا اُن کی
گدائی میں شاہنشہی دیکھتا ہوں

کرم ہی کرم کرتے ہیں خادموں پر
بڑی شان کی سروری دیکھتا ہوں

جبینیں جھکی ہیں جو در پہ تمہارے
میں اُن سب میں تابندگی دیکھتا ہوں

کرم آپ کا ہے تصور پہ میرے
جمال آپ کا یا نبیؐ دیکھتا ہوں

مدینہ کے ہر ایک ذرہ میں بسملؔ
خدا کی قسم روشنی دیکھتا ہوں

شمس ہے مظہرِ جلالی اُن کا — اور قمر پرتوِ جمال اُن کا

کتنا ذی شان ہے کمال اُن کا — قال جو ہے وہی ہے حال اُن کا

انبیاء اسلیئے حسین ہوئے — سب میں بانٹا گیا جمال اُن کا

یہ محمدؐ کا اوجِ برحق ہے — ربّ نے ٹالا نہیں سوال اُن کا

دشمنوں کو بھی کر دیا قائل — حسنِ سیرت میں اعتدال اُن کا

حسن پیکر ہیں سید الکونینؐ — نور پیکر ہے بال بال اُن کا

ہم کو دونوں جہاں میں کافی ہے — اسوہ پاک لازوال اُن کا

ہیں وہ دونوں صفات کے مظہر — ہے جلال اُن کا اور جمال اُن کا

پھول پھل بخشتا ہے دنیا کو — مزرعِ دیں سے ہر نہال اُن کا

سب سے بہتر ہے اُن کا ذکرِ جمیل — سب سے ارفع ہے ہر خیال اُن کا

بزم کونین اُن کی ہے بسمل
کیوں کہ ہے ربِّ ذوالجلال اُن کا

کوئی حق کا ایسا دلبر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا — کوئی تم سا نور پیکر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

ہوا شکمِ مصطفےٰ سے جسے وصلِ خاص حاصل — کوئی ایسا پاک پتھر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

کوئی بندہ مجھ سا عاصی نہیں دو جہاں میں آقا — کوئی تم سا بندہ پرور نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

وہ عروجِ لامکانی بہ کمالِ آدمیت — کوئی حق کا ایسا مظہر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

بہ فروغِ حُسنِ صورت بہ کمالِ حُسنِ سیرت — دو جہاں میں تم سے بہتر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

بجز اُس نبیؐ کے یارب کہ لقب ہے جنکا اُمّی — تری رحمتوں کا مصدر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

وہی وجہ کن فکاں ہیں وہی فخرِ انس و جاں ہیں — کوئی اُن سا پیغمبر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

ہوئے سرفراز حسانؓ جو منبر و ردا سے — کسی اور کا مقدر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

مجھے ناز ہے کہ میں بھی ہوں حضورؐ ہی کا بسملؔ
مجھے خوف روزِ محشر نہ ہوا نہ ہے نہ ہوگا

رسولوں کا سرتاج وہ کملی والا　　صداقت کا جس کی ہوا بول بالا

وہ عرفان والا وہ قرآن والا　　خدائی کو بخشا ہے جس نے اُجالا

نہیں جس کا کونین میں کوئی ثانی　　حلیمہؓ کی گودی نے اُسکو سنبھالا

وہ نورِ مجسّم نہ تھا جس کا سایہ　　وہ آیا جہاں میں عجب شان والا

نبوت کا خاتم وہ کوثر کا ساقی　　سخی دو جہاں کا بڑا بھولا بھالا

وہ ارقمؓ ہوں فاروقؓ ہوں یا ابوذرؓ　　ہوا وہ اُسی کا نظر جس پہ ڈالا

جدھر دیکھو اک نور ہی نور ہے اب　　مٹیں ظلمتیں ہو گیا ہے اُجالا

چھپانے گناہوں کو اُمت کی اپنے　　کملیہ کا اپنی کیا رنگ کالا

تجھے دیکھکر تیرا بسملؔ پکارے
مرا کملی والا مرا کملی والا

اک عاصیِ مطلق کے لب پر سرکار کی مدحت کیا کہیے
ہے ربطِ غلامی کا صدقہ کیا چیز ہے نسبت کیا کہیے

یادوں پہ ورم آیا ہے یہاں نازل ہوئی سورت کیا کہیے
محبوب ہے اپنے خود حق کو کتنی ہے محبت کیا کہیے

محشر میں شفاعت پر جنکی دراصل مدارِ رحمت ہے
دامن سے ہیں اُنکے وابستہ یہ خوبیٔ قسمت کیا کہیے

اُس رحمتِ عالم سے پل بھر دیکھی نہ گئی اِسکی حالت
کام آئے ہیں کتنے عاصی کے چند اشکِ ندامت کیا کہیے

یہ جسمِ دینِ محمدؐ کے دراصل عناصر اربعہ ہیں
اب چاروں صحابہ میں کس کو کس پہ ہے فضیلت کیا کہیے

کونین کا دل جس کو کہیے آرام یہاں وہ کرتا ہے
پھر خاکِ مدینہ کی قسمت! اور اسکی عظمت کیا کہیے

نام اُن کا کوئی جب لیتا ہے کھل جاتی ہیں اُسکی بند آنکھیں
کس منزلِ نسبت میں اب ہے بیمار کی حالت کیا کہیے

والشمس بھی ہے واللیل بھی ہے والنجم بھی جس پر صادق ہے
جلوہ جو نظر آئے اُس کا اُن آنکھوں کی قسمت کیا کہیے

قرآن کا مکمل آئینہ ہے چہرۂ انور آقاؐ کا
آنکھوں کی زباں اِس مصحف کی کرتی ہے تلاوت کیا کہیے

ملتے ہی نگاہیں دشمن بھی قدموں پہ جبیں رکھ دیتے ہیں
اعجازِ نظر کا یہ عالم یہ طرزِ حکومت کیا کہیے

جو کچھ ہے تڑپ اسکے دل میں فیضان ہے اُن کی نسبت کا
بسملؔ کو ہمیشہ آقاؐ کی کتنی ہے ضرورت کیا کہیے
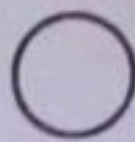
جس نے دیکھا آپ کو فوراً مسلماں ہو گیا
آپ کی چوکھٹ پہ جو پہونچا وہ ذیشاں ہو گیا

جاں ہوئی اُن پر تصدق قلب قرباں ہو گیا
یوں بہر صورت مری بخشش کا ساماں ہو گیا

ایک ذرّہ خاک پائے ناز سے ہو کر جدا
آسمانِ بے ستوں پر مہر تاباں ہو گیا

قبر کی تاریکیوں میں یاد جب آئے نبیؐ
یہ مرا داغِ جگر شمعِ فروزاں ہو گیا

آپ کے در کی گدائی جس کو آقا مل گئی
شاہِ شاہاں ہو گیا وہ شاہِ دوراں ہو گیا

بے قراری حد سے گزری ہجر میں جسدم مری
میں تصور پر مرے آقا کے قرباں ہو گیا

اپنے ہاتھوں سے بنا کر نور کی تصویر کو
اپنی صنعت پر مصوّر خود ہی حیراں ہو گیا

آپ کے قدموں کی قربت جب تصور میں ملی
اپنی قسمت پر دلِ بسملؔ بھی نازاں ہو گیا

مل گئے آقا تو کیا کیا مل گیا
دین و دنیا کا سہارا مل گیا

بندگی آخر ٹھکانے لگ گئی
بندۂ عاجز کو مولا مل گیا

جس پہ ہے قربان میری کائنات
دوستو ایسا وسیلہ مل گیا

اُن کے در کی بندگی کا فیض ہے
زندگی کا جو سلیقہ مل گیا

گنجِ قدرت ہے جو اُن کا آستاں
در سے اُن کے جو بھی مانگا مل گیا

بخت سے آقا لبِ کوثر ملے
تشنگی کے وقت دریا مل گیا

ابنِ مریم جس کے خود بیمار ہیں
ہم کو اک ایسا مسیحا مل گیا

کیا بڑھیں گے اب قدم سوئے حرم
راستے ہی میں مدینہ مل گیا

آبلے بسملؔ مزا دینے لگے
راہِ طیبہ میں جو صحرا مل گیا

نہ ہوگا کوئی جب وسیلہ تمہارا بجز شاہ والا تو پھر کیا کروگے
رسولِ مکرم کی چشمِ کرم کا نہ ہوگا اشارہ تو پھر کیا کروگے

بہت ناز تم کو جو تقویٰ پہ ہوگا حضوری میں حق کی وہ جب پیش ہوگا
اگر سارا دفتر تمہارے عمل کا ہوا پارہ پارہ تو پھر کیا کروگے

وہ شمس الضحیٰ ہیں وہ بدر الدجیٰ ہیں وہ صدر العلیٰ ہیں وہ نور الہدیٰ ہیں
جو دیکھوگے سرکارِ کونین کو ہر فضیلت میں یکتا تو پھر کیا کروگے

انھیں کے تو دَم کا ہے سارا نظارہ اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا
جدھر جاؤگے تم ملے گا انھیں کا تمہیں راج سارا تو پھر کیا کروگے

وہ محبوبِ ربّ ہیں وہ مطلوبِ ربّ ہیں وہ مقصودِ ربّ ہیں وہ مرغوبِ ربّ ہیں
پڑھوگے نہ جب تک لبِ قلب سے تم محمدؐ کا کلمہ تو پھر کیا کروگے

خدا کی عطا مصطفیٰؐ کی عطا ہے۔ خدا کی رضا مصطفیٰؐ کی رضا ہے
خدا و محمدؐ میں ہے ربط محکم ازل ہی سے ایسا تو پھر کیا کروگے

وہ نورِ قدم ہیں وہ نورِ اتم ہیں وہ نورِ حرم ہیں سراپا کرم ہیں
ملے گا نہ کم قسمتی سے جو تم کو نبیؐ کا اُجالا تو پھر کیا کروگے

نہیں کوئی ایسا ازل سے ابد تک ضرورت نہ ہو جس کو شاہِ اممؐ کی
جو آدم سے لیکر مسیح زماں تک وہی ہیں وسیلہ تو پھر کیا کروگے

فریبِ خرد کا ہے یہ بھی کرشمہ سمجھتے ہو لبسمل کو تم بے وسیلہ
بتاؤ تم اُس کو ملے گا نبیؐ کی وِلا کا سہارا تو پھر کیا کروگے

اللہ اللہ رے تری شان مدینہ والے
ہیں ملائک ترے دربان مدینہ والے

کشتیٔ دیں ہے بہ طوفان مدینہ والے
تو ہی اُس کا ہے نگہبان مدینہ والے

میرا دل اور مری جان مدینہ والے
تجھ پہ سو جان سے قربان مدینہ والے

وصف میں ہے تری یٰسین و مزمل طٰحٰہ
شاہد اِن سب کا ہے قرآن مدینہ والے

نوعِ انساں کو جو بخشی ہے حیاتِ روشن
تیرا عالم پہ ہے احسان مدینہ والے

میں پکاروں تجھے مشکل میں تو فوراً آجائے
اس قدر تجھ پہ ہے ایقان مدینہ والے

ڈوب سکتا نہیں طوفاں میں سفینہ میرا
ہاتھ میں ہے ترا دامان مدینہ والے

تیرے قدموں پہ نچھاور کر دوں ہستی اپنی
ہے مرے دل کا یہ ارمان مدینہ والے

تیرے بسملؔ کو ترے در کی گدائی جو ملے
وقت کا وہ بنے سلطان مدینہ والے

درِ مصطفیٰؐ پہ جو سر خم نہیں ہے
وہ سر فرقِ ابلیس سے کم نہیں ہے

وہ ربط اور نسبت جو محکم نہیں ہے
معظم نہیں ہے مکرم نہیں ہے

یہ دارالکرم بھی یہ ہے امن کا گھر
حقیقت میں یہ دارِ ارقم نہیں ہے

عطا کیجئے مجھکو اویسی تصدق
ابھی محویت کا وہ عالم نہیں ہے

نبیؐ کے غلاموں نے ایسا جھنجوڑا
حوادث میں اگلا سا دم خم نہیں ہے

کرم کیجئے دستگیرِ دو عالمؐ
ہوں بے آسرا کوئی ہمدم نہیں ہے

کھلے سے کھلے ہیں کرم کے دلائل
عنایت کا مفہوم مبہم نہیں ہے

مبارک ہو مجروحِ عشقِ محمدؐ
یہی زخم ممنونِ مرہم نہیں ہے

دنیٰ فتدلیٰ سے آقا عیاں ہے
خدا کا کوئی ایسا محرم نہیں ہے

جو ہیں کم نظر کم سمجھتے ہیں اسکو
ضیاءِ شمعِ سرور کی مدھم نہیں ہے

بنایا شہِ دیںؐ نے جو اپنا بسملؔ
بہت ہے بہت یہ کرم کم نہیں ہے
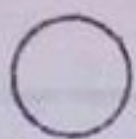
یوں تو سرکار کا ہر ایک تمنائی ہے
جس کی جنتی ہے نظر اتنا وہ شیدائی ہے

یا محمدؐ کی صدا کان میں جب آئی ہے
قلب نے میرے حیاتِ ابدی پائی ہے

اُن کی مدحت کیلئے لفظ کہاں ملتے ہیں
صرف اک حق کی زباں ہی میں یہ گویائی ہے

جن کو سرکار کے آنے کا وہاں ہوگا یقیں
وہ سمجھ سکتے نہیں قبر میں تنہائی ہے

اللہ اللہ کسی میں بھی نہیں ہے یہ وصف
مصطفٰےؐ کی بشریت میں بھی یکتائی ہے

عمر بھر جن کو نہ دیدار ہوا آقا کا نصیب
اُن کی آنکھیں ہیں نہ اُن آنکھوں میں بینائی ہے

ایسی منزل کہ جہاں جا نہ سکے خود جبریل
اُس جگہ طالب و مطلوب کی یکجائی ہے

اسکو "مِن نُورِی" کا عرفان ہوا ہے حاصل
جس نے بھی دولتِ عرفانِ نظر پائی ہے

ہو چکا ہوں میں ازل ہی سے تمہارا بسملؔ
یہ وہ دولت ہے جو اسلاف سے ہاتھ آئی ہے

جو ذکرِ مصطفیٰ سے دل کو گرمایا نہیں کرتے
کسی گوشہ میں دل کے روشنی پایا نہیں کرتے

نبیؐ کی آرزو پر انحصارِ زیست جن کا ہے
وہ پھر کوئی فریبِ آرزو کھایا نہیں کرتے

شعورِ دید اور تابِ نظر کی ہے کمی ورنہ
کسی بھی اپنے طالب کو وہ ترسایا نہیں کرتے

مقدر ساز ہوتا ہے نبیؐ کا آستاں سائل
یہاں سے ہاتھ خالی کوئی بھی جایا نہیں کرتے

انھیں طوفاں کے رخ کو موڑنا آتا ہے صدیوں سے
غلامانِ نبیؐ طوفاں سے گھبرایا نہیں کرتے

محبت سے نبیؐ کی دل کو انکے ربط ہے محکم
فریبوں سے مسلماں دل کو بہلایا نہیں کرتے

یہ فیضِ حسنِ نسبت ہے جو اُن کے در پہ جاتے ہیں
مرادیں لے کے آتے ہیں فقط آیا نہیں کرتے

سلاطینِ جہاں پاس اُن کے سائل بنکے آتے ہیں
غلامانِ محمدؐ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

مہ و اختر کی تابانی نبیؐ کے نور کا صدقہ
بجز اس کے وہ کوئی روشنی پایا نہیں کرتے

ظہورِ جلوہ کے آثار پر قربان ہوا ے دل
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

تڑپنے کی اجازت مانگنے سے پہلے ملتی ہے
وہ بسملؔ کو کبھی محروم لوٹایا نہیں کرتے

جو وحدتِ نظر کے ہے شایاں نظر میں ہے
وہ باغبانِ گلشنِ ایماں نظر میں ہے

قرآن دل میں صاحبِ قرآں نظر میں ہے
دارین کی حیات کا ساماں نظر میں ہے

قلب و نظر کے فیض میں کچھ فرق ہی نہیں
جب سے جمالِ فخرِ رسولاں نظر میں ہے

میں اپنی اس لطافتِ دیدار کے نثار
سایہ نہیں ہے جس کا وہ انساں نظر میں ہے

ایک بحرِ بے کنار کی انگڑائیوں میں ہوں
ساحل نگاہ میں ہے نہ طوفاں نظر میں ہے

نظروں کو ایک حسنِ مکمل کا ہے شعور
جب سے نبیؐ کا روئے درخشاں نظر میں ہے

اک وہ نظر میں کیا ہیں نظر میں ہے کائنات
ساری بساطِ عالمِ امکاں نظر میں ہے

آنکھوں پہ میری اسلیئے دل ہے مرا نثار
جس پر فدا ہے نور وہ سلطاں نظر میں ہے

بسملؔ تڑپ ہے دل میں تصور میں ہیں حضور
ہے دردِ دل میں درد کا درماں نظر میں ہے

جلوۂ ذات کو لیکر بشر آیا ہوگا
یا تو پھر عرش سے وہ خود اتر آیا ہوگا

سجدہ کرنے کو جبیں ہی نہیں دل جھکتا ہے
آپ کا نقش کفِ پا نظر آیا ہوگا

دل کھنچا جاتا ہے رہ رہ کے مدینہ کی طرف
میری فریاد میں کچھ تو اثر آیا ہوگا

آپ کی دید کا قسمت سے ملا جن کو شرف
اُن کو اللہ کا جلوہ نظر آیا ہوگا

دامنِ سرورِ دیں سے جسے دوری ہو جائے
خود وہ اللہ کی نظروں میں پر آیا ہوگا

دل میرا کرنے لگا گنبدِ خضرا کا طواف
کعبۂ دل اُسے شائد نظر آیا ہوگا

جن پہ ظاہر ہوا اَکملتُ لکُم کا مفہوم
اُن کی آنکھیں ہی نہیں دل بھی بھر آیا ہوگا

خود یہ بے ہوشی کا انداز بتاتے ہیں کلیمؔ
تم کو سرکار کا جلوہ نظر آیا ہوگا

حاضری روضہ پہ جب کی بھی ہوئی ہے بسمل
بے خبر بھی جو گیا باخبر آیا ہوگا

روز و شب محمدؐ کا جشن ہم منائیں گے
نام پر محمدؐ کے جان و تن لٹائیں گے

آپ یاد آتے ہیں آپ یاد آئیں گے
آپ جیسے آقا کو کیسے ہم بھلائیں گے

آستانِ عالی پر ذوقِ سجدہ ریزی میں
سر کے بل ہی جانا ہے سر کے بل ہی جائیں گے

دل میں نور بھر لیں گے انکی چشمِ نوری سے
نور والے قدموں پر لوٹ لوٹ جائیں گے

دیکھتے ہیں وہ سب کو قرب ہو کہ دوری ہو
سننے والے آقا کو حالِ دل سنائیں گے

فکرِ نارِ دوزخ سے مل گئی ہے آزادی
جب سے یہ سنا ہم نے آپ بخشوائیں گے

پاس اپنے جو کچھ ہے آپ ہی کا صدقہ ہے
آپ ہی دلائے ہیں آپ ہی دلائیں گے

نعت آپ کی لکھیں کیا مجال ہے اپنی
آپ نے لکھائی ہے آپ کو سنائیں گے

آرزو یہی دل میں ہے بسی ہوئی بسملؔ
اب کے جا کے طیبہ کو لوٹ کر نہ آئیں گے

حسنِ ازل کے محرمِ اسرار کی طرح
کس نے خدا کو دیکھا ہے سرکارؐ کی طرح

امت کے حق میں مونس و غمخوار کی طرح
آقا کسی کا ہے مرے سرکارؐ کی طرح

عرشِ بریں پہ کون بشر رکھ سکا قدم
بتلاؤ کون ہے شہِ ابرارؐ کی طرح

سرکار کی نگاہِ کرم اس پہ پڑ گئی
جو سر نگوں کھڑا تھا گنہ گار کی طرح

اللہ رے سرورِ مئے الفتِ نبیؐ
اٹھا ہوں روزِ حشر بھی سرشار کی طرح

اب تو جمالِ پاک دکھا دیجیے حضورؐ
آنکھوں میں دم ہے حسرتِ دیدار کی طرح

انعام کا حضورؐ کے میں بھی ہوں مستحق
میں بھی کھڑا ہوں خادمِ دربار کی طرح

جس نے حضورؐ ہی کو وسیلہ بنا لیا
پھر کیوں رہے وہ بے کس و ناچار کی طرح

آئی ہے یادِ کوئے مدینہ جو بار بار
دل ٹوٹتا ہے سایۂ دیوار کی طرح

داتا مرے حضورؐ ہیں میں سائلِ حضورؐ
پھر کیوں نہ مانگوں آپ سے حقدار کی طرح

یادِ نبیؐ میں رات جو بسمل میں ہو گیا
دل جاگ اٹھا ہے طالعِ بیدار کی طرح

مدینہ کے گلی کوچوں سے آتی ہے صدا اب بھی
چلے آؤ درِ فیضِ رسالت ہے کھلا اب بھی

غلاموں سے تمہارے یوں تو ہوتی ہے خطا اب بھی
مگر تم کرتے جاتے ہو خطاؤں پر عطا اب بھی

تمہارے نام پر قربان کرتے ہیں یہ جان و دل
ہے آقا یہ غلاموں میں تمہارے حوصلہ اب بھی

تمہارے نقشِ پا کی پیروی ضامن ہے منزل کی
اسی رستے سے ملتی ہے ہمیں راہِ خدا اب بھی

محبت سیدِ کونین کی اک جزوِ ایماں ہے
وہ اسکا چاہنے والوں کو دیتے ہیں صلہ اب بھی

درِ سرکار پہ چل کر اٹھالو اپنی قسمت کا
کرم کی بھیک دیتے ہیں محمد مصطفٰی اب بھی

ولایت اصل میں حاصل ہے انکے ربط و نسبت کا
نبوت سے ولایت کا ہے محکم سلسلہ اب بھی

بظاہر کتنے ہی نقش آج تک ابھرے ہیں ابھریں گے
انھیں کے نقشِ پا سے ہیں نگاہیں آشنا اب بھی

خیالِ گنبدِ خضرا ہی جینے کا سہارا ہے
سکونِ قلب کا ساماں ہے نامِ مصطفٰی اب بھی

شعورِ دید کی دولت نہیں ہے عام اے اسمٰعیل
نگاہِ اہلِ دل میں ہے جمالِ مصطفٰی اب بھی

پڑھے گا گر خلوصِ دل سے تو صلِّ علیٰ بسمل
ترے کانوں میں آئے گی صدائے مرحبا اب بھی

لے رہا ہوں میں زبانِ دل سے نامِ مصطفیٰؐ
المدد اے مقتضائے احترامِ مصطفیٰؐ

جن کو حاصل ہے شعورِ احترامِ مصطفیٰؐ
وہ ہمیشہ با وضو لیتے ہیں نامِ مصطفیٰؐ

یہ سمجھ لو مِل گئے سارے مقاماتِ سلوک
دل جو بن جائے حقیقت میں مقامِ مصطفیٰؐ

سیرتِ اصحابؓ پر جن کی نظر ہر وقت ہے
اُن میں آ جاتے ہیں اوصافِ غلامِ مصطفیٰؐ

اُس قدر دشوار ہو جاتا ہے مدحت کا مقام
جس قدر ہوتا ہے عرفانِ مقامِ مصطفیٰؐ

مشکلوں میں سینکڑوں کی تجھ پہ ہوتی ہے نظر
اللہ اللہ تیری عظمت اے غلامِ مصطفیٰؐ

یہ نہ ہوں تو عبد و ربّ میں ربط ممکن ہی نہیں
درمیانِ عبد و ربّ یہ ہے مقامِ مصطفیٰؐ

رازدانِ حق ہیں یہ اور حق ہے اُن کا رازداں
غیر ممکن ہے بشر سمجھے مقامِ مصطفیٰؐ

"با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار"
ہوش والوں نے یہ سمجھا ہے مقامِ مصطفیٰؐ

جس قدر اپنی نظر کو آپ اونچی کیجئے
اور اونچا اس سے ہوتا ہے مقامِ مصطفیٰؐ

حشر میں آئے گا بسملؔ وہ بھی ایسی شان سے
ہاتھ میں دامن رہیگا لب پہ نامِ مصطفیٰؐ

جس پہ سرکارِ دو عالم کی نظر رہتی ہے
بالیقیں رحمتِ حق اُسکے ہی گھر رہتی ہے

محویت ہوتی ہے جب دید میں آقا کی نصیب
نہ کسی کی نہ تو خود اپنی خبر رہتی ہے

جذب ہو جائے جبیں درمیں شہِ طیبہ کے
دل میں حسرت یہی اب شام و سحر رہتی ہے

اُن سے بڑھکر ہے بھلا کون دو عالم میں سخی
اُن کے در پہ تو خدائی کی نظر رہتی ہے

یا نبیؐ اب نگہہِ لطف و کرم فرمانا
بارِ عصیاں سے پشیمان نظر رہتی ہے

منتظر رہتا ہوں میں اذنِ حضوری کا مگر
آرزو پہلے سے خود گرمِ سفر رہتی ہے

ہم کرم سے نہیں اس واسطے مایوس حضورؐ
شبِ تاریک میں پوشیدہ سحر رہتی ہے

مانگتا ہے جو وسیلہ سے شہِ طیبہ کے
ہر دُعا ایسے کی پابند اثر رہتی ہے

یہ ازل سے ہے رہے گا بھی ابد تک قائم
تم جدھر رہتے ہو قدرت بھی اُدھر رہتی ہے

محفل نعت ہے یہ اس میں تعجب نہ کرو
"طلع البدر" کی آواز اگر رہتی ہے

سیدی آنکھیں بچھانے کیلئے بسمل ہوں
آپ کی راہ گذر پیش نظر رہتی ہے

گذرا جدھر وہ حُسن کا پیکر زمین پر
آیا نظر نہ سایۂ اطہر زمین پر

حسانؓ مدح خوانی کو منبر نشین ہیں
بیٹھا ہوا ہے صاحبِ منبر زمین پر

آیا نظر تمہارا جہاں نقشِ پا انھیں
جبریلؑ نے بچھائے وہاں پر زمین پر

جب آسمان پر بھی نہیں جز خدا کوئی
پھر کون ہوگا آپ سے بڑھ کر زمین پر

جب سے ہوں آستانِ محمدؐ پہ سجدہ ریز
میرا دماغ عرش پہ ہے سر زمین پر

سرکارؐ کے پسینہ کا آیا ہے جب خیال
آئی ہوا بھی ہو کے معطر زمین پر

ہو جس کو دیکھ کر ہمیں عرفانِ حُسنِ ذات
بھیجا گیا وہ حُسن کا پیکر زمین پر

قسمت سے مل گئی ہے جنھیں جنت البقیع
اک گھر ہے اُن کا خلد میں اک گھر زمین پر

لوٹے حضورؐ عرش سے بسمل تو یہ ہوا
معراج آ گئی ہے پلٹ کر زمین پر

نئے انداز سے کثرت میں وحدت کے کرشمے ہیں
میرے آقا کے منشا میں مشیت کے کرشمے ہیں

منوّر ہے جہاں جو دین کے انوارِ برحق سے
"انا من نور" کی پاکیزہ سیرت کے کرشمے ہیں

اُدھر خالق بھی ہے شیدا اِدھر مخلوق بھی قرباں
محمد مصطفیٰ کی جامعیّت کے کرشمے ہیں

گنہ گارانِ اُمت مطمئن ہیں جو شفاعت سے
رسولِ ہاشمی کی چشمِ رحمت کے کرشمے ہیں

ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
یہ سب اے دستِ قدرت تیری قدرت کے کرشمے ہیں

جو اُن کے ساتھ بیٹھا ہو کے وہ کامل اُٹھا ہمدم
یہ خدامِ نبیؐ کی فیضِ صحبت کے کرشمے ہیں

صحابہؓ سے سنو ایسا حسیں آیا نہ آئے گا
حسینوں کی کشش اُسکی ملاحت کے کرشمے ہیں

ہوا ہے چاند دو ٹکڑے تو سورج بھی پلٹ آیا
یہ سب محبوبِ داور کی اشارت کے کرشمے ہیں

غلاموں میں کیا شامل بنایا اپنا بسملؔ بھی
یہ سب عزّ و شرف صرف اُن کی مدحت کے کرشمے ہیں

سرکارؐ کی وِلا کا مزا کچھ نہ پوچھیئے
کیا کیا ہوا ہے در سے عطا کچھ نہ پوچھیئے

حسانؓ کا مقامِ رسا کچھ نہ پوچھیئے
مدحت کا کیا ملا ہے صلہ کچھ نہ پوچھیئے

فردوسِ ارض گنبدِ خضرا ہے اصل میں
کیا کیا دل و نظر کو ملا کچھ نہ پوچھیئے

بے چارگی میں جب بھی صدا دی حضورؐ کو
سامان غیب سے جو ہوا کچھ نہ پوچھیئے

عشقِ نبیؐ میں جس کو نہیں ہے خود اپنا ہوش
اُس کا مقام اُس کا پتہ کچھ نہ پوچھیئے

اک اصطلاحِ راز ہے "او ادنیٰ" اصل میں
دراصل قرب کتنا رہا کچھ نہ پوچھیئے

زاہد کی مانگ خلد مرا مدعا حضورؐ
کس کی ہوئی قبول دُعا کچھ نہ پوچھیئے

ہاتھ اُٹھے ہیں دعا کو نظر میں حضورؐ ہیں
ایسے میں پھر مقامِ دُعا کچھ نہ پوچھیئے

بسملؔ ہے ربطِ خاص جنھیں شاہِ دیںؐ سے
نسبت کا اُن کی آپ مزا کچھ نہ پوچھیئے

اک بشر کے روپ میں اللہ کی قدرت ہو تم
عالم کثرت میں آ کر مظہرِ وحدت ہو تم

سب ہیں "من نوری" کے جلوے تا زمین و آسماں
فرش کی رونق ہے تم سے عرش کی زینت ہو تم

منزل سدرہ پہ ہیں جبرئیل تم قوسین پہ
خود ملائک کیلئے بھی موجب حیرت ہو تم

تم سے نسبت پہ ہماری قسمتوں کا انحصار
ہم گنہگاروں کے حق میں حاصلِ قسمت ہو تم

حکم ہے اصحاب کو "لاترفعوا اصواتکم"
کس قدر حق کی نظر میں قابلِ عظمت ہو تم

جس کی بخشش کا کوئی محشر میں امکاں ہی نہ ہو
ایسے عاصی کیلئے اک آخری صورت ہو تم

روز محشر یہ چلا دامن تمہارا تھام کر
اپنے بسمل کیلئے پروانۂ جنت ہو تم

آگیا لب پہ نام حضرتؐ کا
وقت آیا ہے جب مصیبت کا

آپ کو ہم کچھ اور کہہ دیتے
خوف ہوتا نہ گر شریعت کا

آپ کا اے حضورؐ کیا کہنا
نور سرتا قدم ہیں وحدت کا

مصطفیؐ کو جنھوں نے دیکھا ہے
پوچھنا کیا ہے اُن کی قسمت کا

جو نبیؐ کا نہیں کہیں کا نہیں
ہے وہ دوزخ کا اور نہ جنت کا

جس کو قرآن ہم سمجھتے ہیں
آئینہ ہے نبیؐ کی سیرت کا

اپنی اپنی نظر پہ ہے موقوف
انکشاف آپؐ کی حقیقت کا

سب کو اپنی پڑی ہے محشر میں
آپؐ کو ہے خیال امت کا

رہرو جادۂ جمالِ نبیؐ
ہے یہاں ہر مقام حیرت کا

حق تو یہ ہے کسی سے ابتک بھی
حق ادا ہو سکا نہ مدحت کا

جس کے نعلین عرش پر بسملؔ
پوچھنا کیا ہے اُس کی عظمت کا

برقِ تپاں کسی کو جلائے نہ پھر کبھی
طیبہ میں آکے طور پہ جائے نہ پھر کبھی

اے عینِ حسنِ ذات تجھے دیکھنے کے بعد
نظروں میں میری کوئی سمائے نہ پھر کبھی

سنگِ درِ نبیؐ میں ہے واللہ وہ کشش
جو اک بار آئے تو جائے نہ پھر کبھی

دوزخ کی سمت دیکھ لیں اک بار گر حضورؐ
امت کو آپ کی وہ جلائے نہ پھر کبھی

اسوہ اگر حضورؐ کا پیشِ نظر رہے
مظلوم کو زمانہ ستائے نہ پھر کبھی

جس کو نماز میں ملے دہلیزِ مصطفٰےؐ
سجدے سے اپنا سر وہ اٹھائے نہ پھر کبھی

جو بھی حضورؐ آپ کی نظروں سے گر گیا
کوئی گلے سے اس کو لگائے نہ پھر کبھی

دیکھا ہے تو نے حال عدو کا رسولؐ کے
ایسا سماں خدایا دکھائے نہ پھر کبھی

اے قلب کر حفاظتِ حُبِّ رسولِ پاک
نعمت اگر یہ جائے تو پائے نہ پھر کبھی

جائے مدینہ اب کے جو بسمل تو اے خدا
دوبارہ لوٹ کے یہاں آئے نہ پھر کبھی

عاصیوں کو حشر میں کیا چاہیئے — یا نبی دامن تمہارا چاہیئے

دینے والے کو ہے کس شئے کی کمی — مانگنے کا بھی سلیقہ چاہیئے

یا محمد کی صدا آنے لگے — دل کی دھڑکن میں یہ ہونا چاہیئے

ہر جگہ نورِ محمد ہے مگر — آنکھ میں بھی نور ہونا چاہیئے

سب وسیلے خود بخود مل جائیں گے — صرف آقا کا وسیلہ چاہیئے

اصل میں قرآں سمجھنے کیلئے — اُن کی سیرت کو سمجھنا چاہیئے

آرزو مندِ زیات کیلئے — جذبۂ صادق بھی ہونا چاہیئے

ہو ولائے مصطفٰے جزوِ حیات — کم سے کم اتنا تو ہونا چاہیئے

مِل گیا آقا کا بسمل آسرا
تجھ کو پھر کس کا سہارا چاہیئے

گدائے چاکرِ سرکارِ ختم المرسلیں ہو جا — فدائے روضۂ محبوبِ ربُّ العلمیں ہو جا

میسر ہے یہاں درمانِ دردِ ناشکیبائی — سراپا درد بن جا پیکرِ صدق و یقیں ہو جا

تقرب چاہیئے گر سیدِ عالم و آدم کا — قدومِ پاکِ خاصانِ شہِ دیں کے قریں ہو جا

مدارِ دین و دنیا ہے ولائے صاحبِ اسریٰ — اُنھیں تو دل نشیں کر حاملِ عرشِ بریں ہو جا

غبارِ راہِ طیبہ سرمۂ اہلِ بصیرت ہے — یہاں اخلاص سے تو محوِ سجدہ اے جبیں ہو جا

وہی ہیں حامد و محمود و شاہد واجد و موجود — اُنھیں سے ربط پیدا کر اُنھیں کا خوشہ چیں ہو جا

دکھا کر اُسکی صورت دید کا میں جبکی طالب ہوں — ارے علم الیقیں بہرِ خدا عین الیقیں ہو جا

محیطِ جزو کلُ انوارِ رحمت ہیں تو پھر اے دل — جو ہیں ایسی فضائیں تو بھی اُن کا ہم نشیں ہو جا

تمازتِ آفتابِ حشر کی بڑھ جائے جب بسملؔ
تو زیرِ سایۂ دامانِ ختم المرسلیں ہو جا

نتیجہ ہے یہ زاہد اپنی اپنی حسنِ نیت کا
تجھے ارمان جنت کا مجھے ارمان حضرت کا

نہیں ملتا کوئی اس شان کا ایسی فضیلت کا
محمدؐ آخری معیار ہیں انساں کی عظمت کا

خدا نے جذبۂ قلبِ اویسیؓ جن کو بخشا ہے
مزا کچھ پوچھیے اُن سے محمدؐ کی محبت کا

نگاہِ مصطفٰےؐ نے بخت لاکھوں کے بدل ڈالے
نظر ہو جس طرف اُن کی اُدھر ہے رُخ مشیت کا

غمِ ہستی میں، مرقد میں، دمِ پرسش قیامت میں
ہر اک منزل میں کام آیا سہارا تم سے نسبت کا

کہاں فہمِ بشر کی ہے رسائی اس بلندی تک
صفاتِ حق کا آئینہ ہر اک پہلو ہے سیرت کا

جمالِ مصطفٰےؐ کی آرزو جس وقت کرتا ہوں
نظر والے تماشہ دیکھتے ہیں میری حیرت کا

شعورِ زندگی حاصل ہے جنکو اُن کی نظروں میں
متاعِ زندگی ہے ایک لمحہ تم سے قربت کا

گنہ گارانِ امت بس اسی کے بل پہ جیتے ہیں
کہ ہے احساس آقاؐ کو گنہ گارانِ اُمت کا

یہی تو دیکھ کر حق نے نبوت ختم کی تم پر
مقام اب اس سے اونچا ہو نہیں سکتا نبوت کا

قیامت میں سبھی کو اپنی اپنی فکر ہے بسمل
خیال ایسے میں بھی ہے مصطفٰےؐ کو اپنی اُمت کا

درسِ قرآں ہے وِلائے رحمۃ للعٰلمیںؐ
حق کا منشاء ہے ثنائے رحمۃ للعٰلمیںؐ

نورِ مطلق ہے بجائے رحمۃ للعٰلمیںؐ
ہے لقائے حق لقائے رحمۃ للعٰلمیںؐ

اے رضا جوئے خدا یا تو رضا جوئے خدا
ہے رضائے حق رضائے رحمۃ للعٰلمیںؐ

کر دیا اپنے گدا کو تو نے سب سے بے نیاز
تیرے قرباں اے عطائے رحمۃ للعٰلمیںؐ

تیرے بندے ہیں ترے محبوب کی اُمت میں ہیں
رحم کر ہم پر برائے رحمۃ للعٰلمیںؐ

سینکڑوں کی فیض یابی اُسکے دستِ فیض سے
رشکِ سلطاں ہے گدائے رحمۃ للعٰلمیںؐ

خود وہ ظلّ اللہ کے فیضان سے محروم ہے
جو نہیں زیرِ لوائے رحمۃ للعٰلمیںؐ

ہیں ثنا سا اُسکے خود بھی حضرتِ روح الامیںؑ
وہ جو خود ہے آشنائے رحمۃ للعٰلمیںؐ

صرف ہے انکا کرم ورنہ کہاں وہ میں کہاں
مجھ سا عاصی اور ثنائے رحمۃ للعٰلمیںؐ

ہم جو ہیں تیرے نہ گھبرا گردشِ ایام سے
آئی کانوں میں صدائے رحمۃ للعٰلمیںؐ

ہے بہت کافی یہ بسمل کے تعارف کے لیئے
گردِ کوئے خاکِ پائے رحمۃ للعٰلمیںؐ

مآلِ حسرت و ارماں جو ہو گا دیکھا جائیگا
مدینہ چل تو اے ناداں جو ہو گا دیکھا جائے گا

سرِ محشر مری نسبت نے یہ آواز دی مجھکو
نبیؐ کا تھام لے داماں جو ہو گا دیکھا جائے گا

بس اتنا جانتے ہیں اُنسے نسبت ہے تو سب کچھ ہے
ہماری زیست کا عنواں جو ہو گا دیکھا جائے گا

ہر اک سیلِ حوادث میں زباں پر یا محمدؐ ہے
اور اس پر بھی کوئی طوفاں جو ہو گا دیکھا جائے گا

عقیدت مثلِ محمّ سن کر بھی منزل سے نہیں ہٹتی
کوئی اس شان کا انساں جو ہو گا دیکھا جائے گا

گناہ کچھ بھی سہی تیرے یقیں رکھ اُنکی نسبت پر
مآلِ دفترِ عصیاں جو ہو گا دیکھا جائے گا

مئے حُبِ نبی جتنی بھی پی سکتا ہے پیتا جا
تری پرسش کا پھر ساماں جو ہو گا دیکھا جائے گا

تڑپ کر ہجر میں اُنکے صدا دے اِس طرح اُنکو
بلانے کا تجھے ساماں جو ہو گا دیکھا جائے گا

مدینہ جا تو بسمل قلب میں دردِ ولا لے کر
وہاں اس درد کا درماں جو ہو گا دیکھا جائے گا

سورج کو اشارہ ہو تو رستے سے پلٹ جائے
چاند آپ کے اک حکم پہ دو نصف میں بٹ جائے

قدموں سے جب آقا کے گنہگار لپٹ جائے
عصیاں کا جو دریا بھی ہو اسوقت تو پٹ جائے

سائل جو حقیقی ہو تو ممکن ہی نہیں ہے
سرکار کے دربار سے محروم پلٹ جائے

خورشید بھی شرمانے لگے جس کی ضیاء سے
ذرہ جو کفِ پائے محمد سے چمٹ جائے

ممکن نہیں پھر بھی ہو ادا حقِ غلامی
یادِ شہِ لولاک میں گر عمر بھی کٹ جائے

وابستہ کیا ہے ہمیں قسمت نے اُسی سے
جو ہم کو بچانے کیلئے حشر میں ڈٹ جائے

جب تک ہے دہن لب پہ رہے نامِ محمدؐ
اس اسمِ مقدس کی نہ منہ سے کبھی رٹ جائے

اک رحمتِ عالم ہیں وہ اے منکرو ورنہ
اک پل میں بساطِ شرِ باطل ہی پلٹ جائے

حائل ہیں مدینہ میں شریعت کے پجاری
دل چاہتا ہے روضہ کی جالی سے لپٹ جائے

آقا کو صدا دیتے ہوئے دوڑے جو عاصی
زاہد کو ملا حکم کہ وہ راہ سے ہٹ جائے

ہو جائے جو اک چشمِ عنایت کا اشارہ
بسمل تیری تقدیر کا پانسہ ہی پلٹ جائے

ہو در اصل جس پر عنایت تمہاری
خدا اُس کو دیتا ہے الفت تمہاری

مکمل ہے کچھ ایسی سیرت تمہاری
ہے دشمن کے بھی دل میں عظمت تمہاری

خدا اُس کو رسوا نہیں ہونے دیتا
عجب چیز ہوتی ہے نسبت تمہاری

اسے عاصیوں کا ہی دل جانتا ہے
ہے ان پر جو لطف و عنایت تمہاری

وہ ہیں بے نیازِ متاعِ دو عالم
جنھیں مل گئی ہے محبت تمہاری

بشر کیا بشر کی بساطِ خرد کیا
سمجھ سے ہے باہر حقیقت تمہاری

خدائی بھی اُن کی خدا بھی ہے اُن کا
دلوں میں ہے جن کے محبت تمہاری

شعورِ نظر ہو جو وقتِ تلاوت
نظر آئے قرآں میں صورت تمہاری

ازل سے ہے سرکار بسمل تمہارا
اسے بھی تو حاصل ہے نسبت تمہاری

آنکھیں ہیں اُسکی اُس کی نظر ہے　　جس کی نظر میں خیر البشر ہے

نعلینِ اقدس بھی عرش پر ہے　　رتبہ تمہارا چیزِ دِگر ہے

اک اک ادا میں شانِ حقیقت　　کہنے کو یوں تو وہ بھی بشر ہے

پتھر بندھے ہیں اُن کے شکم پر　　ٹکڑوں پہ جن کے سب کی گذر ہے

آنکھوں کے رستے آجا و دل میں　　آنکھیں بچھی ہیں یہ رہگذر ہے

اُس کا نہیں ہے کوئی ٹھکانہ　　اُن سے جو چھوٹا وہ دربدر ہے

عشقِ محمدؐ میں اے مرنے والو　　بے شک تمہارا جنت میں گھر ہے

جو پیشوا ہے کُل انبیاء کا　　قسمت سے اپنا وہ راہبر ہے

صورت کو اُن کی جلوں کو اُن کے　　تشبیہہ کیا دوں شکِ قمر ہے

یہ تو ازل سے مسلک ہے اُس کا
قربان بسمل سرکار پہ ہے

زلف والّیلِ مصطفےٰ رہ رہ کے یاد آتے رہے
اہلِ دل واللیل اور والشمس دہراتے رہے

دیدنی تھی ہم کلامی منزلِ قوسین پر
خود خدا سنتا رہا اور آپ فرماتے رہے

ہو گئی گویا محمدؐ کی زباں حق کی زباں
جو خدا کہتا رہا وہ آپ فرماتے رہے

جب ہوا ارشادِ من رآنی کا آنکھوں کو شعور
جس طرف دیکھا محمدؐ ہی نظر آتے رہے

ہوں وہ صدیقؓ و عمرؓ یا ہوں وہ عثمانؓ و علیؓ
راست سرکارِ رسل سے فیض سب پاتے رہے

یاد فرماؤ گے تم قدموں میں رہنے کیلئے
بس اِسی اُمید پر ہم دل کو بہلاتے رہے

کتنی اُمیدیں ارادے لے کے پہونچے تھے مگر
پڑتے ہی جالی پہ نظریں ہوش ہی جاتے رہے

ذکر کی منزل میں آیا ہے کبھی ایسا مقام
سانس بن کر مصطفےٰ آتے رہے جاتے رہے

کیا کسی سے اور ہوگا **بسمل** اُس کا احترام
خود مقامِ ذات سے جس پر سلام آتے رہے

خود نفی کی نفی ہو جاتی ہے اثبات کے بعد
جسطرح صبح ابھرتی ہے ہر اک رات کے بعد

ساری باتیں ہوئیں بیکار تیری بات کے بعد
پھر کسی کی نہیں حاجت تری اک ذات کے بعد

ذرّہ ذرّہ میں عیاں جب ہے تیرا نور و ظہور
عقل بیگانہ ہے کیوں ان کھلی آیات کے بعد

تو نے وہ درد دیا اے شہِ خوبانِ جہاں
پھر نہ حاجت رہی کچھ عشق کی سوغات کے بعد

نہ گیا یاد نے تیری مجھے غافل تجھ سے
آرزو اور بڑھی ہجر کے صدمات کے بعد

نور ہے پیکر کو جو اپنا سا بشر کہتا ہے
اہل ایماں نہیں وہ ایسے خیالات کے بعد

بیکسی بے بسی بڑھ جاتی ہے جب خادم کی
اُن کا ہوتا ہے کرم ایسے ہی حالات کے بعد

جس طرح نور مٹا دیتا ہے ہر ظلمت کو
سیأت آپ ہی مٹ جاتے ہیں حسنات کے بعد

زندگی پھیکی نظر آتی ہے دوری سے تری
درِ محبوب ترے قیمتی لمحات کے بعد

تو وہ آقا کہ خطاؤں پہ عطا کرتا ہے
کون ممنون نہیں ایسی عنایات کے بعد

بارک اللہ کہ لسبملؔ ہے ترے در کا فقیر
دل غنی ہو گیا اُس کا تری خیرات کے بعد

"ہے ہم کو تیرے شوقِ زیارت کی اطلاع" طیبہ سے آئی ہے یہ مسرّت کی اطلاع

دوزخ کی ہے خبر نہ تو جنت کی اطلاع ہے عاصیوں کو صرف شفاعت کی اطلاع

اے طالبِ جمال شعورِ نظر سے دیکھ ہر ذرّہ دے رہا ہے حقیقت کی اطلاع

تقدیر سے شفیعِ قیامت بھی ہے وہی دی جس نے ہم کو روزِ قیامت کی اطلاع

شق القمر تو ایک بہانہ تھا اصل میں قدرت نے کی ہے آپکی قدرت کی اطلاع

یادِ نبیؐ میں دل کو بسا کر تو دیکھئے ہوتی ہے دل سے دل کو محبت کی اطلاع

دیدارِ مصطفٰےؐ کیلئے آنکھ چاہیئے دیتا ہے ذرّہ ذرّہ بصیرت کی اطلاع

تاریخ کہہ رہی ہے یہ بدر و حُنین کی دنیا کو ہے تمہاری شجاعت کی اطلاع

نقصان دشمنوں سے اُسے کیا پہونچ سکے مل جائے جس کو پہلے ہی ہجرت کی اطلاع

اُس کے غلام قوتِ باطل سے کیا ڈریں دنیا کو دی ہے جس نے صداقت کی اطلاع

بسمؔل ہے یہ تو جذبِ محبت پہ منحصر
پھر ہر نفس سے ملتی ہے نسبت کی اطلاع

خالق نے محمدؐ سا بنایا تو نہیں ہے
مخلوق میں اس شان کا بندہ تو نہیں ہے

جو اپنے غلاموں کے ہو احوال سے غافل
آقا مرا حق کی قسم ایسا تو نہیں ہے

ہر اک نے سمجھا ہے نظر جس کی ہے جتنی
در اصل کسی نے اُنھیں دیکھا تو نہیں ہے

اُن کیلئے مٹنا ہے مری زیست کا مقصد
اور اس کے سوا کوئی تمنّا تو نہیں ہے

بے دادِ زمانے کا نشانہ جو بنے ہیں
ان میں کوئی سرکار کا بندہ تو نہیں ہے

طیبہ سے کبھی بادِ صبا آتو رہی ہے
لیکن یہ مرے غم کا مداوا تو نہیں ہے

دیدار کی حسرت میں ہے امروز سے فردا
اور اسکے سوا کچھ غمِ فردا تو نہیں ہے

نسبت کا ہے فیضان یہاں ہو کہ وہاں ہو
رُسوا ہو غلام اُن کا یہ دیکھا تو نہیں ہے

پردہ میں ظہورِ شہِ کونین کے **بسمل**
پردہ سے نکل کر کوئی آیا تو نہیں ہے

اُن کو آقا سے قربت نہیں — جن کو حق کی ضرورت نہیں

کوئی بھی مصطفےٰ کے سِوا — واقفِ رازِ قدرت نہیں

ہو جو عِلمِ نبیؐ سے بعید — اصل میں وہ مشیت نہیں

اُن پہ بھیجو درود و سلام — اس سے بڑھکر عبادت نہیں

دل ہے دیدِ نبیؐ پر مُصر — آنکھ کہتی ہے ہمت نہیں

جس جگہ ہوں نہ اُنکے قدم — میرا ایماں ہے جنت نہیں

اُن کی اُلفت خدا کی عطا — عام لوگوں کی قسمت نہیں

مل گئے مجھ کو میرے حضورؐ — اب کسی کی ضرورت نہیں

دشتِ طیبہ میں بسملؔ ہے گُم
ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں

عبدیت کے پیکر پہ جیسے پیرہن لے کر — آنے والا آیا ہے نور کا بدن لیکر

خانہ زادِ موروثی عرض کرنے حالِ دل — دست بستہ حاضر ہے نسبتِ کہن لیکر

اے نسیم قسمت سے کاش ایسا ہو جائے — حاضری کا طیبہ کی آئے تو تمن لیکر

بے مراد لوٹا ہے اور کبھی نہ لوٹے گا — تیرے در پہ آیا ہے جو بھی حسنِ ظن لیکر

دیکھئے کرم ان کا ایک مجھ سا عاصی بھی — نعت پاک کہتا ہے اپنا یہ دہن لیکر

جس جگہ بھی بیٹھے گا آکے یہ گدا تیرا — اُس جگہ سے اُٹھے گا ایک انجمن لیکر

اس جہانِ فانی میں اب بھی جلوہ فرما ہے — ہر ادا محمد کی لاکھوں بانکپن لیکر

جس کو آپ پر قرباں کر سکوں نہ الفت میں — کیا کروں گا میں آقا ایسے جان و تن لیکر

ذوقِ عشق کام کر ذاتِ پاکِ اقدس ہے
باغباں کا بسمل ہوں کیا کروں چمن لیکر

گنہ گاروں سے بڑھ کر اوج پر کس کا مقدّر ہے
شفاعت کیلئے اُن کی شفیعِ روزِ محشر ہے

اگر چہ زاہدوں کو ناز اپنی نیکیوں پر ہے
مگر سرکار ہیں جس کے وہی بہتر سے بہتر ہے

دماغ اب مرنے والے کا زمیں سے آسماں پر ہے
اجل آئی ہے اور پیشِ نظر روئے پیمبر ہے

خدا کے بعد تم مختارِ کامل ہو دو عالم کے
بجز اک ذاتِ حق وہ کون ہے جو تم سے بڑھکر ہے

نبیؐ کو جاننے والے خدا کو جان لیتے ہیں
کہ ذاتِ مصطفٰےؐ شانِ خداوندی کا مظہر ہے

میری کشتی کبھی غرقِ تلاطم ہو نہیں سکتی
بھروسہ ناخدا سے بڑھ کے محبوبِ خدا پر ہے

نبیؐ کی یاد جزوِ زندگی جب تک نہ بن جائے
تو ایسی زندگی سے موت کا آنا ہی بہتر ہے

کوئی کس طرح سمجھائے تمہیں اے عقل کے مارو
یہ دنیا اصل میں نورِ محمدؐ سے منوّر ہے

نبیؐ کے آستاں پر رکھ کے سر بسملؔ جو ہو جائے
اُسی کی بندگی ہے فخر کے قابل وہی سر ہے

ہوش پر جنوں غالب اور بے شعوری ہے
دردِ ہجر سرور میں ہر روش بفوری ہے

اپنا سا بشر کہدیں ایک نورِ پیکر کو
کس قدر ہے نادانی کیسی بے شعوری ہے

وہ رسولِ اکرم ہیں وہ محیطِ عالم ہیں
دن میں رخ ترا شمسی شب میں ماہِ نوری ہے

اجتناب کرتا ہے غیر کی ضیافت سے
تیرے در کا کتا بھی کس قدر غیوری ہے

ساقیٔ مدینہ کی دھن ہے کتنی کیف آور
ہوش پر مرے طاری کیفیت سروری ہے

بے ادب بنایا ہے ہجرِ شاہ نے مجھکو
ضبطِ درد پہ حاوی جوشِ ناصبوری ہے

سہتے جاؤں میں کب تک ہجر کا غمِ پیہم
آستاں سے دوری تو آسماں کی دوری ہے

اُن سے ربط و نسبت پر ناز ہے غلاموں کو
سلسلہ سے کڑیوں کی ہر گرفت پوری ہے

عشق شاہِ طیبہ کی ہجر شاہِ بطحیٰ کی
دل کے دونوں لفظوں میں داستان پوری ہے

آگیا نظر بسمل صاف گنبدِ خضرا
ہر قدم پہ اک سجدہ اس لئے ضروری ہے

صفت یہ تجھ میں مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
نبیؐ کے نام پہ قرباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

نبیؐ کا ہاتھ میں داماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
اگر یہ دولتِ عرفاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اگرچہ سینکڑوں ارمان دل میں ہوں لیکن
اگر حضورؐ کا ارماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

کسی کے پاس اگر موتیوں کا ڈھیر بھی ہو
تصورِ درِ دنداں نہیں تو کچھ بھی نہیں

نبیؐ کا نام زباں پر رہے دمِ آخر
سفر میں ساتھ یہ ساماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

دیا ہے درس یہی سیرتِ محمدؐ نے
عمل جو تابعِ قرآں نہیں تو کچھ بھی نہیں

رہے چڑھاؤ پہ بحرِ ولائے سرورِ دیںؐ
کہ زندگی میں یہ طوفاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ولائے سرورِ کونینؐ جزوِ ایماں ہے
اگر یہ شاملِ ایماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہو سر پہ اپنے اگر تاجِ خسروی بسملؔ
درِ رسولؐ کے شایاں نہیں تو کچھ بھی نہیں

شمس الضحیٰ ملے ہیں بدالدجیٰ ملے
شکرِ خدا کہ ہم کو حبیبِ خدا ملے

ممکن نہیں حضورؐ کوئی آپ سا ملے
دونوں جہان مِل گئے اک آپ کیا ملے

عشقِ نبیؐ کا پہلے مرض لادوا ملے
بعد اُس کے پھر مدینہ کی خاکِ شفا ملے

دنیا کے راستے ہوں کہ عقبیٰ کی منزلیں
نقشِ قدم حضورؐ کے ہی رہنما ملے

مدت سے یہ دعا ہے خدائے علیم سے
سنگِ درِ رسولؐ پہ سجدوں کی جا ملے

اُس کی نظر میں ہیچ ہے عالم کی خسروی
حُبِّ رسولِ پاک کا جس کو مزا ملے

دنیا کے بے ثبات سہاروں سے کیا غرض
اللہ کے رسولؐ کا جب آسرا ملے

سجدے کئے طواف کئے اُس مقام پر
آقا کے اہلِ دل کو جہاں نقشِ پا ملے

عشقِ نبیؐ سے فیض اُٹھانے کے واسطے
اللہ سے دُعاء ہے شعورِ ولا ملے

توصیف اُن کی جن و بشر سے محال ہے
قرآن جن کے وصف میں خود بولتا ملے

شاید قدوم پاکِ نبیؐ تک پہونچ سکے
بسملؔ تجھے جو دامنِ آلِ عبا ملے

تری رحمت پہ اتنا ہی شفاعت ناز کرتی ہے
کہ جتنا شافعِ محشر پہ اُمت ناز کرتی ہے

تمہارے حُسنِ صورت پر تمہارے حُسنِ سیرت پر
کلام اللہ کی ایک ایک سورت ناز کرتی ہے

ملا ہے آپ کے قدموں سے یہ رتبہ مدینہ کو
یہاں کی خاک کے ذروں پہ جنت ناز کرتی ہے

شفیع المذنبیں اور رحمۃ للعٰلمیں تم ہو
اسی پر تو گنہ گاروں کی قسمت ناز کرتی ہے

تمہارا ذکر ہے ہر اک کتابِ آسمانی میں
تمہارے نام کی کثرت پہ وحدت ناز کرتی ہے

جو سچ پوچھو تو وہ آئینۂ حُسنِ ازل تم ہو
کہ جس کی شانِ حیرانی پہ قدرت ناز کرتی ہے

عبادت ہو رہی ہے پیٹ پر باندھے ہوئے پتھر
رہِ تسلیم میں تم پر مشیت ناز کرتی ہے

دلِ عالم پہ اے شاہِ مدینہ حکمراں تم ہو
تمہاری حکمرانی پر حکومت ناز کرتی ہے

شہنشاہِ مدینہ دین کے معمار ہیں سہیلؔ
یہ وہ معمار ہیں جن پر عمارت ناز کرتی ہے

راہزن راہبر ہو گئے　　　آپ کیا جلوہ گر ہو گئے

بے خبر باخبر ہو گئے　　　مرحلے مختصر ہو گئے

جو نہ پہونچے درِ پاک تک　　　ہائے وہ دربدر ہو گئے

نامِ خیر الوریٰ لیتے ہی　　　حادثے بے اثر ہو گئے

سارا عالم ادھر ہو گیا　　　مرے آقا جدھر ہو گئے

آتے ہی مصطفیٰ کا خیال　　　جلوے پیشِ نظر ہو گئے

عاشقوں کی جبیں کے نشاں　　　رہبرِ رہگذر ہو گئے

جزوِ آقا حسینؓ و حسنؓ　　　دونوں شمس و قمر ہو گئے

عشقِ صادق سے سمبل اویسیؒ
محوِ خیر البشر ہو گئے

جو عشقِ نبیؐ ذوقِ نظر تک نہیں پہونچا
گو یا وہ صداقت کے اثر تک نہیں پہونچا

خادم کا وہ سر دار کے قابل ہے یقیناً
کم بخت جو سرکارؐ کے در تک نہیں پہونچا

بیمار نے دم توڑ دیا نصف ہی شب میں
دُکھ عاشقِ والا کا سحر تک نہیں پہونچا

وہ جلوہ سرکارؐ کا دُھوکا تو نہیں تھا
جو طالبِ صادق کی نظر تک نہیں پہونچا

جو خام خیالی تھی کسی کی شہؐ دیں تک
وہ عیب رہا عیب ہنر تک نہیں پہونچا

اس واسطے ہے جلوۂ سرکارؐ سے محروم
طالب ابھی عرفانِ نظر تک نہیں پہونچا

انگشت سے اپنی کیا دونوں کو مسخر
خود دار وہ خود شمس و قمر تک نہیں پہونچا

پیچھے رہا لمحات کا توسن شبِ معراج
رفتار میں جبرئیلؑ کے پر تک نہیں پہونچا

وہ شخص ہے بے شک لہبیّت کا مقلّد
سرکارؐ کی جو راہ گذر تک نہیں پہونچا

جب نورِ مجسّم کا لیا روپ نبیؐ نے
پٹکا بھی ادب کر کے کمر تک نہیں پہونچا

بسمل وہ حقیقت میں بشر ہو نہیں سکتا
جو کفشِ شہنشاہِ بشر تک نہیں پہونچا

سلیقہ بندگی کا آگیا ہے — زباں پر جب سے نام مصطفےٰ ہے

وہ دل جس میں ولائے مصطفےٰ ہے — وہی نورِ خدا کا آئینہ ہے

موافق ہو زمانہ یا مخالف — بہر حالت بھروسہ آپ کا ہے

تمہارے آستاں پہ آچکے ہیں — یہی اک عاصیوں کا آسرا ہے

مصیبت جب کبھی آئی ہے مجھ پر — تمہارا نام لب پر آگیا ہے

ازل سے ہے جو سر دارِ دو عالم — دو عالم کو اسی کا آسرا ہے

نگاہِ لطف جس پہ ہے تمہاری — خدائی اُس کی ہے اُس کا خدا ہے

نبیؐ کی یاد میں چلتی ہے سانس — جبھی دراصل جینے کا مزا ہے

کسی طوفاں کی اُسکو فکر ہے کیا — خدا کشتی کا جس کی ناخدا ہے

خدا کا نام لینا چاہتا تھا — تمہارا نام لب پر آگیا ہے

ہمارا ذکر کیا بسمل خدا بھی

ثناء خوانِ محمدؐ مصطفےٰ ہے

ثانی ہے کوئی اور تمہارا غلط غلط　　اوروں کو مل سکا ہے یہ رتبہ غلط غلط

دامن نبیؐ کا ان کو ملیگا غلط غلط　　جن کا خیال ہے کہ وسیلہ غلط غلط

جلوہ نبیؐ کا دید کی اک حدِ آخری　　اب اسکے آگے جو نظر آیا غلط غلط

یہ مانتا ہوں حق کے ہیں محبوب اور بھی　　لیکن ہے کون ان سے زیادہ غلط غلط

اللہ کے یہ روپ میں آئے بجا درست　　کوئی بھی انکے روپ میں آیا غلط غلط

عرشِ بریں نے دیکھ لی جبرئیلؑ کی بھی حد　　ان کے مقام پر کوئی پہونچا غلط غلط

جب تک حضورؐ کی نہ شفاعت نصیب ہو　　اللہ کے کرم کی تمنا غلط غلط

اب آپ اس مقامِ لطافت کو سوچئے　　انسان ہو مگر نہ ہو سایہ غلط غلط

خم ہو سکے نہ میری جبیں جس کو دیکھکر　　ہو وہ نبیؐ کا نقشِ کفِ پا غلط غلط

جب تک حضورؐ اسکے سرہانے نہ آئے خود　　بیمارِ عشق ہوش میں آیا غلط غلط

بسملؔ کو کوئی روزِ جزا جو بچا سکے
ہے اور کوئی ان کے علاوہ غلط غلط

قرآن کے فضائل ہیں سب صاحبِ قرآں میں
آیات ہیں پوشیدہ اُن کے لب و دنداں میں

ایقان یہ داخل ہے واللہ مرے ایماں میں
دارین کی ہر نعمت ہے آپ کے امکاں میں

اُنگلی کے اشاروں پہ ہیں شمس و قمر باں
اعجاز کبھی ایسا دیکھا کسی انساں میں

میں چاکِ گریباں ہوں مجبور ہوں مفلس ہوں
رحمت کے خزانے ہیں آقا ترے داماں میں

ملتی نہیں ڈھونڈے سے دنیا میں نظیر اُس کی
نعتِ شہِ یثرب کی خوبی تھی جو حساںؓ میں

کب ہوگا اثر اس پہ دنیا کے حوادث کا
وہ شمعِ محمدؐ ہے روشن ہے جو طوفاں میں

اندازِ جہاں بانی یا دلق میں سلطانی
آئے گی نظر تم کو سلطانوں کے سلطاں میں

وہ مظہرِ اول ہیں وہ برزخِ کبریٰ ہیں
سب جتنے محاسن ہیں وہ ہیں شہِ خوباں میں

اسوہ کو نبیؐ کے تم دیکھو گے نظر والو
فاروقؓ میں حیدرؓ میں صدیقؓ میں عثماںؓ میں

الیاسؑ میں عیسیٰؑ میں تھا نورِ محمدؐ ہی
اور حسنِ محمدؐ ہی تھا یوسفِ کنعاں میں

چودہ سو برس ابتک گزرے ہیں مگر بسملؔ
کچھ فرق نہیں دیکھا سرکار کے فیضاں میں

شافعِ محشر نے کچھ احسان ایسا کر دیا
عاصیوں کو بے نیازِ فکرِ عقبیٰ کر دیا

دردِ الفت نے نبیؐ کے یہ کرشمہ کر دیا
زیست کے ہر درد کا اس نے مداوا کر دیا

کس قدر حسنِ حجازی میں حقیقت ہے نہاں
حُسن نے سرکارؐ کے یہ راز افشا کر دیا

اس نگاہِ فیض کی تاریخِ عالم ہے گواہ
بد سے بد کو آپ نے اچھے سے اچھا کر دیا

گنبدِ خضرا میں تیرے حُسنِ دلکش کے نثار
لطفِ نظارہ میری آنکھوں میں پیدا کر دیا

اس مسیحائی کے صدقے رحمۃ للعلمینؐ
آپ نے ہر درد کا میرے مداوا کر دیا

اپنی اس صنعت پہ خود صناع بھی حیران ہے
حُسن نے سرکارؐ کے ایسا کرشمہ کر دیا

عاصیوں نے حشر میں دامن تمہارا تھام کر
بحرِ رحمت میں عجب طوفان برپا کر دیا

بسملؔ عاصی نہ تھا اتنا سزاوارِ کرم
تو نے اے بحرِ کرم قطرہ کو دریا کر دیا

لو لگی ہے یہی دن رات مدینے چلیئے
لینے کو صدقۂ حسنات مدینے چلیئے

ہے یہ سو باتوں کی اک بات مدینے چلیئے
خود سنور جائیں گے حالات مدینے چلیئے

پاس ہو کچھ نہ اگر نقدِ عمل کیا غم ہے
ہاں درودوں کی ہو سوغات مدینے چلیئے

ہیں مدینے میں رسولِ عربی شاہِ رُسُل
پانے آقا کے عنایات مدینے چلیئے

ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں محمود و ایاز
دیکھنے کو یہ مساوات مدینے چلیئے

ہیں وہاں صاحبِ قرآنِ مبیں جلوہ فگن
پڑھنے قرآن کی آیات مدینے چلیئے

جس کو کہتے ہیں مدینہ ہے وہی نور کا شہر
ہے وہاں نور کی برسات مدینے چلیئے

شرط یہ ہے کہ ہو "مازاغ" کی آنکھیں روشن
دیکھنے زندہ کرامات مدینے چلیئے

ہم تہی دست اگر ہیں بھی تو کیا غم بسملؔ
سب کچھ آقا کی ہے اک ذات مدینے چلیئے

حبیبِ خالقِ اکبر محمدؐ نام ہے جن کا
کوئی اُن سے نہیں بڑھکر محمدؐ نام ہے جن کا

صلوٰۃِ دائمی اُن پر محمدؐ نام ہے جن کا
وہی ہیں حکمراں دل پر محمدؐ نام ہے جن کا

ازل سے اُن کے رندوں کو نہیں غم تشنہ کامی کا
کہ ہیں وہ مالکِ کوثر محمدؐ نام ہے جن کا

کہاں کچھ نذر دے سکتے ہیں اُنکو بے سروساماں
تصدق جان و دل اُن پر محمدؐ نام ہے جن کا

پریشاں حال اُنکے نام سے تسکین پاتے ہیں
سکونِ ہر دلِ مضطر محمدؐ نام ہے جن کا

وہ آئے ظلمتوں کو دور کرنے نور پھیلانے
ضیاءِ لاالٰہ بن کر محمدؐ نام ہے جن کا

وہی عالم میں ہیں انسانیت کے محسنِ اعظم
ہے احساں اُن کا عالم پر محمدؐ نام ہے جن کا

وہ سبحان الذی اسریٰ تو ایک تمہیدِ دعوت تھی
ہیں اوادنیٰ کی منزل پر محمدؐ نام ہے جن کا

اُنھیں کا ذکر ہوتا ہے اُنھیں کی فکر رہتی ہے
وہی یاد آتے ہیں اکثر محمدؐ نام ہے جن کا

اُنھیں کے فیضِ روحانی سے دنیائے طریقت ہے
ہیں وہ عرفان کا مصدر محمدؐ نام ہے جن کا

خدا نے کر دیا مربوط دونوں کو ازل ہی سے
جبیں بسمل کی اُنکا در محمدؐ نام ہے جن کا

ہم کیسے بھلا اُن پہ بھروسہ نہ کریں گے
جب دل کو یقیں ہے کہ وہ رسوا نہ کریں گے

وہ کس جگہ جائیں گے سنبھالے گا اُنھیں کون
گرتوں کو اگر آپ سنبھالا نہ کریں گے

اپنا سا بشر کہہ کہ اِنھیں زاہدِ خود بیں
ایمان کا ہم اپنے یہ سودا نہ کریں گے

سنگِ درِ محبوب عجب تجھ میں کشش ہے
آئیں گے جو اک بار تو لوٹا نہ کریں گے

ہوں گے کبھی رُخ پر کبھی قدموں پہ تصدق
مل جائیں گے وہ ہم کو تو کیا کیا نہ کریں گے

کچھ ہاتھ نہیں آئے گا اے مانگنے والو
پیدا جو گزارش میں سلیقہ نہ کریں گے

جب خاکِ قدم سرمۂ مازاغ بصر ہے
پلکوں پہ اُسے کیسے سجایا نہ کریں گے

آنکھوں کو ملیں گے تیرے قدموں پہ فقط ہم
ہے حکم ترا اسلئے سجدہ نہ کریں گے

محشر میں جو خورشید سوا نیزہ پہ ہوگا
بے سایہ نبیؐ کیا وہاں سایہ نہ کریں گے

ہوتے ہی طلب جائیں گے سر آنکھوں سے بسملؔ
وہ اور ہیں جو عزمِ مدینہ نہ کریں گے

ختم نماز ہو گئی سجدہ سر فراز ہیں
یاد حضورؐ آ گئے مجھکو جہاں نماز ہیں

اتنی حقیقتوں کے ساتھ تم ہو حدِ مجاز ہیں
جیسے کہ کچھ رہا نہیں فرق نیاز و ناز ہیں

جس کیلئے نماز تھی وہ بھی تڑپ کے رہ گیا
پاؤں پہ آ گیا ورم پھر بھی ہو تم نماز ہیں

آئینہ صفات ہیں مظہرِ حسنِ ذات ہیں
ساری حقیقتیں نہاں آپ کے اک مجاز ہیں

کون کریگا ہمسری کس کو ملی ہے برتری
تم سے نہ کوئی بڑھ سکا جادۂ امتیاز ہیں

دور بھی رہ کے ہیں قریب ایسے بھی چند ہیں غریب
سینکڑوں آج بھی ہیں دور رہتے ہوئے حجاز ہیں

زاہدِ مطلب آشنا تیرا جدا ہے راستہ
عشقِ نبیؐ میں گم ہوں میں تو ہے غمِ نماز ہیں

ایک جھلک کے واسطے طور پہ لن ترانیاں
تم کو بلا کے عرش پر بات ہوئی ہے راز ہیں

دی ہے حضورؐ آپ نے بسملؔ کو دولتِ نیاز
آپ کی یاد کے سواء کیا ہے دلِ گداز ہیں

ہے شانِ سروری اُسی سردار کیلئے	سردارِ دو جہاں شہِ ابرار کیلئے
جملہ جہاں ہے منتظر انوار کیلئے	میرے حضورؐ آپ کے دیدار کیلئے
قرآں کی ہے آیت تطہیر خود سند	آقائے نامدار کے گھر بار کیلئے
سرکارؐ ذی وقار ہیں خود جیسے بے مثال	اصحاب بھی ہیں ویسے ہی دربار کیلئے
انکار حق کا کس سے تھا ممکن جو کر سکے	سب کچھ ہوا ہے آپ کے اقرار کیلئے
تفسیر ہے لب و رُخ و گیسو کی والضحیٰ	طاقِ حرم ہیں ابروئے خمدار کیلئے
معراج میں حضورؐ گئے پل میں آگئے	کیا لفظ لاؤں تیزئ رفتار کیلئے
دیتے ہیں ہاتھ آپ کے پتھر کو بھی زباں	ہے نطقِ رحیٔ آپ کی گفتار کیلئے
غواصِ بحرِ معرفتِ کبریا ہیں یہ	بعد نبیؐ ہے مرتبت ان چار کیلئے
اُس رحمت تمام کی سب پر تو ہے نظر	ہیں لطفِ خاص اور گنہگار کیلئے

بسمل ہوئی ہے اصل میں تخلیق کائینات
سرکار کیلئے مرے سرکارؐ کیلئے

حقیقت کا نعم البدل آپ ہیں
مجازاً وہ نورِ ازل آپ ہیں

تصور میں ایک ایک پل آپ ہیں
میں جیتا ہوں جس پر وہ بل آپ ہیں

کہا یا محمد بلائیں ٹلیں
کہ ردِ بلائے زحل آپ ہیں

مکمل ہوئی جس سے تخلیق کل
وہ تخلیق کا ماحصل آپ ہیں

ملا جس سے عالم کو درسِ عمل
وہ دنیائے فکر و عمل آپ ہیں

ہیں مربوط جس سے حدوث و قدم
وہی مظہرِ لم یزل آپ ہیں

جسے سن کے بت گر پڑے منھ کے بل
حرا کی وہ بانگِ دہل آپ ہیں

یہ شق القمر کر کے ثابت کیا
شکستِ نجوم و رمل آپ ہیں

دمِ ذکر دیکھا اک ایسا بھی نور
کہا دل نے بسملؔ سنبھل آپ ہیں

خیالِ روضۂ اقدس جو اعتکاف میں ہے
ہے دل سجود میں میرا نظر طواف میں ہے

حضورؐ عرض یہہ الفاظِ صاف صاف میں ہے
نظر کی روح تجلّی کے انکشاف میں ہے

جو "میم" میں ہے محمدؐ کے اوجِ نورانی
نہ قاف میں ہے وہ شوکت نہ لفظِ کاف میں ہے

جبیں پہ دیکھیں گے میری جو نامِ سرورؐ دیں
فرشتے بولیں گے تو زمرۂ معاف میں ہے

مری حیات کا مقصودِ کُل مرے آقاؐ
حضورؐ ہی کی محبت کے اعتراف میں ہے

مجال کس کی ہے اتنی کہ مجھکو روک سکے
غلام روضۂ سرکارؐ کے طواف میں ہے

مناسک اور بھی ہیں اُن میں یہ نیاز کہاں
نثار ہونے کی جو فوقیت طواف میں ہے

دُعائیں اسلیئے کرتے ہیں اُسکو تھام کے لوگ
قبولیت کی فضا، کعبہ کے غلاف میں ہے

اُسی سے فائدہ ہوگا حیاتِ ملت کو
حیاتِ دینِ مبیں جبکے اختلاف میں ہے

ہیں ویسے روضہ میں شامل مصلی و منبر
حطیم جیسے کہ شامل حدِ مطاف میں ہے

نبیؐ کی رحمتیں یہ کہہ رہی ہیں بسملؔ سے
تری نجات ہی جرموں کے اعتراف میں ہے

دل میں مطلق انا نہیں باقی　　جز نبیؐ کچھ رہا نہیں باقی

آس پر کب سے جی رہا ہوں میں　　صبر کا حوصلہ نہیں باقی

کب کے دل جا چکا مدینہ کو　　اب یہاں کچھ رہا نہیں باقی

حکم "لاترفعوا" کے بعد حضورؐ　　جرأتِ التجا نہیں باقی

آپ کی دید سے جو ہوں محروم　　دیکھنے کچھ رہا نہیں باقی

دیکھ لے جو حضورؐ کو اک بار　　اُس کو کچھ دیکھنا نہیں باقی

مل گیا آپ کا جو نقشِ قدم　　حسرتِ رہنما نہیں باقی

خانۂ دل میں اے میرے آقاؐ　　اب یہاں دوسرا نہیں باقی

جن کی توحید۔ مصطفےٰؐ سے گریز　　اُن کا ایماں رہا نہیں باقی

فردِ عصیاں ہے دستِ رحمت میں　　ایک پُرزہ رہا نہیں باقی

قاسم جزو کُل ہیں وہ بسمل
اس خزانے میں کیا نہیں باقی

مزا آنے لگا دل کو محمدؐ کی محبت کا
اُجالا زندگی میں ہو گیا شمعِ نبوت کا

یقیناً حسنِ عالم ہے تصدق اُنکی صورت کا
کمالِ ظرفِ انسانی ہے صدقہ اُنکی سیرت کا

اٹھانے بارگاہِ معرفت کا آخری پردہ
ظہورِ نور دنیا میں ہوا شاہِ رسالت کا

سخاوت میں شجاعت میں صداقت میں عدالت میں
حقیقت میں محمدؐ ہیں مثنیٰ دستِ قدرت کا

ہدایت کے فلک پر سب کے سب روشن ستارے ہیں
شرف جن کو ہوا حاصل نبیؐ کی پاک صحبت کا

نہ شوکت چاہیئے مجھکو نہ حشمت چاہیئے مجھکو
یہ دل طالب ہے مولا آپکے دردِ محبت کا

ہوئی ہے جنکو حاصل دید سرکارِ دو عالم کی
عیاں ہے فرق صرف اُن پر بصارت کا بصیرت کا

ہے اس کے خُلق کی انسانیت تاحشر منت کش
سبق جس نے دیا ہر گام پر ہمکو مودت کا

اُنھیں کے نور سے پُرنور ہیں کون و مکاں بسمل
زمانہ آج تک ہے معترف جن کی صداقت کا

مجھے غلامی کا جتنا بھی فخر ہو کم ہے
کہ میرا مالک و آقا شہِ دو عالم ہے

صدا یہ غیب سے آتی ہے یادِ احمدؐ میں
بلا ہی لیں گے ارادہ اگر مصمم ہے

زہے نصیب کہ شاہوں کا یہ نصیب کہاں
گدائی در کی ترے عظمتِ دو عالم ہے

فنا کے بعد بقاء کا یہی تو ہے زینہ
درِ حضورؐ پہ مرنا بقاء سے کیا کم ہے

یہ مختصر سی ہے تعریف میرے آقا کی
شفیعِ روزِ جزا سرورِ دو عالم ہے

خدا کرے کہ نظر آئے آستانِ رسولؐ
میرے لیئے تو یہی رحمتِ دو عالم ہے

بلا طلب درِ اقدس سے مل ہی جاتا ہے
حضورؐ ہیں میرے داتا تو مجھکو کیا غم ہے

خدا کرے کہیں مل جائے خاکِ پائے رسولؐ
یہی تو اک مرے زخمِ جگر کا مرہم ہے

حوادثات ڈرائیں تو یاد رکھ بسملؔ
اثر میں نام محمدؐ کا اسمِ اعظم ہے

جو سوئے دیارِ نبیؐ دیکھتا ہوں
تصور میں اک روشنی دیکھتا ہوں

میں زاہد کہاں بے بسی دیکھتا ہوں
محمدؐ سے وابستگی دیکھتا ہوں

مدد کرتے ہیں بے کہے بھی وہ فوراً
مصیبت میں اکثر یہی دیکھتا ہوں

نظر ان کے جلوے کو پہچانتی ہے
کہ یوں دیکھنے کو سبھی دیکھتا ہوں

تصور نے پہونچا دیا ہے مدینہ
بہ حدِ نظر روشنی دیکھتا ہوں

وہ اک سانس گذرے جو یادِ نبیؐ میں
اُسے حاصلِ زندگی دیکھتا ہوں

زباں بند ہے سانپ ڈس بھی چکا ہے
اک ایسی بھی دیوانگی دیکھتا ہوں

ملا اُن کے ہاتھوں سے کیا جامِ کوثر
میں اوسان میں بیخودی دیکھتا ہوں

ٹپکتے ہیں جب اشک یادِ نبیؐ میں
میں دامن میں جنت جبھی دیکھتا ہوں

دو عالم کا آقاؐ مگر فقر و فاقہ
یہ اک منفرد زندگی دیکھتا ہوں

محمدؐ کے قدموں سے لپٹا ہوا ہے
یہ بسملؔ کی دیوانگی دیکھتا ہوں

حسن کا اُسکے جہاں میں ہے اثر چاروں طرف
رہ کے پوشیدہ بھی ہے وہ جلوہ گر چاروں طرف

کاش ملتی دیکھنے والی نظر چاروں طرف
نورِ پاک مصطفٰے ہے جلوہ گر چاروں طرف

تم نے چودہ سو برس پہلے دیا تھا جو سبق
آج بھی دنیا میں ہے اُسکا اثر چاروں طرف

گلشنِ اسلام اجڑا ہے نہ اُجڑے گا کبھی
باغباں کی ہے گلستاں پر نظر چاروں طرف

اُسکی آنکھوں پر تصدق ہے نگاہِ کائنات
آپ آئیں یا نبیؐ جس کو نظر چاروں طرف

روضۂ اقدس کے ہر رُخ کو جو دیکھے غور سے
شان قدرت کی اُسے آئے نظر چاروں طرف

یہ تو ظاہر کہ پیٹھ اپنی نظر آتی نہیں
دیکھ لیتے ہیں غلام اُنکے مگر چاروں طرف

اللہ اللہ وہ بھی کیسی عظمت اسلام تھی
تھا محمدؐ کے غلاموں کا اثر چاروں طرف

بسملؔ اپنی کم نگاہی مانعِ دیدار ہے
ورنہ وہ تو ہے جہاں میں جلوہ گر چاروں طرف

شفیعِ اُمم شانِ یزداں تمہیں ہو | خدا کی خدائی کے سلطاں تمہیں ہو

مری آرزو میرا ارماں تمہیں ہو | مرا حاصلِ دین و ایماں تمہیں ہو

تمہیں سے وفاؤں کا ایواں ہے روشن | جسد ہائے عشاق کی جاں تمہیں ہو

خلیلؑ ابن آذر ہوں یا ابن مریمؑ | رسولوں میں فخرِ رسولاں تمہیں ہو

ہے فیضان کا اس میں طوفان ہر دم | حقیقت ہے یہ بحرِ عرفاں تمہیں ہو

تمہیں سے ہے توقیر انسانیت کی | خدا کی قسم اشرف انساں تمہیں ہو

گنہگار اس واسطے مطمئن ہیں | شفاعت کی شمع فروزاں تمہیں ہو

مجسّم تمہارا عمل خُلقِ یزداں | بہر حال تفسیرِ قرآں تمہیں ہو

ابد تک تمہاری ہے یہ بادشاہی | ازل ہی سے سلطانِ خوباں تمہیں ہو

تمہارے کرم کی ہے دنیا میں رونق | حبیبِ خدا فضلِ سبحاں تمہیں ہو

ہے بیمارِ الفت یہ بسملؔ تمہارا
مریضِ محبت کا درماں تمہیں ہو

ہر چاہنے والے پر احسان نرالا ہے
سرکارِ مدینہ کا فیضان نرالا ہے

خود جس کے وزیروں سے کانپ اٹھے دل کسریٰ
پھر سوچیئے کتنا وہ سلطان نرالا ہے

جو قتل کو آیا تھا قدموں پہ جبیں رکھ دی
چشمانِ محمدؐ کا فیضان نرالا ہے

واللیل جو گیسو ہیں والشمس رُخِ انور
یہ اپنی تلاوت کا قرآن نرالا ہے

پیوند ہیں کمبل میں بیٹھے ہیں چٹائی پر
سلطانِ دو عالم کا سامان نرالا ہے

سائے میں اسی کے ہے مخلوقِ خدا ساری
وسعت کی حدوں میں یہ داماں نرالا ہے

قوسین کی منزل میں دو نور ہوئے یکجا
بے مثل جو داعی ہے مہمان نرالا ہے

اُنگلی کے اشارے سے اک چاند کے دو ٹکڑے
انسان کی قدرت کا امکان نرالا ہے

اَکْمَلْتُ لَکُمْ سن کر بو بکرؓ جو روتے تھے
اصحابِ محمدؐ کا عرفان نرالا ہے

جو بات کہی تم نے صَدَّقْتَ کہا دل نے
ہر صاحبِ نسبت کا ایقان نرالا ہے

طیبہ سے بلاوا پھر آیا ہے تجھے بسمل
یہ تیرے تڑپنے کا فیضان نرالا ہے

یانبی اللہ کرم کیجے کہ دل گھبرائے ہے
آپ کی فرقت مرے مولا بہت تڑپائے ہے

دور رہ کر غائبانہ یوں کرم فرمائے ہے
میری ہر اک سانس پر آقا مرا یاد آئے ہے

کام آئی عشقِ سرورمیں فقط دیوانگی
عقل ٹھوکر کھائے ہے اور ہوش گم ہو جائے ہے

مشکلوں میں جس نے بھی تم کو پکارا یا نبیؐ
نام کے صدقہ میں اسکی ہر بلا ٹل جائے ہے

یا شفیع المذنبیں جز تو نہ دارم دستگیر
معصیت سے اپنی عاصی فطرتاً شرمائے ہے

ہے یہی ارمان قدموں پر نبیؐ کے جان دوں
آگے کیا معلوم قسمت کیا مجھے دکھلائے ہے

وہ تو ہیں نورِ قدم نورِ اتم نورِ حرم
جو فقط ان کو بشر سمجھے وہ دھوکا کھائے ہے

آپ کے روضہ کی جالی ہے نظر کے سامنے
آپ کا خادم اِسی سے اپنا دل بہلائے ہے

تجھکو تبسمؔ مل گیا اذنِ حضوری شاہؐ سے
یہ عطایہ سرفرازی لوٹنے کی جائے ہے

جسے حاصل ہو عرفانِ ولائے احمدِ مرسل
نہ ہو کیوں جان و دل سے وہ فدائے احمدِ مرسل

نظر ایسی ملے یارب برائے احمدِ مرسل
جدھر دیکھوں نظر آئے ضیائے احمدِ مرسل

عطا ہو مجھ کو یارب وہ ولائے احمدِ مرسل
کہ ہر دھڑکن میں دل کی ہو صدائے احمدِ مرسل

دو عالم میں یہی ہم بے سہاروں کا سہارا ہیں
ہمارا کون پرساں ہے سوائے احمدِ مرسل

خدا نے ختم کر دیں سب نبوت کی حدیں اُن پر
نہ پیغمبر ہوا کوئی بجائے احمدِ مرسل

نصیب اُنکے جبیں اُن کی مذاقِ بندگی اُن کا
ملے قسمت سے جن کو نقشِ پائے احمدِ مرسل

یہی منشائے قرآں ہے یہی تفسیرِ قرآں ہے
کہ ہے حق آشنا ہر آشنائے احمدِ مرسل

اُسی کا قلب ہے معمور انوارِ حقیقت سے
ہے جسکے خانۂ دل میں ضیائے احمدِ مرسل

زمانہ کیا کرے مائل انھیں اپنی طرف بسمل
جو ہیں روزِ ازل سے مبتلائے احمدِ مرسل

نعتِ نبیؐ میں جو مرے آنسو نکل گئے
واللہ موتیوں کے وہ سانچے میں ڈھل گئے

فاران کی فضاء سے جب اعلانِ حق ہوا
کسریٰ کی عظمتوں کے سب ایواں دہل گئے

جب آ گئے جہان میں وہ صادق الامیں
باطل کے کس نکل گئے ظلمت کے بل گئے

بے شک حضورؐ آپ ہیں امت کے پاسباں
چودہ صدی میں کتنے ہی طوفان ٹل گئے

سنگِ درِ رسولؐ پہ سجدہ گذاریاں
لمحے وہ زندگی کے مری بے بدل گئے

امکاں نہ تھا کہ جبین سے اک پل بھی جی سکیں
ہم تو حضورؐ آپ کے صدقہ میں پل گئے

نسبت ہی کام آئی ہے ہر اک مقام پر
لطف و کرم سے آپ کے گر کر سنبھل گئے

تئیس ۲۳ سال ہی میں تو کایا پلٹ گئی
تعمیرِ کائینات کے عنواں بدل گئے

بسمل ملا انھیں سے ہیں کیفِ اضطراب
حُبِّ مئے نبیؐ سے جو ساغر اُبل گئے

کچھ بھی حاصل نہ ہوا پیر کی صحبت کے بغیر
فیضِ نسبت نہ ملا حسنِ عقیدت کے بغیر

مانگنے والا ابھی سو نجیتا رہ جاتا ہے
دینے والا جو ہے دیتا ہے ضرورت کے بغیر

اپنی کوشش کے ہزاروں بھی ذرائع رکھ کر
کام چلتا نہیں آقاؐ کی عنایت کے بغیر

خود خدا سے بھی کسی کو نہیں نسبت حاصل
کملی والے شہِ کونین کی نسبت کے بغیر

"نحن اقرب" کا تو اعلان کیا تھا لیکن
مضطرب پھر بھی ہے قوسین کی قربت کے بغیر

نا مکمل ہے یہ ایمان یہ عرفانِ حیات
یادِ رسولِ عربیؐ آپ کی الفت کے بغیر

ذرّہ ذرّہ سے صداقت کی گواہی لینا
کون کر سکتا ہے اک صاحبِ قدرت کے بغیر

ہوئی حسانؓ کو منبر کی بلندی جو نصیب
رتبہ ملتا یہ کہاں آپ کی مدحت کے بغیر

نا مکمل ہے وہ کلمہ وہ ادھوری توحید
جس کا اظہار ہو تصدیقِ رسالت کے بغیر

مجھکو جینا ہے یہیں اور مجھے مرنا ہے یہیں
کونسا در ہے نبیؐ کے درِ دولت کے بغیر

ہجر طیبہ میں تو ہر سانس پہ ہوں میں بسمل
کیسے پہونچوں گا وہاں اُن کی اجازت کے بغیر

بے بسی کہتی ہے میری کیا لکھوں کیا کیا لکھوں
آپؐ کی مدحت میں لکھنے کو تو اک دنیا لکھوں

لوگ دھوکا کھائیں شاید یہ خدا کا ذکر ہے
جب سراپا آپؐ کا لکھوں تو کچھ ایسا لکھوں

ایک اک آیت ابھر کر سامنے آجائے گی
ہوں نظر میں آپؐ جب قرآں کا چہرا لکھوں

مل کے دریا میں یہ قطرہ کیا سے کیا ہو جائیگا
جب کبھی اپنے کو قطرہ آپؐ کو دریا لکھوں

آپؐ کے جلوں کا بھی سرکار عجب انداز ہے
پردہ لکھتے وقت کہتا ہے قلم جلوا لکھوں

آپؐ کے اوصاف میں مانع شریعت ہے مگر
پھر بھی کہہ دینا پڑا بندہ لکھوں مولا لکھوں

ہے وہ شہ رگ سے قریں اور آپؐ ہیں دل سے قریں
دونوں میں اب کس کی قربت ہے زیادہ کیا لکھوں

جب کلامِ حق میں خود حق نے جو لکھنا تھا لکھا
سوچنا پڑتا ہے پھر قرآں سے بڑھ کر کیا لکھوں

اچھے اچھوں سے تمہاری مدح جب ممکن نہیں
بسملؔ بے مایہ نے سوچا یہی اب کیا لکھوں

نورِ محمدی کا اُجالا نہ جائے گا
ظلمت سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دل سے خیالِ شاہِ مدینہ نہ جائے گا
آنکھوں سے عکسِ گنبدِ خضرا نہ جائے گا

دل میں خیالِ غیر بسایا نہ جائے گا
آنکھوں سے میری اُن کا سراپا نہ جائے گا

خدّام کے سروں پہ سے واللہ تا ابد
آقا کے قدِّ پاک کا سایہ نہ جائے گا

حُبِّ رسول ہی تو فقط کام آئے گی
لے کر تو اپنے ساتھ یہ دنیا نہ جائے گا

اسوقت تک نہ ہوگی دعا بھی قبولِ حق
جب تک درودِ پاک کا تحفہ نہ جائے گا

اے منکرِ رسولِ خدا خوب جان لے
گستاخ اُن کا حشر میں بخشا نہ جائے گا

ہوگی رسائی جہرِ غلامی سے خلد میں
نام و نسب غلام کا پوچھا نہ جائے گا

مال و متاع و جاہ و حشم اور حُبِّ غیر
ایماں کو ان کے واسطے بیچا نہ جائے گا

اس آستاں کو چھوڑ کے یہ آپ کا غلام
آقا نہ جائے گا مرے آقا نہ جائے گا

لاج اسکی تیرے ہاتھ ہے اے عشقِ مصطفٰے
بسمل کے سر سے یہ تیرا سودا نہ جائے گا

اے ساکنِ عرشِ بریں ہے ذکر تیرا کو بہ کو
اے مظہرِ نورِ مبیں جلوہ ہے تیرا سو بہ سو

تو صاحبِ قرآں بھی ہے تو مامنِ ایماں بھی ہے
تو ظاہرِ انساں بھی ہے تو نور ریز داں ہو بہ ہو

تو اے حبیبِ کبریا ہے منبعِ لطف و عطا
تو اے سخی درد آشنا مشکل کشا ہے خو بہ خو

پاسِ ادب ہے روبرو لینے کو نامِ ماہ رو
کرتے ہیں خضرِ رہ وضو دریا بہ دریا جو بہ جو

تو حامد و محمود ہے تو شاہد و مشہود ہے
تو مقصد و مقصود ہے موجود تو ہے سو بہ سو

یہ مہر و ماہ و کہکشاں ہیں رُخ کے تیرے ملح خواں
انوار افشاں در جہاں گیسو ہیں تیرے مو بہ مو

تو نیرِ بطحیٰ بھی ہے تو انجمِ طحہٰ بھی ہے
تو ماہِ او ادنیٰ بھی ہے تیری ضیا ہے سو بہ سو

تجھ میں خصائل حق کے ہیں تجھ میں فضائل حق کے ہیں
یعنی شمائل حق کے ہیں تیرے شمائل ہو بہ ہو

جب قافلہ اڑ کر چلا تیرے بدن کے عرق کا
پھیلی مشامِ جاں فزا غنچہ بہ غنچہ بو بہ بو

تو خواجۂ کونین ہے تو حق کا نورِ عین ہے
منزل تیری قوسین ہے نوریں ہیں یوں دو بہ دو

ہے خستہ حال و مضمحل ہے شرمسار و منفعل
خود عرض کرنے حالِ دل حاضر ہے بسملؔ روبرو

پڑھو درود و سلام اُن پہ گر عقیدت سے
دعا میں آتا ہے کھنچ کر اثر عقیدت سے

نبیؐ کی آل کو دیکھو اگر عقیدت سے
تمہیں بھی دیکھیں گے اہلِ نظر عقیدت سے

خدا بھی ہو گا تمہارا خدائی بھی ہو گی
نبیؐ کو اپنا بناؤ اگر عقیدت سے

قدم قدم پہ کرو احترام کا سجدہ
رہِ مدینہ کا طے ہو سفر عقیدت سے

خدا کے سارے خزانوں کے ہیں یہی مالک
جو چاہو اُن سے ہی مانگو مگر عقیدت سے

دل عمرؓ کو بخوبی ہے اس کا اندازہ
نگاہ ملتے ہی جھکتا ہے سر عقیدت سے

نظر کی راہ سے دل میں حضورؐ آتے ہیں
سجائے رکھتا ہوں میں رہ گذر عقیدت سے

درِ حضورؐ پہ لائے ہیں جب بھی حق کا پیام
سمٹ کے آئے ہیں جبرئیلؑ پر عقیدت سے

ہے دل میں حُبِّ نبیؐ کی جو روشنی بسملؔ
کبھی رہا نہیں خالی یہ گھر عقیدت سے

دو نعتیں

ہے وہ تیرا سخن — جس میں قرآن پن
اُس کو سایہ کہاں — جس کا نوری بدن
روئے پاکِ نبیؐ — چاند ہے بے گہن
نور کے تن پہ ہے — نور کا پیرہن
ہیں سَرِ انبیاءؐ — نورِ ظلمت شکن
مدحِ سرکارؐ میں — حرف کر فکر و فن
نعتِ سرکارؐ ہے — بادشاہِ سخن
ہے مدینہ فقط — جنتوں کا چمن
خوش مزاجی ملی — آپ کو قدرتاً
آپ پر ہے فدا — آپ کا بانکپن

نعت کہہ با ادب
بسملِ خوش سخن

سیدی کا وطن — خلد ہے من و عن
تم پہ قرباں ہے جاں — تم پہ قربان تن
زلف واللیل ہے — رُخ ہے شمسِ زمن
رحمتوں سے ہے پُر — آپ کی انجمن
عرش والا بھی ہے — آپ کا ہم سُخن
ہر مرض کی دوا — ہے لعابِ دہن
اور پسینہ میں ہے — بوئے مشکِ ختن
دور کر دیجئے — دل کا دردِ کہن
سوزِ ہجرِ نبیؐ — پھونک دے میرا تن
مجھکو بھی میرے ربّ — دے اویسیؓ لگن

یادِ سرکارؐ میں
میں ہوں بسمل مگن

میلاد النبیؐ

جبیں سجدہ میں طاری بے خودی ہے
مرے پیشِ نظر کفشِ نبیؐ ہے

کشش دنیا کی جو ہے عارضی ہے
مرا عشقِ رسالت دائمی ہے

جلن ہے دل میں آنکھوں میں نمی ہے
کرم ہے یہ عنایت آپ کی ہے

مرے ایمان میں جو تازگی ہے
شہِ والا کی بندہ پروری ہے

جنونِ عشق ہو حیا بہ ادب اب
یہاں تو دین وایماں پر بنی ہے

خود ہی جلوہ بھی ہیں اور خود ہی پردہ
عجب انداز کی صورت گری ہے

قدم اک عرش پر ہے فرش پر اک
اُسی کی ہر جگہ محفل سجی ہے

وہی آقاؐ کا رتبہ جانتے ہیں
جنھیں حاصل شعورِ بندگی ہے

جہاں ہو تذکرہ نور الھدیٰ کا
وہیں ظلمت پہ اک بجلی گری ہے

نبیؐ کو اپنا سا اے کہنے والو
سنبھل جاؤ قیامت آرہی ہے

رسالت دیکھو سلطانِ رُسل کی
وہی اول تھا آخر بھی وہی ہے

نبوت جس کی ہے روزِ ازل سے
وہی سارے نبیوں کا نبیؐ ہے

ضرورت اُس عظیم المرتبت کی
یقیناً کل بھی تھی اور آج بھی ہے
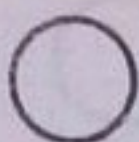
حقیقت جانتا ہے ربّ نبی کی
وہی تو مرتبہ دانِ نبیؐ ہے

مشیت ربّ کی یعنی اس کی مرضی
خوشی اللہ کی اس کی خوشی ہے

عبادت دیکھنا جس کا عبادت
قدم تک پہونچنا ہی حق رسی ہے

شرافت غیر جس کے معترف ہیں
یہی اک بات ہر دل پر لکھی ہے

حکومت جس کی ہے سب کے دلوں پر
نرالی شان کی یہ دلبری ہے

بصیرت اصل میں عرفان تیرا
کہ تو سرِّ جلی سرِّ خفی ہے

بصارت ہے مکان سے لامکاں تک
کوئی بھی شئے کہاں اس سے چھپی ہے

طریقت یعنی راہِ قربِ مولا
وہ ہے خوش بخت یہ جس کو ملی ہے

شریعت عین فطرت سیدھی سادھی
مگر مشکل بھی اسکی پیروی ہے

فراست عبدِ کامل کی فراست
سوا اُس ایک کے کس کو ملی ہے

سماعت دور و نزدیکی پہ حاوی
سمیع لم یزل نے اسکو دی ہے

مروّت کے ہیں وہ مخصوص پیکر
انھیں کا ہر عمل شائستگی ہے

عدالت ہے اُسی عادل کا صدقہ
جہاں میں جو وجودِ منصفی ہے

شجاعت کیوں نہ ہوگی اس پہ قرباں ۔ شجاعت ہو کے زخمی جس نے کی ہے

مساوات ایسی شاہی اور گدائی ۔ خوشی سے ایک ہی صف میں کھڑی ہے

سخاوت جس کی فاقوں میں ہے جاری ۔ فقط وہ ایک ہی ایسا سخی ہے

صفات کبریائی سر سے پا تک ۔ خداوندا یہ کیسا آدمی ہے

توکل بھی ہے جس کا اختیاری ۔ ولی حق اسکا وہ حق کا ولی ہے

محبت تیری اے نور مجسّم ۔ کہ وہ ایمان کا جز لازمی ہے

شفاعت جو کریں گے روزِ محشر ۔ انھیں کے سر پہ تاج سروری ہے

فضیلت میں شرافت میں کرم میں ۔ رسول اللہ سے بڑھ کر کوئی ہے

وحی جس کی زباں حق کی زباں ہے ۔ یہ اک بندہ ھو اللہ غنی ہے

تونگر ایسا جس کے بس میں دولت ۔ ازل کے دن سے اسکا دل غنی ہے

فقیری ایسی فاقوں میں بھی جس کی ۔ رفاقت پیٹ کے پتھر نے کی ہے

وہ رحمت جز و کل پہ جو ہے قابض ۔ مرے آقا سے مختص ہو گئی ہے

وہ قائد جس نے کایا ہی پلٹ دی ۔ عمل پر اس کے حیرت آج بھی ہے

وہ اُمّی وہ معلّم جس کے آگے ۔ فریس منتہی بھی مبتدی ہے

وہ صورت جس نے دیکھی حق کو دیکھا
بہ الفاظِ دگر وہ جنتی ہے

وہ سیرت جس کا ہے قرآں شاہد
وہ سیرت ہی مکمل رہبری ہے

وہ ہادی راہ حق جس نے دکھائی
وہی ہے شمع - منزل بھی وہی ہے

وہ صاحب حاکم عالم ہے جس کے
غلاموں میں بھی شانِ سروری ہے

وہ فاتح فتح و نصرت پر ہے قابض
زمیں اُس کے قدم کو چومتی ہے

وہ ہیبت جس کی ہر حاکم کے دل میں
بتاؤ تو کوئی ایسا جری ہے

یہاں سے فیض پاتا ہے ہر انساں
یہ دربارِ رسوؐل ہاشمی ہے

خدا کے بعد جو افضل ہے سب سے
وہی ہے یہ وہی ہے یہ وہی ہے

فرشتے با ادب سنتے ہیں جس کو
وہ ذکرِ پاکِ میلاد النبیؐ ہے

یہ نسبت کا اثر ہے شاہ دیں کی
ہماری آبرو جو آج بھی ہے

کرم کی اک نظر بسملؔ پہ مولا
وہ تیرا ایک ادنیٰ اُمتی ہے

(۱) فضائل قرآن حضور صلعم کے ارشادات کی روشنی میں

قرآن شفیعِ مومن ہے ہر حرفِ قرآں نیکی ہے
قرآں کی تلاوت اللہ کی نظروں میں عبادت ہوتی ہے

قرآں کو جس نے حفظ کیا اک فرض کفایہ اُس سے ہوا
قرآں کو زینت دی اس نے تجوید سے قرآں جس نے پڑھا

اعجاز کا دفتر ہے قرآں اور مصدرِ حکمت ہے قرآں
یہ ارض و سمائے کون و مکاں ہر چیز ہوئی ہے اس میں بیاں

(۲) عظمتِ حضور صلعم آیاتِ قرآنی کی روشنی میں

سرکارِ نبی آخر ہیں اور ساری خدائی کے ہیں نبی
جو نورِ مجرد ہے خود وہ کہتا ہے انہیں نورِ ازلی

ہے ان کی زباں اللہ کی زباں اور انکا بیاں اللہ کا بیاں
ہیں خود یہ دلیلِ ربِّ جہاں موجود ہیں یہ ہر کون و مکاں

یہ علمِ غیب کے حامل ہیں ہر شان میں اپنی کامل ہیں
ان کے جو ادب سے غافل ہیں عالم وہ نہیں ہیں جاہل ہیں

ہے شان میں انکی گستاخی اللہ کی نظر میں کفرِ جلی
ہر وقت رضائے رب ہے وہی سرکار کی جو مرضی ہوگی

قرآن و نبی دونوں ہادی ہے ان سے گریز اک بربادی
جو اُن کے وسیلے سے آئے محروم نہیں وہ فریادی

مومن کے ہے دل میں نور ان کا ہے اسکے گھر میں ظہور انکا
جس نے بھی بشر انکو سمجھا ہے کفر کا قرآں سے فتویٰ

(۳) اولیائے امت قرآن کی نظر میں

قرآں نے کی تصدیق اسکی مر کے بھی ہمارے سنتے ہیں
محبوبِ خدا جو ہوتے ہیں امداد ہماری کرتے ہیں

ظاہر میں کوئی بھی فصل رہے باطن میں انھیں سے وصل رہے
اللہ سے مدد ملتی ہی رہے نظروں میں جو ان کی شکل رہے

اللہ کے جو ہوتے ہیں ولی کام آتے ہیں ہر مشکل میں وہی
مقبول دعا ہو جاتی ہے جب وقت بھی قربت ہو ان کی

بسمل جو کرامات ان کی ہیں قرآں کی نظر میں برحق ہیں
جو اُن کا وسیلہ ترک کرے دارین میں انکے منہ فق ہیں
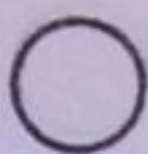
دلبرِ خلق بھی اللہ کا دلدار ہوا   فیضِ آثار ہوا
ایسی مختاری ملی احمدِ مختار ہوا   سب کا سرکار ہوا
تو قسیم اور کریم اور وسیم اور رحیم   تو خلیل اور کلیم
کُنتُ نبیاً سے عیاں رتبۂ حقدار ہوا   کشفِ اسرار ہوا
ہاشمی بھی ہے قریشی بھی ہے تو ختمِ رُسل   اور ہے سیدِ کل
منفرد نبیوں میں تو اے شہِ ابرار ہوا   حق کا شاہکار ہوا
بات ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان ہے تو   روحِ قرآن ہے تو
مصحفِ رُخ کا ترے جس کو بھی دیدار ہوا   وہ فداکار ہوا
میں خطا پیشہ ہوں آقا میں خطا پوشِ جہاں   مالکِ کون و مکاں
خوش نصیبی ہے کہ میں غاشیہ بردار ہوا   قلب بیدار ہوا
عاصی کملی میں محمدؐ کی چلے آئے سب   چین بھی پائے سب
حشر میں جب مرے سرکار کا دربار ہوا   رحمت آثار ہوا
ہم ترے در کے بھکاری ہیں شہنشاہِ جہاں   تجھ پہ قرباں دل و جاں
جس کا کوئی نہیں تو اُس کا مددگار ہوا   اور غمخوار ہوا
ہوں نثارِ شہِ کونین یہ قسمت ہے مری   پاک نسبت ہے مری
تجھ پہ جب تیرا کرم ایزدِ غفار ہوا   بیڑا خود پار ہوا
اس شرف پہ میں کروں جتنا بھی اب فخر ہے کم   خود سرِ شکر ہے خم
خواب میں یا شہِ دیں آپ کا دیدار ہوا   بخت بیدار ہوا

یہ ملاقات ہے معراج سے موسوم حضورؐ
سب کے مخدوم حضورؐ

خود خدا آپ کا سرکار طلب گار ہوا
وصلِ انوار ہوا

کوئی عاشق قرنیؓ تھا تو کوئی تھا حبشیؓ
کوئی صدیق ازلی

گرم طیبہ میں جو اک حسن کا بازار ہوا
عشق ہوشیار ہوا

عاشقِ شاہِ اُمم مست رہا کرتے ہیں
خوش جیا کرتے ہیں

جو بھی اس میکدۂ عشق کا میخوار ہوا
خوب سرشار ہوا

تیرے جلوے کا اُجالا ہے جہاں میں ہر سو
اے خلیق اے خوش خو

گنبدِ خضرا ترا نور کا مینار ہوا
خوب شہکار ہوا

یہ کرم تم نے کیا اپنا بنایا مجھکو
ہوش آیا مجھکو

للہ الحمد جو میں بسملِ سرکار ہوا
عاشقِ زار ہوا

بنے پہ سے کیا کیا واری ماں

آکاش تارے چندر بھی واری — سندر مرتیوں کی چندن بھی واری

پیارے پپیہے کی پی ہو بھی واری — ساری خدا کی آشا بھی واری

بنے پہ سے کیا کیا واری ماں

دیس بدیس پھری ماری ماری — گنگا جمنا کی پتواری

سیاں میں ہوں درد کی ماری — دھرتی پربت رو رو پکاری

بنے پہ سے کیا کیا واری ماں

تورے بنا میں گھونگٹ اُتاری — سنسار چھوڑا بن کو سدھاری

جوگن بن کر گھر بھی اُجاڑی — بن باس میں عمر ساری گزاری

بنے پہ سے کیا کیا واری ماں

نکھ سکھ سے میں رہتی کنواری — دھرتی ماتا نے ٹھوکر ماری

سیاں ہوں میں درد کی ماری — جیوں دکھوں پہ ہوں دھر یہ دھاری

بنے پہ سے کیا کیا واری ماں

آئی ہوں در پہ بپتا کی ماری — پریم کی اپنے ہوں میں بھکاری

احمدؔ پیا کی ہوں دکھیاری — چرنوں کی داسی چرنوں پہ واری

بنے پہ سے کیا کیا واری ماں

تو چتم[6] میں اور تم پاپ[7] ہاری — اُچتم[8] تم ہو تم نرو کاری[9]
دونوں جہاں کو کردی بساری[10] — کیا ہی سرشوا[11] بازی یہ ہاری

بنے پہ سے کیا کیا واری ماں

راجن تم ہو جگ لیش[12] دھاری — جگ کے کہو یا دھرما دھیکاری[13]
سورگ[14] و ہاری تم پنے کاری[15] — تم پہ ہوں میں بل بل واری

بنے پہ سے کیا کیا واری ماں

سرور جگت کے درشن بسمل — میں پاپی گئی رات کے اندھیاری
بال بھی گیلے نین بھی بھاری — ٹھاکر کو دیکھ واری نیاری

بنے پہ سے کیا کیا واری ماں

جان بھی واری کچھ بھی نہ واری — تن من واری کچھ بھی نہ واری
سکھ چین واری کچھ بھی نہ واری — آخر یہ دل بھی ہاری

بنے پہ سے کیا کیا واری ماں

۱ صندل ۲ آرزو تمنا ۳ دنیا ۴ احباب ۵ شاگرد صابر ۶ کمینہ ترین ۷ گناہ دور کرنے والے۔
۸ اعلیٰ و عرفی ۹ مقدس ترین ۱۰ بھول گئی ۱۱ مزیدار ۱۲ صاحب عظمت ۱۳ محافظ ایمان۔
۱۴ ساقی کوثر ۱۵ شافع محشر

(مثلث)

وجہِ تخلیقِ ارض و سماء آپ ہیں
کنتُ نبیاً کی پہلی صدا آپ ہیں
عبد و معبود میں واسطہ آپ ہیں

آپ شمس الضحیٰ آپ بدالدجیٰ
آپ کہف الوریٰ پُرضیاء آپ ہیں
میرے سرکار خیرالوریٰ آپ ہیں

آدمؑ و نوحؑ و عیسیٰؑ کہ الیاسؑ ہوں
سب کے مطلوب یا مصطفیٰ آپ ہیں
وارثِ حالِ کُل انبیاء آپ ہیں

آدمی جو فرشتوں سے اونچا ہوا
آدمیت کا وہ ارتقاء آپ ہیں
عقل و ادراک سے ماوریٰ آپ ہیں

انبیاء نے بھی مشکل میں آواز دی
انبیاء کے بھی مشکل کشا آپ ہیں
اس بلندی پہ صلِّ علیٰ آپ ہیں

آپ کو انتہائی شرف مل گیا
حق تو یہ ہے کہ بعدِ خدا آپ ہیں
اس سے آگے خدا جانے کیا آپ ہیں

ماضی و حال و فردا ہیں سب آپ کے
بَرملا آپ تھے بَرملا آپ ہیں
ابتداء آپ ہیں انتہاء آپ ہیں

اذکیاء اولیاء اتقیاء اصفیاء
یا نبیؐ سب کے عقدہ کشا آپ ہیں
رہ نما اور منزل نما آپ ہیں

خود ہی جادہ بھی ہیں خود ہی منزل بھی ہیں
لطف تو یہ ہے اپنا پتہ آپ ہیں
حق نگر حق رسا حق نما آپ ہیں

آپؐ کا وصف انساں سے ممکن نہیں
مدح کی حد سے بھی ماوری آپؐ ہیں
نازشِ نعت و حمد و ثناء آپؐ ہیں

لفظ "لا" جن کے ہونٹوں پہ آیا نہیں
سب کے دامن کو جس نے بھرا آپؐ ہیں
منبعِ جود و لطف و عطاء آپؐ ہیں

بے مثال ایسا کوئی نہ پیدا ہوا
میرے آقا فقط آپؐ سا آپؐ ہیں
سچ تو یہ ہے کہ قدرت نما آپؐ ہیں

جگمگاتا ہے جس میں کہ نورِ قدم
اللہ اللہ وہ آئینہ آپؐ ہیں
اور خود اسمیں جلوہ نما آپؐ ہیں

جو سرِ انبیاء پہ چمکتا رہا
یا محمدؐ وہ نورِ خدا آپؐ ہیں
مظہرِ ذاتِ ربُّ العلاء آپؐ ہیں

آپ دریا دلی میں ہیں طوفاں بکف
معطیِ کُل ہیں بحرِ سخا آپؐ ہیں
دین کی ناؤ کے ناخدا آپؐ ہیں

دستِ اقدس نبیؐ کا ہے دستِ خدا
یا نبیؐ پھر بھی فقر آشنا آپؐ ہیں
ہر فضیلت کی بھی منتہا آپؐ ہیں

میرے سرکارؐ سنبلؔ خطاکار ہے
اس کی ہر مانگ ہر مدعاء آپؐ ہیں
بے سہارا ہے وہ آسرا آپؐ ہیں

(مخمس)

نیّرِ بطحیٰ ابوالقاسم محمدؐ مصطفیٰ
مصحفِ ناطق ہے جیسے رحل پر قرآں کھلا
جسکے لہجہ میں سنائی دیتی ہے کُن کی صدا
ہر نفس میں جسکے فیضِ ارتقاء در ارتقاء
ہے زباں اُس کی مگر اُس پر خدا کی بات ہے

وہ ہے محمودِ خلائق اور مقصودِ حیات
ہے تصور جس کا جنت اور الفت ہے نجات
تابعِ فرماں ہیں جسکے بالیقیں یہ شش جہات
جس کے دم سے اور قدم سے ہے یہ حسنِ کائنات
اُس حسیں کی اُس حبیبِ کبریا کی بات ہے

نور سے روشن ہے اُسکے ساری بزمِ کہکشاں
آستانِ پاک جسکا ہے زمین پر آسماں
ربط سے قائم ہے جس کے یہ زمین و آسماں
وہ جو ہے دراصل دانائے دو حرفِ کُن فکاں
بات یہ اُس مصدرِ لطف و عطا کی بات ہے

لب کھلا اُس کا تو عالم میں شگوفے کھل گئے
پھول اُسکو نذر دینے کے لئے اپنا دل گئے
اک اشارہ کر دیا اور زخم سارے سِل گئے
اک ندا پر جس کی بندے اپنے رب سے مل گئے
یہ اُسی واللیل کی اور والضحیٰ کی بات ہے

ہے وہ اُمّی بھی مگر اسرار کا محرم بھی ہے
آرزو و آبروئے عالم و آدم بھی ہے
ہے وہی خیرِ مجسّم رحمتِ عالم بھی ہے
موسیٰؑ و عیسیٰؑ میں طرزِ خاص سے مدغم بھی ہے
پیشوائے انبیاء خیرالوریٰ کی بات ہے

جو مکانِ قلب ربِّ دو جہاں کا ہو مکیں
وہ حسینانِ زمانہ میں ہے سلطانِ حسیں
جس کی چوکھٹ پر جھکی رہتی ہے دنیا کی جبیں
ہے تصور جس کا دل کے واسطے علم الیقیں
بالیقیں یہ اُس شہِ ہر دوسرا کی بات ہے

جو ہوالظاہر سے پیدا ہو کے آیا بے نقاب — اور ہوالباطن میں پنہاں وہ حجاب اندر حجاب
جسکے قدموں کا ہے صدقہ حسنِ روئے ماہتاب — عظمتوں پر اُس کی قرباں ہیں ہزاروں آفتاب
ہاں اُسی شمس الضحیٰ بدرالدجیٰ کی بات ہے

جس کا ظاہر ہے محمدؐ اور باطن ہے خدا — خالقِ کونین کا پرتو ہے جس کی ہر ادا
جس کی ہر اک سانس میں قرآں کے لفظوں کی صدا — یہ وہی صنعت ہے صانع جس پہ دل سے ہے فدا
یہ مہِ فاراں و خورشیدِ دنیٰ کی بات ہے

شاہد و مشہود کی باہم جو تصویریں ملیں — بحر کو موتی ملے تاروں کو تنویریں ملیں
ہستیٔ موہوم کو خوابوں کی تعبیریں ملیں — مصحفِ کردارِ انسانی کو تفسیریں ملیں
دردمندو سن لو یہ درد آشنا کی بات ہے

جس کو زیبا ہے خطاب رحمۃ للعالمیں — جو سراج السالکیں ہے اور مراد العاشقیں
جس میں آ کے ضم ہوئے سب اولین و آخریں — جس کی اُمت کیلئے مسجد بنی ساری زمیں
اُس شہِ لولاک و قوسینِ دلا کی بات ہے

ملتا جلتا ہے خدائے پاک سے اُس کا مزاج — دیتے ہیں دونوں عالم آج تک جس کو خراج
خالق و مخلوق میں جس سے ہے قائم امتزاج — چل رہا ہے اور چلے گا دو جہاں میں اسکا راج
غور کیجے ابتداء میں انتہا کی بات ہے

رہزنوں کو آشنائے راہِ منزل کر دیا — دیکھا جس ذرہ کو اس کو ماہِ کامل کر دیا
نام لیواؤں کو پھر جینے کے قابل کر دیا — بندۂ پُر عیب کو جو اپنا بسمل کر دیا
اُس فریسِ بے بدل معجز نما کی بات ہے

مسدس

شاہِ دو عالم شاہِ مدینہ — تم پار کر دو میرا سفینہ

تم ابتدا ہو تم انتہا ہو — عقل و خرد سے تم ماورا ہو
تم مخزنِ فیض وجود و سخا ہو — صدقہ مجھے بھی آقا عطا ہو
مل جائے مجھکو قربت کا زینہ — شاہِ دو عالم شاہِ مدینہ

عکسِ خدا میں حسنِ بشر ہے — جو راہ رو ہے جو راہ بر ہے
تم کو ہمارے دل کی خبر ہے — دونوں جہاں کی تم پر نظر ہے
اللہ خاتم تم ہو نگینہ — شاہِ دو عالم شاہِ مدینہ

سوئے مدینہ میرا سفر ہے — ایسے میں مجھکو کس کی خبر ہے
مجھ کم نظر پر تیری نظر ہے — میں بھی ادھر ہوں دل بھی ادھر ہے
الفت کا تیری دل ہے خزینہ — شاہِ دو عالم شاہِ مدینہ

فرقت میں آقا مہجور ہوں میں — قدموں سے آخر کیوں دور ہوں میں
بے مائیگی سے مجبور ہوں میں — تم نورِ کامل بے نور ہوں میں

تم بھر دو جلوں سے میرا سینہ
شاہِ دو عالم شاہِ مدینہ

تیری دلوں پر ہے حکمرانی
تیری زباں پر تھامی رانی

تو نورِ کامل تو لا مکانی
تیرا نہ سایہ تیرا نہ ثانی

عطروں کا مخزن تیرا پسینہ
شاہِ دو عالم شاہِ مدینہ

کیا ہوگی مدحت صلِّ علیٰ کی
جو کملاُ ہے رحمت خدا کی

موسیٰ و عیسیٰ سب نے دعا کی
اُمت میں ہونے کی یہ التجا کی

ختم نبوت کا ہو نگینہ
شاہِ دو عالم شاہِ مدینہ

اب آستاں پر سائل کھڑا ہے
اس کو تمہارا ہی آسرا ہے

تم ہی ہو داتا جب سے سُنا ہے
دل میں امید لطف و عطا ہے

ٹوٹے نہ ہرگز یہ آبگینہ
شاہِ دو عالم شاہِ مدینہ

خود وہ سفینہ اور خود وہ ساحل
جس کا ہے رستہ جسکی ہے منزل

اُن پر فدا ہے جان و جگر دل
قربان ہوجا تو اُن پہ بسمل

الفت کا یہ ہے پہلا قرینہ
شاہِ دو عالم شاہِ مدینہ
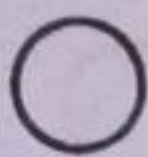
سلام

تجھ پہ فدا ہے دو جہاں میرا سلام کر قبول — سن میرے غم کی داستاں میرا سلام کر قبول

خسروِ خسرواں ہے تو میرا سلام کر قبول — مقبلِ مقبلاں ہے تو میرا سلام کر قبول

سالارِ کارواں ہے تو میرا سلام کر قبول — سلطانِ دو جہاں ہے تو میرا سلام کر قبول

تجھ پہ فدا ہے دو جہاں میرا سلام کر قبول — سن میرے غم کی داستاں میرا سلام کر قبول

شام میں تیرگی نہیں بدرالدجیٰ کے نور سے — دن کو ملی ہے روشنی شمس الضحیٰ کے نور سے

حق کو ملی ہے آگہی نور الھدیٰ کے نور سے — صدر الصدور انبیاء صدر العلیٰ کے نور سے

تجھ پہ فدا ہے دو جہاں میرا سلام کر قبول — سُن میرے غم کی داستاں میرا سلام کر قبول

گل کدۂ بہشت ہے مولا ترا ہی سنگِ در — گنجِ مراد ہے مرا آقا ترا ہی سنگِ در

بھرتا ہے سب کی جھولیاں داتا ترا ہی سنگِ در — ناصرِ اہلِ درد ہے ہادی ترا ہی سنگِ در

تجھ پہ فدا ہے دو جہاں میرا سلام کر قبول — سُن میرے غم کی داستاں میرا سلام کر قبول

ایمان مل گیا مجھے عرفان مل گیا مجھے
ساری حدیثیں مل گئیں قرآن مل گیا مجھے

نسبتِ خاص کا تری فیضان مل گیا مجھے
ہاتھ بڑھاتے ہی ترا دامان مل گیا مجھے

تجھ پہ فدا ہے دو جہاں میرا سلام کر قبول
سُن میرے غم کی داستاں میرا سلام کر قبول

مدحِ رسولؐ کے لئے ذوقِ بیاں ملا مجھے
عشقِ رسولِ پاک کا دردِ نہاں ملا مجھے

ہمتیں میری بڑھ گئیں عزم جواں ملا مجھے
تو جو ملا شہِ زمن سارا جہاں ملا مجھے

تجھ پہ فدا ہے دو جہاں میرا سلام کر قبول
سُن میرے غم کی داستاں میرا سلام کر قبول

مست جو کر دے عمر بھر درد کا ایسا جام دے
سوزشِ عشق کا مجھے ذائقہ دوام دے

قرب کے ذوق کو مرے جذبۂ احترام دے
اپنے قدومِ پاک میں مجھکو مرا مقام دے

تجھ پہ فدا ہے دو جہاں میرا سلام کر قبول
سُن میرے غم کی داستاں میرا سلام کر قبول

رحمتِ بیکراں ہے تو میرا سلام کر قبول
شافعِ عاصیاں ہے تو میرا سلام کر قبول

سرورِ انس و جاں ہے تو میرا سلام کر قبول
مونس و مہرباں ہے تو میرا سلام کر قبول

تجھ پہ فدا ہے دو جہاں میرا سلام کر قبول
سُن میرے غم کی داستاں میرا سلام کر قبول

مصطفیٰ شاہِ انور پہ لاکھوں سلام
دین و دنیا کے رہبر پہ لاکھوں سلام

ایسی تصویرِ قرآں پہ لاکھوں درود
ایسے روئے منوّر پہ لاکھوں سلام

ایسے صابر پہ شاکر پہ لاکھوں درود
ایسے طاہر مطہّر پہ لاکھوں سلام

بخششوں کے سمندر پہ لاکھوں درود
شافعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام

منبعِ فیضِ عرفاں پہ لاکھوں درود
بحرِ حق کے شناور پہ لاکھوں سلام

سارے اصحاب کے درمیاں آپ ہیں
چاند تاروں کے منظر پہ لاکھوں سلام

ذکر جن کا ملا فرش سے عرش تک
اُن کی ذاتِ منوّر پہ لاکھوں سلام

عاصیوں کی زبانوں پہ ہے بس یہی
ساقیٔ حوضِ کوثر پہ لاکھوں سلام

عشرتِ شاہِ دیں پر ہوں لاکھوں درود
بسمل آلِ پیمبر پہ لاکھوں سلام

خدا نے کی ہے جس کے نور سے تخلیق عالم کی
ہٹا کر کفر کی ظلمت کو جس نے روشنی بخشی

وہ جس کے فیضِ نورانی سے ذرّوں نے ضیا پائی
وہ جس کا فیض ہے کونین میں اس وقت بھی جاری

سلام اُس پر کہ جس کی ذاتِ اقدس فخرِ آدم ہے
سلام اس پر کہ جس کا نام اطہر دافعِ غم ہے

زمانہ آج بھی قائل ہے جس کے حسنِ سیرت کا
دیا جس نے سبق انسان کو خلق و مروت کا

کیا برتاؤ جس نے خادموں سے بھی اُخوت کا
رہا ہر دم جسے احساس ہر انساں کی عظمت کا

سلام اس پر جو ہر مظلوم کا ملجا و ماویٰ ہے
سلام اس پر جو ہر ٹوٹے ہوئے دل کا سہارا ہے

مکمل درس ہے انسانیت کا زندگی جس کی
مسلّم کی دو عالم میں خدا نے برتری جس کی

ہمیشہ ایسی منزل پر رہی ہے بندگی جس کی
بالفاظِ دگر عینِ مشیت ہے خوشی جس کی

سلام اُس پر کہ جس پر آسمانوں سے سلام آیا
سلام اُس پر کہ جس کی شان میں حق کا کلام آیا

ہوا حاصل شعورِ آدمیت جس کے صدقے میں
جہاں میں ہر طرف پھیلی صداقت جس کے صدقے میں

ملی ہے دینِ حق کی ہم کو دولت جس کے صدقے میں
ہوئی ہے عاصیوں پر حق کی رحمت جس کے صدقے میں

سلام اُس پر جو ہے انسانیت کا محسنِ اعظم
سلام اُس پر جسے حق نے کہا ہے رحمتِ عالم

وہ جس نے عبد اور معبود کے رشتہ کو جوڑا ہے
صداقت کی طرف انسانیت کو جس نے موڑا ہے

وہ جس نے حق کے بل پر قوتِ باطل کو توڑا ہے
وہ جس نے ظلم و استبداد کا پنجہ مروڑا ہے

سلام اُس پر دلِ عالم پہ جس کی حکمرانی ہے
سلام اُس پر کہ جس کی یاد وجہِ زندگانی ہے

ہو تم ہی رہبرِ کلِ انس و جاں سلام علیک
ہو تم ہی شہرِ مکیں و مکاں سلام علیک

تمہارے در کی گدائی ہزار سلطانی
ہو تم ہی تاجِ ورِد دوجہاں سلام علیک

حضورؐ کے درِ اقدس پہ میں پہونچتے ہی
صلوٰۃ دل کہے بولے زباں سلام علیک

خدا کے واسطے ہو مفلسوں پہ چشمِ کرم
ہو تم ہی چارہ گرِ بیکساں سلام علیک

غریب کی بھی صدا سُن لو شاہ کون و مکاں
ہو تم ہی راحتِ دردِ نہاں سلام علیک

حضورؐ آپ کی محبوبیت مسلّم ہے
کہاں ہے جلوہ گرِ لامکاں سلام علیک

قبولِ خاطرِ ناشاد ہو شفیعِ اُمم
ہو تم ہی مونسِ غم مہرباں سلام علیک

صبا تو جا کے یہ کہنا رسولِ اکرم سے
ہو تم ہی حرزِ دلِ عاشقاں سلام علیک

سلام لیجئے بسملؔ کا اے شہِ طیبہ
ہو تم ہی راحت و آرامِ جاں سلامِ علیک

(ذو بحرین)
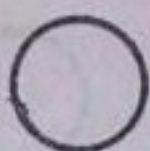
رسولِ اکرم نبیٔ خاتم صلوٰۃ تم پر سلام تم پر
رحیم بر حق بنائے عالم صلوٰۃ تم پر سلام تم پر

ہدایتوں کی ہے شمع روشن حضور کی ذاتِ بیکراں سے
امین و صادق کریم و اکرم صلوٰۃ تم پر سلام تم پر

دو جگ کے رہبر ہیں شاہِ انور ہیں سب کے سرور شفیع محشر
حبیبِ پروردگارِ عالم صلوٰۃ تم پر سلام تم پر

کیا ہے قوسین کو مکمل قریب اپنے بلا کے ربّ نے
بنایا تمکو نبیٔ اعظم صلوٰۃ تم پر سلام تم پر

یہی ہے شانِ شہِ رسالت کہ تم ہی سلطانِ مرسلاں ہو
ہیں سب سے آخر تو سب سے اکرم صلوٰۃ تم پر سلام تم پر

حوادث اور رنج میں الم میں نہیں ہے کوئی بجز تمہارے
انیس و مونس رفیق و ہمدم صلوٰۃ تم پر سلام تم پر

کہاں ہے یارا دلِ حزیں کو نہیں ہے تابِ فراق باقی
بہت ہوں مضطر ہے چشم پر نم صلوٰۃ تم پر سلام تم پر

تمہیں کو نورِ ہدیٰ سے نسبت تمہیں کو فضلِ خدا سے نسبت
تمہارے لہرا رہے ہیں پرچم صلوٰۃ تم پر سلام تم پر

عدو نے سردارِ انبیاء کو ہزاروں لاکھوں اذیتیں دیں
اُن ہی پہ لطف و عطاء کی شبنم صلوٰۃ تم پر سلام تم پر

کرم کی ہمکو بھی ہے ضرورت بلا لو قدموں میں اپنے ہمکو
تمہیں کو کرتے رہیں یاد پیہم صلوٰۃ تم پر سلام تم پر

تمہارا بسمل ہوں جی رہا ہوں تمہارے در کا بنا ہوا ہوں
تمہارا دم بھر رہا ہوں ہر دم صلوٰۃ تم پر سلام تم پر

شافعِ محترم سلامٌ علیک — دافعِ رنج و غم سلامٌ علیک

سیدِ محترم سلامٌ علیک — یا شفیعَ الاُمم سلامٌ علیک

یہ سمجھ کر حضورؐ ہیں موجود — عرض کرتے ہیں ہم سلامٌ علیک

ہم نوا ہو گئے ہیں جن و ملک — کہہ رہے ہیں جو ہم سلامٌ علیک

اس کو بے شک حضورؐ سنتے ہیں — جب بھی کہتے ہیں ہم سلامٌ علیک

کہہ رہا ہے حرم کا مالک بھی — یا سبانِ حرم سلامٌ علیک

طے ہو اے کاش یوں رہِ طیبہ — ہر نفس ہر قدم سلامٌ علیک

نزع میں ہوں حضورؐ بالیں پر — لب پہ ہو دم بدم سلامٌ علیک

عرض کرتا ہے بسملؔ عاصی
یہ سیدِ محترم سلامٌ علیک